۲۹۷.۴۲
ج ۲۱ ص
۳۷۰۷۵
۳۷۰۷۵

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام مصنف -------- عبدالسمیع ضیاء

نام کتاب -------- صحائف السلوک

پبلشر -------- ثمیل پبلشرز

مطبع -------- انتخاب جدید پریس لاہور

قیمت -------- ۱۵۰ روپے صرف

ثمیل پبلشرز راوی روڈ لاہور

انتساب

والدینِ گرامی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نام

ع

تربیّت سے جن کی مَیں انجم کا ہم قسمت ہُوا

Marfat.com

۲۹۷۰۶۲
ج ۳۱ ص
۳۰۷۵
۳۰۷۵

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام مصنف ---------- عبد السمیع ضیاء

نام کتاب ---------- صحائف السلوک

پبلشر ---------- ثمیل پبلشرز

پرنٹر ---------- انتخاب جدید پریس لاہور

قیمت ---------- ۱۵۰ روپے صرف

ثمیل پبلشرز راوی روڈ لاہور

Marfat.com

۲۹-۴-۹۰

صحائف السلوک

عرصہ چھ سال کے انقباض کے بعد اللہ کریم نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وسیلہ جلیلہ سے انبساطِ خاطر کی یہ صورت پیدا فرمائی کہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مکتوبات شریفہ کے ترجمہ ادارت کی سعادت میسر آئی۔

اس ناچیز نے حضرات چشت رحمہم اللہ تعالیٰ کے گران قدر آثار میں سے اسرار الاولیاء، سیر الاولیاء اور دلیل العارفین کے ترجمے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان میں سے یہ تازہ ترین کوشش "صحائف السلوک" کی بھی اسی سلسلہ ہی کی ایک کڑی ہے۔ اسرار الاولیاء دفعتاً ۹۰ء سے طبع ہوئی شائقین علم تصوف اور نیاز مندان حضرات صوفیاء کے لیے "نشر الناشرین" کا خوشگوار فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ سیر الاولیاء، دلیل العارفین اور حضرت غلام علی نقشبندی دہلوی کے ملفوظات طیبات بعنوان دار المعارف ابھی تشنۂ طباعت ہیں۔

اس حقیقت سے انکار کسی صورت میں نہیں کیا جا سکتا کہ برصغیر میں دینِ متینِ اسلام کی ترویج و اشاعت میں جو گران قدر خدمات حضرات چشت اہل بہشت نے سرانجام دی ہیں وہ وہ سابقون الاولون کے زمرے میں آتی ہیں۔ آج اس برصغیر اور مضافات میں جو ایمان کی روشنی اور یقین کی چمک نظر آتی ہے۔ یہ اسی شمع فروزاں کا فیض ہے۔ جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے اس ظلمت کدے میں اپنے خونِ جگر سے روشن کی تھی۔ خراسان و افغانستان سے ہے ہر ما ملا ... کر ... منظر ... کر رہی ... ہے۔

تیرے فیوض کا کوئی شمار ہے ساقی
جدھر نگاہ اٹھاؤ بہار ہے ساقی

Marfat.com

حضرت خواجہ اجمیریؒ اور اُن کے جانشینوں نے دینِ اسلام کی اشاعت و ترویج میں ہمہ جہتی مساعی بروئے کار لائیں۔ تقریر، تحریر، دعوت اور نظر کے فیض سے ایک دنیا کے دلوں میں محبتِ الٰہی کی حرارت پیدا کی۔ حضرت بختیار کاکیؒ، حضرت مسعود گنجشکرؒ، حضرت سُلطان المشائخؒ اور حضرتِ چراغ دہلی رحمہم اللہ تعالیٰ اسی سلسلہ الذہب کی عظیم کڑیاں ہیں۔ دہلی کے عروس البلاد میں اس سلسلہ عالیہ اور شجرۂ طیبہ کے آخری عظیم داعی حضرتِ شیخ نصیر الدین چراغِ دہلیؒ ہیں۔ ان کے بعد اس سلسلہ عالیہ میں دارالسطنت کی حد تک دورِ "فترت" ہے لیکن اس وقت تک اس کی شاخیں برصغیر کے طول و عرض تک میں سایہ فگن ہو چکی تھیں۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود المعروف بہ چراغ دہلیؒ خلیفۂ اعظم حضرت سلطان المشائخؒ نے پورے بتیس سال تک سلسلہ چشتیہ کا مرکزی نظام دہلی میں بیٹھ کر کامیابی کے ساتھ چلایا پھر اس چراغ سے کئی چراغ روشن ہو گئے۔ گویا ؎

پھر چراغ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن

ان چراغوں میں ایک مصباحِ طریقت حضرت سید محمد گیسو درازؒ ہیں جنھوں نے جنوبی ہند ہی نہیں سارے برصغیر کو عشق و محبت کی حرارت سے گرم اور اس کی خوشبو سے معطر کر دیا۔

حضرت چراغ دہلیؒ کے دوسرے جانشین اور خلیفۂ اعظم کمال الدین علامہؒ (م ۷۵۶ھ) تھے۔ آپ حضرت موصوفؒ سے نسبت قرابت بھی رکھتے تھے۔ حضرت علامہ ان کی اولاد اور خلفاء سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ کا اجراء تسلسل موجودہ صدی تک آب و تاب سے قائم و دائم ہے۔ اس سلسلہ میں متاخرین چشتی حضرات شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ، شاہ فخر الدین دہلویؒ، خواجہ نور محمد مہارویؒ، شاہ نیاز احمد بریلویؒ اور خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ جیسے اکابر روزگار نے مرورِ زمانہ و گردشِ روزگار کے باوجود نہ صرف خواجۂ بزرگ اجمیری کی شمع یقین و آگہی کو فروزاں رکھا بلکہ لاکھوں بندگانِ خدا کے دلوں میں محبتِ الٰہی اور خدا طلبی کی آگ بھر دی۔

حضرتِ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین دہلوی رحمہ اللہ نے حضرتِ چراغ دہلوی کو عطائے

خاص اور خلافتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنے شیخ کے نقشِ پا پر ساری عمر گزار دی۔ نامساعد حالات اور سخت سیاسی طوفانوں میں رشد و ہدایت کا یہ چراغ روشنی بکھیرتا رہا اور آپ نے اقبال کے اس شعر کے مصداق دینِ محمدیؐ کی شمع کو روشن رکھنے کی بھرپور کوشش جاری رکھی اقبال کے اس شعر کا مصداق بنے رہے۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

مذکرہ الصدر خلفائے گرامی کے علاوہ حضرت شیخ کے فیض یافتگان میں شیخ عبد المقتدر کندی، شیخ احمد تھانیسری اور شیخ جلال الدین حسین بخاری معروف بمخدوم جہانیاں جہاں گشت رح کے نام نامی قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں سے ہر ایک بزرگ اپنے وقت کا امام و پیشوا ہوا۔

زیرِ نظر کتاب "صحائف السلوک" حضرتِ موصوف کے مکتوبات گرامی کا مجموعہ ہے۔ آپ کے ملفوظات کا مجموعہ خیر المجالس کے نام سے فیض رسانیٔ خلقِ خدا کا کام صدیوں سے سرانجام دے رہا ہے۔ اور و تراجم بھی بکثرت فراہم ہیں مگر "صحائف السلوک" نسبتاً گم نام رہی۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ایک نسخہ موجود ہے جو غالباً اس صدی کے آغاز میں طباعت پذیر ہوا۔ جہاں تک میری معلومات اور باخبری کا دائرہ ہے اس کا کوئی اردو ترجمہ بازار یا کسی لائبریری میں موجود نہیں۔ ایک نظر میں اس مہتمم بالشان کتاب مستطاب کے مضامین کو دیکھنے کے بعد دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ اسے اہلِ علم خصوصاً نیاز مندانِ اصحابِ طریقت اور وابستگانِ حضرات چشت اہلِ بہشت کی ضیافتِ ایمان و آگہی کا سامان بننا چاہیئے۔

چنانچہ محض توفیقِ خداوندی و عنایتِ سرمدی کے سہارے اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے باوجود اس کارِ دشوار کی تکمیل کا آغاز کر دیا ۔۔۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ اب طباعت کے مراحل طے کر کے مشتاقانِ تصوّف کے لیے یہ کتابِ مستطاب انشاء اللہ العزیز سرمایۂ مسرت و بہجت فراہم کرے گی۔

مجھے اپنی بے بیچ مرزی، کم مائگی کا پورا پورا احساس ہے اور حضرت شیخ کی نسبت عجز و انکسار

کا روحانی فیض ہے کہ کبھی اپنی ذات میں برتری و تفوق کا احساس نہیں ہوا اور نہ کبھی کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوا ہوں۔ مگر احساس اس بات کا میرے لیے موجب صد فخر و انبساط ہے کہ جس ہستی کے خانۂ بہار آفریں کے ثمرات میں اردو دان اصحاب کے لیے پیش کر رہا ہوں وہ برصغیر کے نابغۂ روزگار لوگوں میں سے ایک تھی۔ اس لیے ترجمے کی میری کوتاہیاں اور خامیاں ان کی آفاقی اور عالمگیر شخصیت کے گہرے اور گھنے سائے میں پناہ گیر ہونے کے قابل ہو جائیں گی۔

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کہ ارباب تصوف سے میری وابستگی اور ان کے کارہائے نمایاں کی اشاعت میں تراجم کی صورت میں میری حقیر سی خدمت اس تربیت کا اثر ہے جو مجھے اپنے والدین گرامی کے فیضان نظر سے ملی۔

میرے شیخ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تربیت کو اپنی چند صحبتوں کے فیض سے یوں مبارک تر بنا دیا ہے کہ میں حضرت جامیؒ کی زبان میں کہہ سکتا ہوں۔

پیر من خم بادۂ کہن است

مستفیضم ز فیض باطن پیر

اس آزمائش طلب کام میں فراغت اور سکون کی جتنی ضرورت ہے وہ حضرات اہل قلم سے مخفی نہیں۔ الحمدللہ کہ وہ فراغت اور سکون مجھے اپنے اہل خانہ اور احباب و متعلقین کی جانب سے مکمل طور پر حاصل رہا۔ میں اُن سب کا شکر گزار ہوں۔

راقم آثم

عبدالسمیع صبا

۱۸۱۔ پی۔ لوڑ۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۰۹ ہجری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا صحیفہ

یا کریم ـــ یا کریم ـــ یا کریم

صحائف السلوک

الحمد للہ وحدہ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ،
وعلیٰ آلہ وصحبہ الذین اتامو الدین بعدہٗ ۔ امابعد

برادر دینی اور محب یقینی خواجہ مجیر الدین اللہ تعالیٰ آپ کا تقویٰ قائم رکھے، اور توفیقِ اعمال کو بہترین ساتھی بنائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلِ پاک کے صدقے رضائے حق کے پابند ہوں۔

اپنے بھائی سے گزارش ہے میں نے وعدہ کیا تھا کہ بُنِیَ الاِسلَامُ عَلیٰ خَمسٍ یعنی اسلام کی بنیادی اصطلاحاتِ پنجگانہ پر کچھ تحریر کیا جائے گا۔ اس دن سے ہی عزیز مکرم کا اصرار رہ گیا کہ وعدہ پورا کریں۔ اگرچہ عمر کوتاہ اور وقت قلیل رکاوٹ بنا اور فراغت نصیب نہ ہوئی تاہم وعدہ کو فرض سمجھتے ہوئے کل میں سے جزو اور دفتر میں سے حرف کی مقدار سپردِ قلم کر رہا ہوں۔ شاید میرے برادرِ موصوف کے لیے مفید اور برکت کا سبب بن جائے لیکن یہ بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ اس کتابِ مستطاب کو لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ "اس کو صرف پاکیزہ لوگ ہاتھ لگاتے ہیں" کے مطابق مطالعہ کے وقت باطہارت ہوں۔ دل کو زبان کے ساتھ حاضر کریں اور خلوت اختیار کریں اور مختلف

Marfat.com

کاموں سے احتراز کریں تاکہ عروسِ معانی نقاب کُشا ہو اور شاہدِ مقصود دیدار سے بہرہ ور کرے۔

اللہ تعالیٰ روحِ مقدسہ سے آپ کی تائید فرمائے۔ یہ جان لیں کہ خداوند کریم جب سالک کو آخرت کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں تو نورِ ہدایت اس کے دل میں اتار دیتے ہیں۔ جیسے فرماتے ہیں:

یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَاءُ

"اپنے نور کی جسے چاہتا ہے راہنمائی کر دیتا ہے۔"

گمراہی کا زنگ دور کر دیتے ہیں۔ دنیا کی خواہش دل سے سرد اور آخرت کی طلب سینۂ سالک میں گرم ہو جاتی ہے۔ توبہ کی باگ پر گرفت مضبوط، ندامت کی رکاب میں پاؤں مستحکم استغفار کی سواری پر بیٹھ کر پختہ ارادہ کر لیتا ہے کہ گناہوں کو پیچھے چھوڑ کر اطاعت کے قبلہ کی طرف رُخ کرے گا۔

اے جوانمرد! سالک کو اس عالم میں ایک کامل و اکمل مرشد کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ قطبِ وقت اور امامِ عصر ہو جیسا کہ اس وقت روئے زمین پر اس فقیر کے مخدوم و صاحب و شیخ (حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی) ہیں۔ خداوند کریم ان کی بقائے حیات سے ہمیں متاع اندوز فرمائے۔ (بیت)

بادا بادا چو عمر نوح بل بیش
کہ شاد است از درت بیگانہ و خویش

"آپ کی عمر بھی حضرت نوح کی طرح بلکہ اس سے زیادہ بقا ہو کہ آپ کے دروازے پر اپنے پرائے سب خوش ہیں۔"

ناگزیر ہے کہ سالک اپنے آپ کو پیر کامل کے نیک بخت فتراک سے باندھ دے اور ہمت کے ہاتھ سے اس کی روحانی دولت کے دامن کو مضبوطی سے تھام لے تاکہ نسخِ اکملی

Marfat.com

اسے شیطانی مکاریوں اور نفس کی چالوں سے آگاہ کرے اور حاذق طبیبوں کی طرح اس کی باطنی بیماریوں کا علاج شروع کرے۔ اور مرض کے مطابق پرہیز تجویز کرے اور دوا اس کی طاقت کے مطابق مقرر کرے کیونکہ سالک جب سفرِ روحانی کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اور اس کا اپنا نفسِ امّارہ راستے میں بہت ساری رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے۔ ہر طرح رہزنی کیلئے کمر ہمّت باندھ لیتا ہے۔ اور اگر اس کا مرشد نہ ہو گا تو جلد ہی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اس صورت میں کہ وہ

يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا

"گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں"

کے گروہ میں شامل ہو جائیں۔

میرے عزیز! سب سے پہلے شیطان اور نفسِ امّارہ انسان کو گناہوں میں دھوکہ دیتے ہیں۔ برائی کو اس کی نظر میں اچھائی دکھاتے ہیں۔ بلکہ گناہوں کی لذت اس کی طبیعت میں بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ بخشنے والا اور کرم کرنے والا ہے۔ توبہ کی بھی گنجائش ہے اور اسے لمبی آرزوؤں کا شکار بنا دیتے ہیں۔ اور اگر یہ بات میسّر نہ ہو تو خواہشات نفس و شکم کو اس کے دل میں زیادہ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں

لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ

"جو باتیں اللہ نے تیرے لیے حلال کی ہیں ان کو کیوں حرام کرتے ہو"

نیند کر، کھا پی تاکہ عبادت اچھی طرح کر سکے۔ اپنی منکوحہ سے معاملہ کر تاکہ اس کا حق ادا اور لائق اولاد پیدا ہو اور اس طرح اس کے قیمتی وقت کو خلل میں ڈالتے ہیں اور اس کی خواہش کو پریشان کرتے ہیں۔ جب اس حیلے سے مایوس ہو جاتے ہیں تو اس کی جان اور اولاد کے واسطے سے رکاوٹ پیدا کرتے ہیں اس طرح سے کہ اسے کہتے ہیں کہ بے فائدہ مشقت اختیار نہ کر۔ اور تکلیف میں نہ پڑ۔ پانچ وقت کی نماز ادا کر سنّتِ رسول کا لحاظ کر

Marfat.com

اور اپنے اہل وعیال کو حقیقی اور دینی نعمت سے محروم و ضائع کرنا ہے کیونکہ

إنّ لنفسك عليك حقاً ولأهلك عليك حقاً

"بے شک تیرے نفس اور تیرے اہل وعیال کا تجھ پر حق ہے۔"

اگر اس سے بھی بات نہ بنے تو پھر یہ کہتے ہیں کہ عبادتیں نوافل ہیں اور اہل وعیال کے لیے خرچہ پیدا کرنا فرض ہے اور نفل کے لیے فرض ترک کرنے کی ممانعت ہے۔ متعدّی عبادتیں لازمی سے بہتر ہیں اور جب اس سے بھی ناامید ہو جاتے ہیں تو یوں بہکاتے ہیں۔ فلاں شخص ہو جانے کا اور تیرے متعلقین تجھ سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ اپنے بیگانے کی نگاہ میں ذلیل و خوار ہو جائے گا جب اس پر بھی ناکام ہوتے ہیں تو اس کے اہل وعیال کو فریب دیتے ہیں تاکہ اس کے دامن گیر ہوں اور لڑائی جھگڑا کر کے مہر اور نان نفقہ کا مطالبہ کریں جب اس سے بھی فارغ ہو جائے تو ماں باپ کو جن کی اطاعت ضروری ہے اور عزیز و اقارب کو اس پر اکسا دیتے ہیں کہ اسے مختلف طریقوں سے اطاعت و عبادت خداوندی سے باز رکھیں۔ جب یہ حربہ بھی ناکام ہوتا ہے تو بلا وجہ مشقتوں میں ڈال دیتے ہیں بے وقت اور نامناسب ریاضتوں اور مجاہدوں میں مصروف کروا دیتے ہیں تاکہ تھک ہار کر رہ جائے جب یہ حیلہ بھی کارگر ثابت نہ ہو تو لوگوں کے دل میں وسوسہ ڈال کر اس کا عقیدت مند بنا دیتے ہیں۔ اس کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں اور نذرونیاز، روپیہ پیسہ اس کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور بیچارے سالک کو حُبِّ جاہ کا شکار بنا دیتے ہیں۔ اور فریب دیتے ہیں کہ تو واصلانِ خدا اور عارفانِ حق تعالیٰ میں سے ہو گیا ہے اور تیرا سلوک مکمل ہو گیا ہے تاکہ اس میں "عجب" خودپسندی پیدا ہو جائے اور تمام محنت اکارت جائے۔

غرض ہر طرح اور ہر صورت میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں تاکہ درویش بیچارے کا راستہ بند کیا جا سکے۔ مگر سالک پر شیخ کامل کی نظر اگر ہو اور شیخ اپنے ارادتمندوں

نبی بمنزلہ امتیوں کے نبی کی ہے۔ اگر سالک فرمانِ شیخ کا من و عن عمل کرے اور اپنا تمام اختیار و ارادہ اس کے سپرد کر دے تو امید ہے کہ جلد ہی اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب ہو سکے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اور یہ بات مسلّم ہے کہ ایسے شیخِ کامل کی صحبت واجبات میں سے ہے جس کے لیے نصِ قرآنی و حدیث وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔"

اور فرمایا:

اِتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ

"ان کے راستے کی پیروی کرو جو میری طرف بار بار آتے ہیں۔"

دونوں ارشادات امر ہیں اور امر واجب ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔

میرے عزیز!

یہ بات خاص و عام پر پوشیدہ نہیں کہ سچے اطاعت گزار اور اطاعت گزار سچے یہی لوگ ہیں۔ بیعت سنت ہے کیونکہ یہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور اور صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا فعل ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ

"وہ لوگ جو آپ کی بیعت کرتے ہیں بے شک وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔"

پھر فرمایا:

اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔

Marfat.com

"جب (حضرات صحابہؓ) آپ سے درخت کے نیچے بیعت کرتے ہیں۔"
اور جیساکہ حدیث میں آیا ہے کہ شیخ اپنے ارادت مندوں میں بمنزلہ انبیوں میں نبی کے ہے۔ جیساکہ وہاں نبی کی صحبت اور اطاعت واجب ہے۔ اسی طرح یہاں بلاشبہ شیخ کی اطاعت اور صحبت ضروری ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ

Marfat.com

دوسرا صحیفہ

مدافع عقبات

رکاوٹوں کو دور کرنا

برادر دینی!

اللہ کریم آپ کو دونوں جہان کی عزت دے اور انجام بخیر کرے۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ عقبات (رکاوٹوں) کی حقیقت کیا ہے تو اب ان کی مدافعت کے لیے بھی کچھ عرض کرتا ہوں۔ اگرچہ میرا یہ مقام نہیں یہ تو شیخ کامل کا مرتبہ ہے جو اس کے ارشاد سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے۔ بہرحال اپنے بھائی کی درخواست پر علاج کے طور پر جو کچھ عرض کر سکا تحریر کروں گا۔

عقبہ اوّل

معاصی۔ نافرمانیوں کی رکاوٹ

عزیز من!

اس امر کا پختہ یقین رکھیں کہ خداوند کریم حاضر و ناظر ہے اور دل کی خفیہ باتوں سے خبردار ہے۔ فرمایا

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

"بے شک کان ، آنکھ ، دل ان سب کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی۔"

حدیث شریف میں ہے:

اِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ

"اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے بے شک دیکھ رہا ہے۔"

انسان کو اس امر کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے۔ عمر کا بھروسہ نہیں۔ موت تعاقب میں ہے اس لیے آرزوئیں کم کرے۔ جب یہ باتیں پختہ ہو جائیں گی تو بلاشبہ انسان پر شرم اور خوف خدا غالب آجائے گا اور "معاصی کا دشمن" مغلوب۔

عقبہ دوم

خواہشاتِ نفس

اس بیماری کے علاج کے لیے معجون یہ فرمان ہے:

اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَجْرِيْ مِنْ اِبْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ فَضَيِّقُوْا مَجَارِيَهٗ بِالْجُوْعِ وَالْعَطَشِ۔

"بیشک شیطان آدمی کے دورانِ خون میں سرایت کرتا ہے۔ اس کے دوران دسریان کی گزرگاہوں کو بھوک اور پیاس سے تنگ کرو۔"

دل کو بھوکے رہو کے ارشاد سے خوش رکھیں۔

اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْجُوْعُ وَالْعَطَشُ طَعَامُ الصِّدِّيْقِيْنَ۔

"بھوک اور پیاس صدیقین کا کھانا ہے۔"

سے روحانی غذا حاصل کریں۔

اور حدیث قدسی

Marfat.com

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

"روزہ میرے لیے ہے اور اس کا بدلہ مَیں دوں گا۔"

کے حوضِ کوثر سے پانی پیتا رہے یہاں تک کہ اس بیماری سے شفا پا جائے۔

عقبہ سوم

خوفِ جان و مال و اولاد

اس ارشادِ گرامی سے خوف کا ازالہ کرنا چاہیئے:

وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ۔

"جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلتا ہے اور اسے دورانِ سفر موت آجاتی ہے تو اسکے اجر کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے۔"

یہ بات یقینی ہے کہ عمر، رزق، قسمت مقرر ہے۔ ترک کرنے، مزید طلب کرنے کوشش اور ممانعت سے کم و بیش نہیں ہوتی۔ رزق کا معاملہ کسی شرط سے وابستہ نہیں پھر کیا ہی اچھا ہو کہ انسان اپنی عمر طلب حق میں صرف کرے۔ اہل و عیال بھی خدا کے بندے ہیں۔ آپ کے اوران کے رزق کی ذمہ داری اُسی پر ہے۔ جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے

وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

"زمین میں بسنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق خدا کے ذمے نہ ہو۔"

علیٰ کلمہ تضمین و تکفّل ہے (کفالت کی ضمانت)

ایک اور جگہ پر مفصّل وعدہ فرمایا ہے:

نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ

Marfat.com

"ہم نہیں اور اُن کو (اولادِ صغیرہ) بھی رزق عطا کرتے ہیں۔"

اور ایک دوسری جگہ پختہ قسم اٹھا کر فرمایا:

فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ

آسمان اور زمین کے رب کی قسم یہ حق ہے جیسے طرح جیسے تم بول رہے ہو۔

اے جواں مرد۔ ان ارشادات کے باوجود اگر آپ میں اعتماد پیدا نہیں ہوتا تو پھر مقام کفر ہے۔ ایمان نہیں۔ اعتماد اس چیز کا نام ہے کہ اپنے معاملات کو خدا کے حوالے کر دے اور اس کے کرم پر پختہ یقین کر لے۔ اپنے آپ کی نفی کر دے اور مخلوقات کو بھی معدوم خیال کر لے۔

میرے دوست!

دو غم ایک دل میں کیسے سما سکتے ہیں۔ کیا دو تلواریں ایک نیام میں سما سکتی ہیں؟ ؎

حسن گر عشق می ورزی چنیں بر جاں چہ می لرزی

بیک دل در نمی گنجد غم جان و غم جاناں

"حسن عشق اختیار کر کے جان کے لیے لرز رہے ہو معلوم نہیں کہ ایک دل میں (دو غم) جان کا غم اور محبوب کا غم نہیں سما سکتے۔"

کاش!

آپ کسی بزرگ کے اس مقولے کو ملاحظہ فرماتے:

لَوْ كَانَ الْبُرُّ بِالدُّرِّ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ عِيَالِي وَاللهِ لَا أُبَالِيْ

"اگر گندم کے دانے موتیوں کے بھاؤ ہوتے اور ساری خلقِ خدا میرا عیال ہوتی تو تب بھی خدا قسم مجھے کوئی پروا نہ ہوتی۔"

عقبہ چہارم فرض کی ادائیگی کو کافی سمجھنا۔ نوافل کو ترک کرنا

اگر نفس انسانی فرض کو کافی سمجھنے اور نوافل کو چھوڑ دینے کی ترغیب دلائے تو اسے یوں

Marfat.com

جواب دینا چاہیئے۔

لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعًا وَبَصَرًا وَیَدًا وَلِسَانًا یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ۔

"بندہ نوافل سے میرا تقرب تلاش کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے پیار کرنے لگوں اور جب میں اسے پیار کرنے لگوں گا تو اس کے کان، آنکھ ہاتھ اور زبان بن جاؤں گا جن سے وہ سنے، دیکھے، بولے اور پکڑے گا۔"

خدا کی قسم اگر لوگ اس نعمت کے بارے میں تھوڑا سا باخبر ہو جائیں تو اس کے حصول کے لیے فنا ہونا پسند کریں۔ یہاں تک اہل و عیال کے نفقہ کا تعلق ہے تو یہ جان لیں کہ پانچ نمازیں آپ پر فرض ہیں اور حضوری ان میں فرض عین۔ کیونکہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب اور حضوری تمام نمازوں میں ضروری ہے نہ کہ بعض نمازوں میں۔ اس کی تفصیل صحیفہ نماز میں تحریر کروں گا۔ (انشاء اللہ) اور نفقہ فرض کفایہ۔ جب کفایہ فرض عین میں خلل انداز ہو تو کفایہ کا ترک کرنا واجب ہوتا ہے اور اس امر کا جواب کہ جس عبادت سے دوسروں کو فائدہ پہنچے وہ عبادت ذاتی سے بہتر ہوتی ہے

حدیث میں آیا ہے:

وَسَیَاْتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ لَا یَسْلَمُ لِذِیْ دِیْنٍ دِیْنُہٗ اِلَّا مَنْ فَرَّ مِنْ شَاھِقٍ اِلٰی شَاھِقٍ وَمِنْ قَرْیَۃٍ اِلٰی قَرْیَۃٍ وَمِنْ حُجْرٍ اِلٰی حُجْرٍ اَلَا فَمَنْ اَدْرَکَ ذٰلِکَ الزَّمَانَ فَعَلَیْہِ بِاَمْرِہٖ الْخَاصَّۃِ"

"میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ کسی دیندار کا دین سلامت نہ رہے گا مگر اس کا جس نے ایک چوٹی سے دوسری چوٹی، ایک بستی سے دوسری بستی اور ایک بھٹ سے دوسرے بھٹ کی طرف فرار نہ کیا۔ جو شخص وہ زمانہ

Marfat.com

پائے تو اسے اپنا انجام درست کرنے ہی کی ذمہ داری ہے۔"

اور قرآن پاک میں ارشاد ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ

"اے ایمان والو تم پر تمہاری ذات ہی کی ذمہ داری ہے۔"

عقبہ پنجم

بغیر مال وجاہ کے ذلیل سمجھا جانا

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ بغیر مال وجاہ کے ذلیل وخوار اور حقیر سمجھے جاؤ گے تو دشمن کے

سر پر اس ارشاد خداوندی کی تلوار ماریں۔

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

"بے شک تمام عزت اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے"

اور

مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

"جو اللہ پر توکّل کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہے۔"

کا تیر اس دشمنِ ایمان کے دل پر مارنا چاہیئے۔

اور

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

"کیا اللہ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں ہے۔"

کے خنجر سے اس کے شر کو دور کرے۔

اور یہ کہے ؎

Marfat.com

با دوست کنج فقر بہشت است و آستان
بے دوست خاک بر سر جاہ و توانگری

"دوست کے ساتھ فقیری کا گوشہ بھی چمن در چمن ہے اور اس کے بغیر جاہ و مال کے سر پہ خاک پڑے۔"

عقبہ ششم

اہل و عیال کا نفقہ کے بارے میں جھگڑا کرنا

اگر اہل و عیال نفقہ کے بارے میں جھگڑا کریں اور خدا کی طرف آنے میں رکاوٹ پیدا کریں تو ان کو اس فرمان خداوندی سے رد کو:

قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۔ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۔

"اپنی بیویوں کو فرما دیجیے اگر تم دنیا اور اس کی آرائش کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمہیں وہ عطا کروں اور اچھی طرح تمہیں آزاد کر دوں اور اگر اللہ اور اس کے رسول اور آخری گھر کی خواہش مند ہو تو بے شک خداوند کریم نے تم میں سے پاک دامن خواتین کے لیے اجر عظیم تیار کیا ہوا ہے۔"

جہاں تک مہر کا معاملہ ہے تو وہ ممکن ہو تو ادا کر دیں یا لوا دیں وگرنہ اضطراری صورت مفلسی میں تنہائی اختیار کرے۔ اسی میں وہ خوش رہے گا۔ مگر امید یہ ہے کہ جب سالک اس کام میں مخلص ہو گا تو اس کے اہل و عیال اس کی موافقت کریں گے۔ اور انجام کار سبھی اس کے راستے پر آ جائیں گے۔ بلکہ اس کی محبت کی برکت ان میں بھی اثر کرے گی۔

Marfat.com

عقبہ ہفتم

ماں باپ کا حکم

اگر ماں باپ راہ سلوک میں چلنے سے ممانعت کریں تو ان سے کہیے :

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا۔

"اگر وہ کوشش کریں تو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کر۔"

والدین دنیوی کاموں میں مشغولیّت کا حکم دیں گے اور اس سے حقیقت میں شرک خفی پیدا ہو گا کیونکہ غیر کی طرف توجّہ شرک ہے مگر والدین سے نرمی و ادب کے ساتھ معذرت کریں کہ خدا کے راستے میں مستعد رہیں اور اگر عزیز رشتہ دار نصیحت کریں تو ان سے کہیں۔

نہ ہمراہی تو مرا راہِ خویش گیر و برو
ترا سعادت یار باد مرا نگو نساری

"میرا تیرا ساتھ نہیں اس لیے اپنی راہ لیجئے۔ خدا آپ کو خوش نصیبی دے مجھے ذلّت میں مزا ہے۔"

۶: دشمن :

جو تجھے خدا کی راہ سے روکتا ہے وہ تیرا دشمن ہے اور دشمن کی بات پر کان نہ دھرنا چاہیئے۔

عقبہ ہشتم

بلاوجہ مشقت اور بے موقع محنت کا اعتراض

اگر یہ لوگ اعتراض کریں کہ عبادات و ریاضات جو تم نے اختیار کر رکھی ہیں وہ بلاوجہ

Marfat.com

مشقت اور بے موقع تکلیف اٹھانے کے زمرے میں ہیں تو اس موقع پر شیخِ کامل کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے ایسے موانعات اور عقبات ہیں جہاں مردِ کامل کے سوا کام نہیں بنتا کیونکہ ان کا علاج وہی جانتا ہے اور اس کی بغیر کام مشکل ہو جاتا ہے۔

عقبہ نہم

مخلوقِ خدا کا اعتقاد اور تواضع

اس وسوسہ اور مانع کو

لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہ

"وجودِ حقیقی صرف اللہ ہے"

کے لاحول سے دور کریں۔ اپنے آپ کو مُردہ تصور کریں اور لوگوں کو پتھر مٹی کے ڈھیلے سمجھیں اور اس بات کو حقیقی سمجھیں

لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ نَفْعاً وَّلَا ضَرًّا۔ وَّلَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتاً وَّلَا حَیَاۃً وَّلَا نُشُوْرًا۔

"وہ اپنی جانوں کے لیے کسی نفع و نقصان، موت، حیات، بعث و نشور کا اختیار نہیں رکھتے"۔

اور جو خود اس حال میں ہے وہ دوسرے کو کیا دے سکتا ہے۔

عقبہ دھم

عاقبت کا علم کسی کو نہیں

یہ بات مسلّم ہے کہ کسی شخص کو انجامِ کار کا پتہ نہیں۔ اُسے یہ خبر نہیں کہ اس کی

Marfat.com

اطاعت مقبول ہے یا مسترد۔ اللہ کریم ہی کی طرف سے توفیق نصیب ہوتی ہے کہ اس بات کو اپنے دل میں پختہ اور مستحکم کرے تاکہ اس کے فضل وکرم سے ان آفات سے خلاصی پائے۔

جواں مرد!

اس راستے کے احوال بہت لمبے چوڑے ہیں جو تفرقہ وتحریر میں نہیں آسکتے۔ آپ کو میں نے کہہ دیا کہ یہاں شیخِ کامل کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے علم وآگہی کے مطابق آپ کی راہنمائی کرے

واللہ ولی التوفیق فالحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ع

Marfat.com

تیسرا صحیفہ

نیّت کے بارے میں

برادرِ من!

آپ کے دین و دنیا کے امور بخیر ہوں۔ یہ جان لیجئے کہ نیت اعمال میں بنیادی شرط ہے جس کے بغیر سلوک کا آغاز نا ممکن ہے۔ نہ ہی محبوب حقیقی کا دیدار ممکن۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے عزیز کو اس بارے میں آگاہ کردوں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ نیت کیا ہے اور نیت کی حقیقت کیا ہے؟

خدا آپ کا دل روشن فرمائے۔ نیت شرط ہے اور شرط کے بغیر مشروط کا حصول نہیں ہوتا خدا کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ

مومن کا ارادہ اس کے عمل سے بہتر ہے

Marfat.com

اور ایک جگہ ارشاد ہوا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ۔ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ۔

بے شک اللہ کریم تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں اور ارادوں کو دیکھتا ہے۔

جوان مردا۔

نیت کا معنی ارادہ ہے تاکہ ہر وہ عمل جو تجھ سے ظہور پذیر ہوا ہے اس پر غور کرے کہ اس کا باعث کیا ہے اور ہم اسے تین مرتبوں میں بیان کرتے ہیں:

اوّل مرتبہ: صافی

دوم: کدرہ

سوم: ممتزج

مرتبہ صافی تو یہ ہے کہ اس عمل کا باعث سوائے دیدارِ خداوندی کچھ اور نہ ہو۔

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

"یہی لوگ مومنِ حقیقی ہیں"

بمطابق ارشاد

وَیَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ

"اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں صرف اسی کے لیے"

پھر فرمایا

فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا۔

"اور جو دیدارِ خداوندی کا امیدوار ہے اسے عملِ صالح کرنا چاہئیں اور

Marfat.com

رب واحد کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنانا چاہیئے۔"

مزید کدورہ کا باعث ریاکاری ہے۔ ریا اس سے کام کرواتی ہے اور مطلوب دنیا کا جاہ و منصب ہوتا ہے۔ ان کے انجام کے بارے میں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں اکارت گئے۔"

تیسرے درجے ممتزج کے بہت سارے درجے ہیں اور ان میں ہر ایک اچھے ارادے کے اندازے کے مطابق قابل جزا ہوتا ہے۔

افسوس!

آپ نے یہ نہیں سنا کہ نیکوں کی بہشت وہ ہے جس میں حور و قصور اور دوسری نعمتیں ہیں مگر عاشقوں کی بہشت اور ہے جس میں حور، قصور، دودھ اور شہد نہیں۔

والحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

Marfat.com

چوتھا صحیفہ

نیّت ہی کے بارے میں

خدا آپ کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور فرمائے۔ سمجھ لیجئے کہ

اَلنِّيَّةُ هِيَ الْاِرَادَةُ اَلْبَاعِثَةُ لِلْقُدْرَةِ

"نیت علم سے حرکت پذیر ہونے والی قوت کا سبب ہے"۔

جوان مردا!

ان تین اصولوں کے بغیر آپ سے کوئی کام نہ بن پڑے گا۔

۱۔ قدرت

۲۔ ارادت

۳۔ علم

علم ارادت (نیّت) کی جڑ ہے۔ جب تک آپ کو علم نہ ہو کہ فلاں چیز مفید ہے آپ اس کے حاصل کرنے کی نیّت نہیں کریں گے۔ جب تک آپ کے تصور میں کسی چیز کی نقصان رسانی نہ آئے گی۔ آپ اسے ترک نہیں کریں گے اور اس سے احتراز نہیں ہوگا۔

ارادت قوت کا باعث بنتی ہے کیونکہ قدرت (قوت) ارادت کی ملازم ہے۔

ارادت کی تحریک علم سے واقع ہوئی اور قدرت کی تحریک ارادت کے ذریعے۔ گویا

۳۷۰۰۵

Marfat.com

نیت سے مراد قدرت کے لیے پختہ عزم ہے۔ یہیں سے معلوم ہوا کہ عمل اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے ساتھ نیت شامل نہ ہو اور نیت کا کمال اخلاص کے بغیر ناممکن ہے اور اخلاص تمام عیوب سے تصفیہ کا نام ہے۔ اس لیے نیت کو عمل کے بہترین جزو کے طور پر تسلیم کرنا چاہیے۔ اس شرط کے ساتھ کہ اعمال سے مراد یہ ہے کہ دل کی توجہ نیکیوں کی طرف مائل ہو اور برائیوں سے متنفر۔ جتنا نیکی کا سبب قوی ہوگا، دل کا میلان ذکر و فکر کے ساتھ (جو کہ وصال باللہ کا وسیلہ ہے) زیادہ مانوس ہوگا۔

جوان مردا!

زمین پر پیشانی رکھنے کا مقصود دل کے خضوع کے سوا کچھ اور نہیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ نماز کے وقت رکوع میں بہت جھک رہا تھا۔ فرمایا!

يَا صَاحِبَ الْخُشُوْعِ اَلْخُشُوْعُ فِي الْقَلْبِ لَا فِي الرَّقَبَةِ اَلْخُشُوْعُ فِي الْقَلْبِ لَا فِي الرَّقَبَةِ ۔

"اے خشوع و خضوع کرنے والے خشوع کا تعلق دل سے ہے گردن سے نہیں"۔

زکوٰۃ کا مطلب جائیداد سے محرومی نہیں بلکہ بخل کی بدی کو دور کرنا ہے۔ اور اس کا مطلب مال سے تعلق خاطر کو منقطع کرنا ہے۔ قربانی سے مراد اس کا گوشت اور خون نہیں بلکہ دل کا تقوےٰ ہے۔ خداوند تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کے واسطے

لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا ـ وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

"خدا تعالیٰ کو (ان قربانیوں کا) گوشت اور خون درکار نہیں۔ بلکہ تمہارا تقوےٰ مطلوب ہے"۔

Marfat.com

عزیزِ من!

معلوم ہوا کہ

نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ

"مومن کا ارادہ اس کے عمل سے بہتر ہے۔"

کیونکہ:

اَلنِّیَّةُ عِبَارَتٌ عَنْ نَفْسِ مَیْلُ الْقَلْبِ اِلَی الْخَیْرِ وَ ھُوَ مُتَمَکِّنٌ مِّنْ حَذْقَتِہٖ الْمَقْصُوْدِ۔ فَھُوَ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِ الْجَوَارِحِ۔

"نیت سے مراد نیکی کی طرف دل کا میلان ہے اور وہ مقصد آنکھ کی تپلی میں قیام پذیر ہے۔ اس لیے اعضاء کے عمل سے بہتر ہے۔ اس سے مراد اس کے منزلِ مقصود پر اثر کا جاری و ساری ہونا ہے۔ منزلِ مقصود دل ہے۔ اسی لیے دل کے تمام اعمال بغیر اعضاء کے مؤثر ہوتے ہیں اور اعضاء کے عمل بغیر حضوریٔ دل کے اکارت جاتے ہیں جیسے فرمایا

وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا

"اور وہ جو اعمال پیش کرتے ہیں ہم انہیں ذراتِ غبار کی طرح ضائع کر دیتے ہیں۔"

والسّلام

والحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

پانچواں صحیفہ

نیّت ہی کے بارے میں

اللہ آپ کی مدد فرمائے۔ میرے بھائی! مجھے معلوم ہوا ہے کہ اب تک جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ آپ کی راہنمائی کے لیے کافی نہیں ہے اس لیے مزید وضاحت کرتا ہوں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ نیکی کے علم کا حصول دو قسم کا ہوتا ہے اور اسی طرح بدی کا بھی۔

۱۔ عاجل

۲۔ آجل

۱۔ عاجل تو یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ شکر میٹھی ہوتی ہے اور کھانے میں لذیذ۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ اس کے کھانے سے خون میں جوش اور صفرا کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ کئی امراض اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ مرض خفیہ رہتا ہے۔ اُس سے نقصان پہنچتا ہے اور آدمی تکلیف میں پڑتا ہے۔

۲۔ آجل یہ ہے کہ تجھے علم ہے کہ ایلوا تلخ ہوتا ہے اور انسانی مزاج اُسے پسند نہیں کرتا اور پھٹکڑی بدبودار بدمزہ ہوتی ہے لیکن ہر دو دافع امراض ہیں کہ اس سے آپ کو شفا ملتی ہے۔ اس لیے اپنی صحت کے لیے انسان ان کی طرف رغبت کرتا ہے اور اسی طرح بعض

نقصان وہ اشیا کا اثر فوری طور پر واقع ہوتا ہے جیسے مہلک زہر کا۔ اور بعض کے اثرات دیر سے ظاہر ہوتے ہیں جیسے گرد و غبار، دھواں وغیرہ۔

عزیز من!

اگرچہ گناہ بظاہر لذیذ محسوس ہوتے ہیں اور طبع انسانی کا میلان ان کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن انجام کار سوائے دردناک عذاب کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور گناہوں کا ترک کرنا اگرچہ نفس کو بڑا مشکل دکھائی دیتا ہے لیکن اس سے ابدی فوائد نصیب ہوتے ہیں جب انسان کو دونوں چیزوں سے آگاہی ہو گئی تو بلاشبہ جذب منفعت اور دفع مضرت کی آرزو اس کے دل میں پیدا ہو گی اور قدرت جو اس کی خدمت گذار ہے اس کے حصول میں کوشاں ہو جائے گی۔

لیکن اس پر بھی دھوکہ میں نہ آئیں کیونکہ بعض اوقات ایسی نیت بھی عمل صالح کا باعث بن جاتی ہے کہ جس میں شیطانی و نفسانی خطرات موجود ہوتے ہیں، یا عادت کے طور پر نیک کام دائع ہو جاتے ہیں۔

عزیز من!

كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صَوْمِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَالْعَطَشُ
وَكَمْ مِنْ تَالِي الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ

"کتنے ہی ایسے روزے دار ہیں۔ انہیں روزے سے سوائے بھوک پیاس کے اور کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں کہ وہ انہیں پھٹکار رہا ہوتا ہے۔"

آپ نے شاید سنا ہو کہ ابن سیرینؒ نے شمس التابعین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا نہ کی۔ لوگوں نے ان سے وجہ پوچھی تو فرمایا۔ میری نیت درست نہ تھی۔ ایک عزیز نے کہا کہ کئی سال ہو گئے کعبہ کی زیارت کی خواہش کرتے ہوئے لیکن بوقت روانگی

نیّت درست نہ ہوتی اس لیے سفر ملتوی کر دیتا۔ خواجہ اویس قرنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت کو حاضر نہ ہوئے کیونکہ نیّت نہ تھی۔ ماں کے حکم کو عذر بنایا۔ آپ کو معلوم ہے کہ احمد معشوق رحمۃ اللہ علیہ نیّت کے بغیر نماز ادا نہ کرتے۔ ان کی بزرگی کا عالم یہ ہے کہ اولیاء اللہ قیامت کے روز اس بات کی آرزو رکھیں گے کہ کاش ہم خاک ہوتے اور احمد معشوق ان پر قدم رکھتے۔

جوان مردا!

تجھے کیا معلوم کہ اللہ کے بندوں کی نیّت کی کیا شان ہے۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات کا صحیح مفہوم انہیں کے ہاں سمجھ میں آتا ہے

میرے دوست!

ہر لحاظ سے نیّت کی جستجو اور تلاش رکھیں اور اس کے اسباب حصول کے لیے انتہائی ممکن کوشش کریں۔ شیطانی عذر اور نفسانی مکر سے بے غم نہ ہوں کیونکہ اس مقام پر دشمن کی بہت ساری کمین گاہیں تیار ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے دل میں یہ القاء ہو گا کہ جب تیری نیّت صاف نہیں تو پھر عمل صالح کی تکلیف کیوں کرتا ہے۔ بے فائدہ مشقت برداشت کر رہا ہے۔ یہاں میں آپ کو سمجھانے کے لیے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ میں جب تک "ابن مقلہ" کی قوتِ تحریر پیدا نہ ہو گی تو آپ اس وقت تک کسی کو خط نہ لکھیں گے اور جب تک آپ میں ابو حنیفہ کی استعداد پیدا نہ ہو گی کیا آپ اس وقت تک پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ افسوس۔ صد افسوس یہ غلط محض ہے کیونکہ جو تحریر ہوا کہ نیّت ساز نہیں ہی کی ہے لیکن اس مقام تک رسائی ابتداء میں محال ہے۔ مگر آپ نیک کاموں میں مشغول رہیں اور اخلاصِ نیّت کی جدّوجہد کرتے رہیں اور عیوب و نقائص کے دور کرنے کی پوری کوشش بروئے کار لاتے رہیں اور خدا کی رحمت سے امید رکھیں کہ وہ کریم ذات آپ کو کھوٹی نیّت سے کھری نیّت تک پہنچنے میں مدد دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

Marfat.com

چھٹا صحیفہ

نیّت ہی کے بارے میں

سعادتِ دارین میرے بھائی کے نصیب ہوں۔
مجھے علم ہے کہ نیّت کا مضمون نا تمام ہے اور کچھ مزید تفصیل کا طلب گار۔ خداوندِ کریم آپ کو اپنی رضا کے لیے بقائے حیات عطا فرمائے۔

آپ یہ جان لیں کہ نیّت کو عمل کے ساتھ ہونا چاہیئے نہ کہ جدا۔ کیونکہ اگر آپ پیر کے دن حج کے لیے نیّت صادق کریں اور وہ کسی سبب سے ٹوٹ جائے اور پھر جمعرات کو بعض ہم صحبتوں کے وعدے کے مطابق یا بعض دوستوں کی شرم کی وجہ سے حج کا ارادہ کر لیں تو وہ نہ نیّت ہو گی نہ حج۔

نیت کو شرائط میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ ارکان میں نہیں۔ نیّت یہ نہیں ہے کہ زبان سے کہے اور دل اخلاص سے خالی ہو۔ آپ کو چاہیئے کہ اس مقام پر فکرِ عظیم کریں کہ وہ نیت حقیقت میں کس چیز کا سبب ہے۔ کس کے لیے ہے اور یہ خیال رحمانی ہے یا شیطانی یہ بات اسرارِ قلب میں سے ہے۔ اور اس کی آگاہی ماسوائے اللہ کی کدورت سے باطن کی صفائی کے بغیر میسّر نہیں۔ جیسے بھی ممکن ہو عمل کرنا چاہیئے۔ اور اصلاحِ نیت

Marfat.com

میں پوری جدّوجہد دکھانی ضروری ہے۔ خصوصاً روحانی پاکیزگی کے لیے۔ شیطان اور نفس کے راستے بند کرنا چاہئیں اور اگناہ چھپکنے کے لیے بھی غفلت سے کام نہ لینا چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے مقصد حاصل ہو۔

والحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ

محمد وآلہ اجمعین

Marfat.com

ساتواں صحیفہ

علم کے بارے میں

میرے بھائی!

اللہ آپ کے قلب کو منور فرمائے۔

علم عمل کے لیے بنیادی رکن ہے کیونکہ عمل بے علم ایک عظیم خطرہ ہے اور بے عمل عالم مسخرا شیطان ہے۔

عزیز من!

طلب العلم فریضۃٌ علیٰ کُلِّ مسلم و مسلمۃ

طلب علم مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

والذین اوتوا العلم درجات وقال ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

"اہل علم کے لیے درجات ہیں" اور فرمایا "کیا اہل علم اور بے علم برابر ہیں؟"

اس بارے میں اور بہت سی آیات و احادیث موجود ہیں۔ پس چاہیئے کہ فرض علم اتنی مقدار میں ضرور حاصل کرے تاکہ شیطان کی مکاریوں اور نفسانی چالبازیوں سے محفوظ رہ سکے۔ مگر ہدایہ، بزدوی، ارشادات بوعلی سینا، طوالع و مطالع کا جاننا ضروری نہیں۔

Marfat.com

بلکہ اس قدر جاننا ضروری ہے کہ عبادت میں کام آئے۔ حلال و حرام جواز و عدم جواز کا علم حاصل ہو جائے۔ اس قدر علم کا ہونا لازمی ہے اور جب اس حد تک ہو جائے تو اس علم کو عمل کا ساتھی بنا دینا چاہیئے کیونکہ علم برائے عمل ہوتا ہے۔ علم عمل کے لیے ایسے ہی ہے جیسے نماز کے لیے وضو۔ بلکہ مقصد کی طرف راہنما ہے۔ کوئی شخص اگر بغداد جانا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس کے راستے کا علم سیکھے۔ راستے کے خطرات اور سہولتوں سے آگاہی حاصل کرے جب سیکھ لے اور اس سے پوری طرح آگاہ ہو جائے تو سفر میں جلدی اور احتیاط کرے۔ اگر ساری عمر راہ جاننے اور آگاہی حاصل کرنے ہی میں صرف کر دے تو سوائے ساری عمر کو ضائع کرنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا کسی مقصد تک رسائی نہ ہوگی۔ جس طرح وضو کے بعد نماز و عبادت کے سوا دن کام میں مصروف ہو گیا تو وقت کا ضیاع ہوگا

ذٰلِکَ ھُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ۔

"اور یہ واضح خسارہ ہے۔"

جوان مردا!

عمر و وقت انتہائی قیمتی ہیں۔ فراغت کو غنیمت جانیں۔ انسان کو ایسے کاموں میں مشغول ہونا چاہیئے جو کہ محبت و معرفت باری تعالیٰ تک پہنچانے۔ ورنہ

فَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا

"جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور گمراہ ترین شخص ہوگا۔"

قیامت کے دن کا مشاہدہ آج کے عرفان و علم کے مطابق ہوگا۔ کاش کہ عمل میں وہ مقام حاصل کریں کہ جہاں

بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَمْشِیْ

میری قوت سامعہ سے وہ سنتا ہے، قوت باصرہ سے دیکھتا ہے۔ قوت ناطقہ سے بولتا ہے اور میرے دیئے ہوئے اختیار سے چلتا ہے۔"

Marfat.com

اور

وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا

"ہم انہیں اپنے پاس سے علم عطا کرتے ہیں"

کی سعادتیں نصیب ہوں۔

صرف یہی نہیں بلکہ آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ علم سوائے اکتساب کے اور علما کی زبانوں سے سیکھنے کے حاصل کرنا ممکن نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ زَهَدَ فِي الدُّنْيَا وَقَصَرَ عَمَلَهُ اَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا بِغَيْرِ يَعْلَمْ۔

"جس نے دنیوی خواہشات کو ترک کر کے اپنے آپ کو عبادت کے لیے فارغ کرلیا اور عمل میں انتہائی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ اُسے بغیر تعلیم کے علم عطا فرماتے ہیں"

یہی صورت عَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا کی ہے اور اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ کی تجلیات اسی مقام پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔

جوان مردا!

خدا کے ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ لوح محفوظ ان کی نظر کے سامنے ہے جو کچھ کتنے ہیں اسے دیکھ کر کہتے ہیں اور جو پڑھتے ہیں وہیں سے پڑھتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی جانتے ہیں جو کہ لوح محفوظ میں بھی نہیں۔

میری خواہش تھی کہ یہاں "الرحمٰن علم القرآن" کا راز بھی بیان کرتا مگر اجازت نہیں ملی۔

میرے عزیز!

یہ نعمت "اکتساب" سے تعلق نہیں رکھتی

Marfat.com

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔"

ایک لحاظ سے "اکتسابی" بھی ہے اور اس کا ذریعہ مجاہدہ، ریاضت، خلوص نیت اور ترک ماسوی اللہ ہے۔ سنیئے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

علم دو ہیں۔

علم الابدان اور علم الادیان۔

عزیز من!

علم الابدان سے مراد ظاہری علم ہے۔ یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ شہادت وغیرہ کا علم۔ یہ سب امور ظاہر سے تعلق رکھتے ہیں۔

علم الادیان، دل کا علم ہے جن کا تعلق باطن سے ہے اور یہی علم "سرِ قلب" ہے چنانچہ فرمایا:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ

"خبردار دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے"۔

اس لیے اسے علم الادیان کہا ہے۔ یہ عجیب علم ہے کہ علم کے عجائب وغرائب سوائے اس کے حاصل نہیں ہوتے۔

ہم یہاں علم الابدان سے آغاز کر رہے ہیں اور اس کی ابتدا نماز ہے کیونکہ اَوَّلُ

مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلٰوةُ

"بندے کی سب سے پہلی پوچھ گچھ نماز سے ہوگی"۔

کلمہ توحید کے بارے میں پہلے صحیفہ میں ہم تحریر کر آئے ہیں۔ اس کی حقیقت وہاں پر واضح کی جا چکی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

Marfat.com

آٹھواں صحیفہ

نماز کے بارے میں

برادرم!

خدا آپ کو عزت دے۔

جب نیّت کے بارے میں آپ کو آگاہی ہوگئی تو انشاءاللہ اب اہلِ طریقت کی نماز کے اسرار و رموز سے آپ کو باخبر کروں گا تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ نماز کی حقیقت کیا ہے؟ اور کیسے نماز ادا کرنا چاہیئے؟

قال اللہ تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ

"نماز قائم کریں"

وقال

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلٰوۃِ

اور فرمایا

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

اور یہ بھی فرمایا

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

"اور ایمان والے اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں"۔

اور رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا

اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ

"نماز دین کا ستون ہے"

اور فرمایا

اَلْمُصَلِّىْ يُنَاجِىْ رَبَّهٗ

"نمازی خدا سے سرگوشیاں کرتا ہے"

نماز کے بارے میں قرآن و حدیث کی اور بھی نصوص ہیں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ نماز کی شرطیں اور ارکان ہیں

پہلی شرط ــــ نیت ہے۔ دوسری بدن، کپڑوں اور نماز کی جگہ کا پاک ہونا۔ گویا شرط اعلیٰ وضو یا غسل (حسب ضرورت) اور اگر پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو تو پانی کے بجائے تیمم۔ تیسری شرط۔ اعضا کا ڈھانپنا۔ چوتھی شرط۔ قبلہ رخ ہونا۔ یہ ساری شرائط فقہ میں درج ہیں اور ارکان تکبیر اولیٰ سے قعدہ اخیرہ تک بھی علم فقہ کے مسائل ہیں

جوان مردا!

ظاہری پاکیزگی غسل یا وضو ہے جو کہ پانی سے حاصل ہوتی ہے اور سارے فرائض سنتیں اور نوافل و مستحبات ملحوظ رکھیں۔ نماز کی جگہ اور مقام میں احتیاط کریں۔ یہ توضیں ظاہری پاکیزگی کی متعلقات۔ اب طہارت باطن کے بارے میں عرض ہے۔ یہ دو قسم ہیں۔ اوّل۔ خاص۔ اس سے مراد حواس کی طہارت ہے۔ یعنی دل کو ممنوعہ چیزوں، وسوسوں اور بری عادات سے صاف بنانا۔

دوم۔ خاص الخاص۔ اس طہارت سے مراد دل کی باطنی پاکیزگی ہے یعنی

Marfat.com

نجاست سے دل کو صاف و پاک بنانا۔ لیکن طہارت ظاہری طہارت باطنی کے لیے پورا اثر رکھتی ہے۔ اگر حضوری قلب سے اُسے بجالایا جائے تو یہ وہ راز ہے جو کہ عالمِ شہادت و غیب کی خبر دیتا ہے۔ اس سے آگے اس مکتوب میں بیان کرنے کی ہمت نہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ملاقات کے وقت عرض کیا جائے گا۔

ضروری ہے کہ نماز کے فرائض، سنتیں۔ پڑھنے اور عمل کرنے کے سارے آداب حضوریٔ دل کے ساتھ بجالائے جائیں کیونکہ "حضوری" بنیادی رکن ہے۔ اگرچہ علمائے ظاہر نے اسے ارکان میں شمار نہیں کیا سوائے تکبیرِ تحریمہ کے۔ مگر اہلِ طریقت کے ہاں یہ خطائے محض فاش غلطی ہے کیونکہ محققین کے نزدیک ارکان کی بنیاد اوّل سے آخر تک "حضور" ہے اسی لیے فرماتے ہیں۔

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

"حضور کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی۔"

نماز اول سے لے کر آخر تک نماز ہی ہے۔ حضرات اہل فقہ یہاں تاویل فرماتے ہیں یعنی۔

لَا صَلٰوۃَ کَامِلَۃً اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

"کوئی نماز حضورِ قلب کے بغیر کامل نماز نہیں ہوتی۔"

یہ بازائدہ خود ہی ہمارے قول کی تائید کرتی ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ درست

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِطُہُوْرٍ

"نماز پاکیزگی کے بغیر ناجائز ہے"

کے بارے میں کیا کہیں گے۔ یہاں بھی تو وہی کچھ کہا جا سکتا ہے اور وہی تاویل کی جا سکتی ہے۔ بے طہور اگر نماز جائز نہیں تو بے حضور نماز کیسے جائز ہو سکتی ہے؟

Marfat.com

جب یہ معلوم ہو گیا کہ نماز ابتدا سے انتہا تک نماز ہے تو "حضور" پوری نماز میں فرض ہے۔ وگرنہ پوری میں نہ بعض میں۔ یہ بات پختہ ہے کہ "بحضور" میں "با الصاق" (ساتھ چپکنا) کے لیے ہے۔ کاش! آپ نے اس نکتہ لطیف کو سمجھا ہوتا۔ یعنی پوری نماز میں "حضور" ملصق (ساتھ چپکا ہوا) ہونا ضروری ہے نہ کہ نماز کے بعض حصّے میں۔ تاکہ نماز نماز کہلانے کی حقدار ہو۔ کیونکہ اگر لحظہ بھر کے لیے بھی نماز سے "حضور" منقطع ہو جائے تو نماز نہ ہو گی۔ بلاشبہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگرچہ بعد میں "حضور" ہو جائے۔ لیکن فساد کی بنیاد فساد ہے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

اُعْبُدْ رَبَّکَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ

"خدا کی عبادت یوں کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے"

عزیز من!

اگر کوئی شخص کسی دنیوی بادشاہ کے دربار میں جائے اور اس کی پیشی میں کھڑا ہو۔ بادشاہ اس کی طرف توجہ کرے۔ وہ شخص اس وقت کسی اور کی طرف توجّہ کیے ہو تو آپ کا کیا خیال ہے یہ خدمت بجالانا ہو گا اور بادشاہ کی طرف سے غضب و غصّہ کا مستوجب نہ ہو گا۔

جوان مردا!

ظاہر کا خدا کے نزدیک اعتبار نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے

اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ

"مگر وہ جو خدا کے حضور قلب سلیم لے کر حاضر ہوں"۔

سلیم یعنی

سَالِمٌ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ

"غیر اللہ سے خالی"

لِاَنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ

Marfat.com

"کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں"۔

اور "حضور" دل کی خاصیت ہے۔ دل سے میری مراد صنوبری گوشت نہیں کیونکہ وہ تو ہر حیوان میں موجود ہے بلکہ دل سے وہ دل مراد ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ

قَلْبِ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی

"مومن کا دل اللہ کا عرش ہے"

اور

اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی

رحمٰن عرش پر متمکن ہیں"

اسی لیے فرمایا

لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ ؕ

"ارض و سما کہاں میری وسعت کو پا سکے
تیرا ہی دل ہے جہاں میں سما سکوں"

حضور رسول کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔

اَیْنَ اللّٰہ اللہ کہاں ہے؟

فقال فی قلوب عبادہ فرمایا۔ اپنے بندوں کے دلوں میں۔

کیونکہ دل اس کی تجلیٔ خاص کا مقام ہے اور عالم امر سے ہے اور عالم خلق سے۔

یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ اسی کی بات ہے۔ حساب و عتاب کا معاملہ بھی اسی سے متعلق ہے۔

افسوس صد افسوس اہل ظواہر نے سہولت کی راہ اختیار کی اور "حضور" کی مقدار

Marfat.com

مقرر کردی۔ یہی ان کا مبلغ علم ہے۔

عزیزِ من!

اہلِ ظواہر نے "حضور" کے لیے تکبیرِ تحریمہ تک لازم ہونا اس لیے ضروری سمجھا اور باقی نماز کے لیے شرطیں قرار نہیں دیا کیونکہ وہ خود اس بلا میں گرفتار ہیں یا اس کا سبب انسانوں میں سے کمزور ایمان والوں کا ہونا ہے کیونکہ یہ مقام عوام کے لیے بہت مشکل ہے ایسا نہ ہو کہ اس وجہ سے یک لخت نمازیں ترک کر دیں۔ جیسا کہ شہر کے کیچڑ میں جہاں اکثر غلیظ قسم کی نجاستیں پڑی ہوتی ہیں پاکی کا حکم دیتے ہیں۔

لِاَنَّ الضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ

"کیونکہ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔"

اسی پر اکتفا کر بیٹھے "دل و حضور" کی پاکیزگی کی راہ بند کر دی۔ نجاست کو طہارت سمجھ لیا اور غفلت کو "حضور" خیال کرنے لگے۔

هُمُ الَّذِیْنَ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ

"یہ وہ لوگ ہیں جو گمراہ ہوئے قبل ازیں اور بہت سارے لوگوں کو انہوں نے گمراہ کیا اور صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

سَیَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَجْتَمِعُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ وَیُصَلُّوْنَ وَلَیْسَ فِیْمَا بَیْنَهُمْ مُسْلِمٌ

"لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ مسجدوں میں جمع ہوں گے اور نماز پڑھیں گے اور ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں۔"

اس صریح وعید سے حدِ اسلام سے باہر کر دیا گیا ہے۔ خدا ایسی حالت سے اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ لوگ سہولت کی راہ اور حیلوں تاویلوں کا راستہ کیوں اختیار نہ کریں جبکہ ان میں

Marfat.com

سے اکثر بادشاہوں کے آستانوں پر ملازم ہیں اور اپنے آپ کو ان کی رضا کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں۔ بادشاہوں کی برائیوں کو سچا کر دکھاتے ہیں بلکہ اُس پر تعریفی کلمات کا اضافہ کرتے ہیں۔ حرام و ناجائز زردوزی کے ملبوسات زیب تن کرتے ہیں۔ بیت المال کا مال بغیر حق کے حاصل کرتے ہیں اور اپنے نفسِ امّارہ کی لذّت اندوزی پر خرچ کرتے ہیں اور جھوٹے خطیب ریشمی مرقّع و مزیّن شملوں کے ساتھ بندوں پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور کبھی یہ نہیں سوچتے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ریشم اور سونے کو امت کے مردوں پر حرام فرمایا ہے اور باوجود اس ذلّت و رسوائی کے وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ

"لوگوں کو نیکی کا حکم دینے اور اپنی ذات کو بھول جاتے ہیں"

کی انہیں خبر نہیں۔

میرے عزیز!

یہ لوگ خود جب اس قسم کے ہیں تو دوسرے کو کیا کہہ سکتے ہیں اور کیا راہ دکھا سکتے ہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَلِیَّ الْعَظِیْم

دوست!

"حضور" کے لیے "خلوت"، "انزوا (تخلیہ) اور ترک مالایعنی (جن کی ضرورت نہ ہو) اور تصفیہ و تخلیہ کی شرط ہے۔ اگر یہ نعمت بغیر خلوت کے میسّر آ سکتی تو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو مل جاتی۔ آپ نے سنا ہوگا کہ نزولِ وحی سے سالہا سال قبل غارِ حرا میں تاجدارِ حرمؐ "دل کے کام" میں مشغول رہے۔ بعد ازاں بھی ان کا ترک و تجرید، مجاہدہ و عبادت مشہور ہے حتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ یہاں تک کہ ان کے قدم متورّم ہو جاتے اس پر گواہ ہے۔

میرے عزیز! نماز کو ایک صورت تصوّر کر لیں کہ جس کا دل نیت خالص ہے روح

"حضور" ہے اس کا جسم "اعمال ظاہری" اور اعضائے رئیسہ ارکان ہیں۔ جو اس تعدیل ارکان (ارکان کا موزوں طور پر ادا کرنا) اور قرأت کا اچھا ہونا۔ اب اچھی طرح ملاحظہ فرمائیں کہ جو نماز اس طرح ادا نہیں ہوتی وہ نماز نہیں۔ آپ کو اس معاملے میں کوشش کرنا ہوگی اور اپنے آپ کو غفلت سے محفوظ بنانا ہوگا۔ دولتِ "حضور" کو حاصل کرنا ہوگا اور زندگی کے بقیہ ایام کو غنیمت سمجھنا ہوگا اور اللہ کامیابی دینے والے ہیں۔

والحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

نواں صحیفہ

نماز کے بارے میں

اللہ کریم آپ کی عمر اپنی رضا میں لمبی کریں۔
ابھی نماز کے بارے میں کچھ مزید لکھنا ہے اور وہ طہارتِ حقیقی ہے۔ اہلِ تحقیق کے ہاں کوئی نماز بغیر اس کے درست نہیں۔ طہارت کا حقیقی مطلب ہے دل کی پاکیزگی ، کل ماسویٰ اللہ سے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ۔ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ۔

اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہری اعمال کو نہیں بلکہ دلوں کو دیکھتا ہے۔"

میرے عزیز!
نماز "ذکر" ہے۔ اور فرماتے ہیں:
اُذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ
یاد کر اپنے رب کو جب بھول جائے۔"
یعنی
اِذَا نَسِیْتَ غَیْرَہٗ

Marfat.com

"جب اس کے غیر کو بھول جائے"
دل کو "غیر" سے کلیتہً خالی کر دیں تاکہ ذکر ہو سکے اور
جسم دل کے تابع ہے کیونکہ

اِنَّ فِی اِبْنِ اٰدَمَ لَمُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْبَدَنُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْبَدَنُ کُلُّہٗ

"ابنِ آدم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سارا جسم درست اور اگر اس میں بگاڑ ہو تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے۔"

بلاشبہ اگر دل میں نجاست ہو تو بدن میں پاکیزگی کیسے آ سکتی ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ نجاست ظاہری کے ساتھ نماز نہیں ہو سکتی کیونکہ جسم کی پاکی شرطِ نماز ہے۔ بعض خود اس کو رکن سمجھتے ہیں جسم کی پاکیزگی دل کی پاکیزگی کے تابع ہے اور جب تک دل غیر اللہ سے خالی نہ ہو ہرگز پاک نہیں ہو سکتا۔

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ ۔ "مشرک ناپاک ہیں"

ہر نماز میں شرط یا رکن میں خلل ہو تو نماز ناجائز ہوتی ہے۔ یہ مقام اعلیٰ صدیقین کا ہے۔

مرتبہ دوم وسط ہے۔ اس سے مراد جسم، لباس اور مکان کی ظاہری و باطنی نجاست سے پاکیزگی ہے اور تیسرا مرتبہ ادنیٰ ہے۔ اس میں صرف جسم، لباس، مکان کا ظاہری نجاست سے پاک ہونا مراد ہے اور ظاہری شرع کے احکام واضح ہیں۔

جوان مردا!

میں ایک ایسی شخصیت سے بھی واقف ہوں جو کہ وضو کے وقت اپنی روحانی قوت سے مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے کہ اس کی روح رحمتِ حق کے صاف و شفاف پانی سے وضو کر رہی ہے اور اپنے آپ کو کل ماسوائے اللہ تعالیٰ کی نجاست سے پاک کرتا ہے۔ نماز کے وقت وہ اپنی روح کو رکوع و سجود کرتے دیکھ رہا ہوتا ہے اور اس کی قرأت سے

محظوظ ہوتا ہے۔ تسبیح کے طریقے پہچانتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسا کہ آپ کو ظاہر کی خبر ہے۔ اُسے اپنے باطن کی آگہی ہے ؎

قُلُوْبُ الْعَارِفِیْنَ لَهَا عُیُوْنٌ

تَرٰی مَالَا تَرَاهُ النَّاظِرُوْنَا

"عارفوں کے دل کی آنکھیں وہ کچھ دیکھتی ہیں جو عام ناظرین نہیں دیکھ سکتے۔"

اہلِ حقیقت کے نزدیک یہ بہت آسان ہے مگر اس پر اکتفا کریں تو بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ اس طرح سے بھی غفلت وارد ہو سکتی ہے آدمی کو چاہیئے کہ اس سے بھی آگے ترقی کرے تاکہ پیشِ حق تعالیٰ ہو جائے کہ اسے نہ اپنی اور نہ اپنی روح کی خبر رہے۔ ذکر، ذاکر، مذکور میں محو ہو جائیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

در خویش گُم کہ من چہ نامم

معشوقم و عاشقم کدامم

"میں اپنے میں گم ہوں کیا معلوم میرا شخص کیا ہے۔ معشوق ہوں، عاشق ہوں، کون ہوں؟"

جوان مردا!

جب طہارت نصیب ہو گئی تو توجہ ظاہر سیدھی قبلہ کی طرف کریں اور توجہ باطن حق تعالیٰ کی سمت کیونکہ اگر ایک ذرّہ کی مقدار دل کی سمت غیر حق کی طرف ہوئی تو نماز فاسد ہے اور جب توجہ استوار ہو گئی تو ہر دو جہان سے باہر آ جائیں اور پھر اللہ اکبر کہیں۔ تکبیر کہتے ہی خداوند کریم سے مکالمہ کا آغاز ہو گا۔ کیونکہ

اَلْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ رَبَّهٗ

"کیونکہ نمازی اپنے رب سے گفتگو کرتا ہے۔"

اپنے آپ کو

Marfat.com

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ

کی حالت میں دیکھئے یعنی اپنے آپ کو قربان کر دیں۔ اس میں ایک دوسرا راز یہ ہے۔ کہ فرماتے ہیں

اِنْحَرْ نَفْسَکَ فَصَلِّ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَالْاَبْتَرُ

بلاشبہ جب آپ خود کو قربان کرتے ہیں تو نماز درست ہوتی ہے اور آپ کی "نیت" جو کہ آپ کی دشمن ہے مغلوب ہو جاتی ہے۔ اگرچہ مفسرین نے "نحر" کے معنی سینہ پہ ہاتھ رکھنے کے بیان فرمائے ہیں۔

صَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ اَیْ مُوَدِّعٍ لِنَفْسِہٖ اِلَی اللّٰہِ اَنْ تَکُوْنَ لِصَاحِبِ النَّفْسِ اِلَیْہِ سَبِیْلاً

"ایسی نماز پڑھیں جو سپرد کر دیں۔ یعنی نفس کو خدا کے سپرد کر دے تاکہ صاحبِ نفس کو اس کے ہاں شرفِ باریابی مل سکے۔"

فرمایا

یٰمُوْسٰی اخْلَعْ نَعْلَیْکَ

"اے موسیٰ جوتے اتار دے۔"

گویا اے موسیٰ انانیت و انیت کے خول سے باہر آ۔ اقربا و اعزا کی جوتیاں اپنے سے دور کر اور دونوں جہان یعنی غیب و شہادت کو خیرباد کہہ۔ پھر عالم توحید میں قدم رکھ۔

فَاِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی

"تو طویٰ کی مقدس وادی میں ہے۔"

تاکہ

وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا

"موسیٰ نے اللہ سے کلام کیا۔"

Marfat.com

کا مستوجب و مستحق ٹھہرے۔ کیونکہ یہ کلام اس سے بغیر اس کے سننا ناممکن ہے۔
والحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی
رسولہ محمد و آلہ اجمعین

Marfat.com

دسواں صحیفہ

نماز ہی کے بارے میں

بھائی میرے!

اللہ کریم آپ کو دونوں جہان میں سعادتیں نصیب کرے۔

یہ بات سمجھ لیں کہ اہلِ حقیقت کی نماز ہی حقیقی نماز ہے۔ اس نماز تک رسائی اور اُسے ادا کرنا بہت مشکل ہے لیکن کوشش کرنا چاہیئے۔ شاید اللہ تعالیٰ نصیب فرما دیں۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

"وہ لوگ جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں تو ہم انہیں اپنے طریقوں کو راہنمائی کرتے ہیں۔"

اب غافل نہ رہیں اور اس طرح نماز ادا کریں کہ تکبیر تحریمہ کہیں تو دل کو غیر خدا سے پاک کریں اور سوائے حق تعالیٰ جل شانہ کسی کو لائق عظمت نہ سمجھیں۔ پھر آپ کا اللہ اکبر درست ہو گا۔ اور وَجَّهْتُ وَجْهِيَ پڑھتے ہوئے دل کا رخ ہر لحاظ سے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ وگرنہ یہ عمل نادرست ہو گا۔ آپ خود جانتے ہیں کہ

يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ

"اللہ تعالیٰ سے مکر کرتے ہیں اور وہ ان سے مکر کرتا ہے۔"

کا سزاوار کون ہوگا؟"

جب الحمدللہ کہے تو سمجھ لیں تو دنیا میں کوئی بھی حمد کے لائق نہیں اور صرف وہی تمام صفات عالیہ کے لائق ہے کیونکہ استغراق جنس کا ہے۔ کہ ربّ العالمین میں یہ یقین کریں کہ لارَبَّ سِوَاہُ "اس کے سوا کوئی رب نہیں۔ الرحمٰن الرحیم کہتے ہوئے آپ عالم رجا میں داخل ہوں۔ رحمت و کرم حق تعالیٰ کے بانصیب ہونے کے امیدوار بنیں اور اس کا پختہ یقین کریں اور مالک یوم الدین " میں عالم خوف مشاہدہ کریں کہ قیامت کا دن ایک بہت بڑا ہولناک دن ہوگا اور اس کا وعدہ برحق ہے وہ دن ایسا ہے کہ

یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَیْئًا۔ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہ

"اس دن کوئی نفس کسی نفس کا اختیار نہ رکھے گا اور فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہوگا

جب" ایاک نعبد" کہیں تو یہ جان لیں کہ

لَامَوْجُوْدَ سِوَی اللّٰہ

"اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔"

اور" ایاک نستعین" پڑھتے ہوئے حقیقتاً پہچان لیں کہ

لَا فَاعِلَ اِلَّا اللّٰہ

"کوئی حقیقی کام کرنے والا نہیں سوائے اللہ کے"

جوان مردانہ

پورا علم سلوک ان دو آیات مبارکہ میں درج ہے کیونکہ ایک تخلیہ میں ہے اور دوسری تجلیہ میں۔ " ایاک نعبد" تخلیہ دل ہے۔ کل سوی اللہ تعالیٰ سے وایاک نستعین تجلیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے۔ وہاں پر ماسوائے اللہ سے اعراض کلی (رخ پھیرنا) حاصل ہوتا ہے اور یہاں پر اقبال الی اللہ (اللہ کی جانب رخ کرنا) کلی طور پر

Marfat.com

نصیب ہو جاتا ہے۔ پس یہ سورہ مبارکہ مناجات و دعا ہے۔ اس سورۃ میں سرِ عظیم ہے اول مدح و ثنا بعد ازاں التماس و دعا۔

"صراط المستقیم" کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ یہ ایسا راستہ ہے کہ اس پر چل کر انسان حق تعالیٰ جل مجدہٗ تک رسائی حاصل کرتا ہے

وَاِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی

"اور بے شک منزلِ مقصود تیرا رب ہے۔"

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں جو کہ اس دولت کبریٰ سے نوازے گئے

دوست!

کوشش کریں کہ نماز میں آپ جو کچھ پڑھیں اس کی برکت سے صادق اور تصدیق کرنے والے ہوں۔ ورنہ

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ

"اللہ پر جھوٹ بولنے اور جھٹلانے والے سے زیادہ ظالم کون ہے؟"

نماز میں "حضور" کی کوشش کر اور اخلاص کی سعی کر۔ ہر نماز جو ادا کریں اس میں اس بات کی نگرانی کریں کہ اگر "حضور" نہ ہو تو لوٹائیں۔ اس عمل پر ندامت کریں امید ہے کہ بمضمون

مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَّ وَجَدَ

"جس نے کسی چیز کی طلب میں کوشش کی پالی۔"

یہ نعمت مل جائے گی اور صرف اسی نماز پر اکتفا نہ کریں۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے التماس کریں کہ وہ حقیقی نماز تک پہنچا دیں۔ پھر دست طلب دامن مطلوب تک پہنچے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

گیارہواں صحیفہ

نماز کے بارے میں

اے عزیز!

خدا آپ کے دل کو اپنی معرفت کے نور سے روشن کرے۔

جو کچھ میں نے نماز کے عنوان کے تحت اب تک تحریر کیا ہے، مجھے معلوم ہے کہ آپ کے لیے کافی نہیں۔ اس لیے پھر عرض ہے کہ نماز تین قسم کی ہے:

۱۔ نمازِ عوام

۲۔ نمازِ خواص

۳۔ نماز خواص الخاص

جیسے کہ پہلے مختصر بیان کیا گیا۔ اب تفصیلاً عرض ہے۔

میرے عزیز!

عوام کی نماز یہ ہے کہ نیت کرے۔ مسواک۔ وضو۔ ملبوسات، مکان۔ قبلہ رُو ہونے میں پوری احتیاط بجالائے۔

شرائط نماز

ارکان، حسنِ قرأت ان سب کی رعایت کرے لیکن "حضور" کی رعایت کے ساتھ

Marfat.com

خواہ تکبیر تحریمہ میں یا دورانِ نماز۔ "حضوری کا نہ ہونا" بل ظواہر کی نماز ہو جاتی ہے اور بادشاہ کی تلوار سے بچ جاتے ہیں۔ مگر عند اللہ ان کا شمار

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ

"پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں"

میں ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ عوام الناس اکثر نہیں جانتے کہ نماز کا مطلب کیا ہے وہ کیا پڑھتے ہیں کیا کرتے ہیں اور کس حال میں ہیں۔ چند حرکات عادت کے طور پر ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ دل کہیں اور زبان پر کچھ اور۔

يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

"زبان سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتا"

بیت ؎ تن دردنِ نماز و دل بیرون
گشت ہا می کند بمہمانی

"جسم نماز میں اور دل مہمان بن کر باہر گشت کر رہا ہوتا ہے۔"

ان میں سے بعض لوگ تو سوائے بادشاہ کے ڈر یا خلقِ خدا کی شرم کے نماز ادا نہیں کرتے۔ طہارت کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔

عزیز من!

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا

"فرما دیجئے اللہ کے سامنے کون کسی چیز کا اختیار رکھتا ہے۔ اگر وہ تمہیں نقصان یا نفع کا ارادہ کرے بلکہ اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔"

عوام الناس کے اس گروہ کو نہ تو سترِ وضو کی آشنائی ہے اور نہ وہ نماز کے اسرار سے باخبر ہیں نہ انہیں علم قرأت وغیرہ سے کوئی واقفیت ہوتی ہے اگر ہو بھی تو اس پر عمل نہیں کرتے

Marfat.com

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْئٍ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ

"اور گمان کرتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں خبردار وہ جھوٹے ہیں۔"

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ

"شیطان نے ان پر غلبہ پالیا اور یادِ الٰہی ان کو فراموش کرادی۔"

۲۔ خواص کی نماز یوں ہے کہ یہ لوگ (یعنی خواص) وضو کے راز سے واقف، نماز میں حاضر قرأت کے دوران سوچ بچار کرنے والے، نماز کے افعال میں متفکر۔ شرائطِ نماز میں "تامل کرنے والے۔ حق تعالیٰ کی باخبری پر یقینِ کامل رکھنے والے۔ اوقاتِ نماز کی رعایت اور جماعت کا اہتمام کرنے والے ہوتے ہیں۔

پیارے دوست!

ہمارے زمانے میں یہ لوگ اگرچہ کمیاب ہیں بلکہ معدوم کی حد میں آجاتے ہیں مگر اہلِ تحقیق کے نزدیک یہ نماز بھی شایانِ شان نہیں۔ کیونکہ اس میں بھی غیر کا عمل دخل ہے کیونکہ یہاں نماز کی مشغولیّت ہے۔ مشغولیت بحق نہیں۔ یہاں شرائط و ارکان کی رعایت کی جاتی ہے۔ مشاہدۂ حق کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اور یہ نقص ہے اور شرک نجاستِ غلیظ ہے

وَلَا يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ مَعَ النَّجَاسَةِ

"نجاست کے ساتھ نماز نہیں ہوتی۔"

دوست!

انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش سے حاصل کرلیا اور اپنی کوشش کا پھل دیکھ لیا۔

۳۔ خواص الخواص کی نماز یہ ہے کہ جن کا ظاہر ہمیشہ آلودگیوں سے پاک رہے اور ان کی نیّت سوائے حق تعالیٰ کے اور کچھ نہ ہو۔ ان کے مبارک باطن میں حق تعالیٰ کے سوا کسی کا گزر نہ ہو۔ مشاہدۂ حق میں ڈوبے ہوئے ہوں۔ ان کا حال قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ

کا ہوتا ہے۔ ان کی ظاہری توجہ قبلہ کی طرف اور باطنی توجہ خداوند تعالیٰ کی جانب ہونی سے۔ حقیقت میں اس وقت انہیں علم ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیا پڑھتے ہیں۔ اگر ان کے اس حال کے بارے میں ان سے پوچھا جائے تو وہ خود اپنی یا "غیر خود" کی خبر نہیں رکھتے۔ لیکن اس بات کو لغو نہ سمجھیں۔ آپ کو معلوم ہے امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے پاؤں میں تیر لگ گیا اسے باہر نکالتے ہیں بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے اسے کھینچ لیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔

عزیز من!

سوچیے۔ آپ کو ایک بہت سخت مشکل در پیش ہے اور آپ اس کے ازالے کی فکر کر رہے ہیں۔ اس عالم میں آپ کو پتہ بھی نہ چلے گا کہ آپ کہاں ہیں اور آپ کے پہلو میں کون ہے۔ یا کوئی شخص کیا کہہ رہا ہے یا کر رہا ہے یا کوئی چیز آپ کی جا چکی ہے کہ اس کے حاصل کرنے کا اہتمام کرنے میں سوچ رہے ہیں یا کوئی پرانا دوست کہ جس کے شوق دیدار میں سالہا سال آپ نے گزارے ہیں اچانک آپ کے پاس آجاتا ہے اور آپ دل کی تمام توانائیوں کے ساتھ اس کے ساتھ مصروف و مشغول ہیں۔ خدا کی قسم! آپ کو معلوم تک نہ ہوگا کہ آپ کس حال میں ہیں اور کس کام میں ہیں۔

دوست! اسی سے قیاس کر لیجیے کہ حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی ذات میں ڈوبے ہوئے انسان کا حال تو اس سے زیادہ استغراق کا ہوگا۔

ایک دفعہ ہمارے شیخ (اللہ تعالیٰ ان کا ذکر خیر کرے) کو عرض کیا گیا کہ آپ کا امام ایسے قرأت کرتا ہے کہ ناگوار خاطر گزرتا ہے۔ حضرت شیخ نے قسم کھا کر کہا کہ کئی سال سے وہ ہماری امامت کر رہا ہے مجھے نہیں پتا کہ کیسے پڑھتا ہے۔ بعد ازاں اُسے امامت سے منع فرما دیا۔ اسی تاریخ سے امامت کا اشارہ اس فقیر کی جانب ہوا۔ ہاں اے دوست! "حضور" اس قسم کا ہونا چاہیے۔ تاکہ نماز مقبول ہو۔ حق تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے خاص فضل و

Marfat.com

احسان سے یہ سعادت نصیب فرمائے۔ آپ بھی کوشش کرتے رہیں اور حق تعالیٰ کی نظرِ کرم کے امیدوار رہیں۔ بیت ؎

ما می کوشیم و دیگران می کوشند
تا بخت کرا بود کرا گیرد دوست

"ہم کوشش کر رہے اور دوسرے بھی۔ دیکھیں بخت کس کا مددگار ہوتا ہے اور محبوب کس کو منتخب کرتا ہے!"

والحمد للّٰہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔

بارھواں صحیفہ

نماز کے بارے میں

اللہ کریم آپ کو احسان کی توفیق دیں۔ ابھی نماز کے بارے میں میرے دل میں ایک خیال گزرا۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ اس سے محروم رہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ کے دل میں آتا ہوگا کہ "حضور" نماز میں ایک جاندار شرط اور بنیادی رکن ہے تو فقہا کا قول صحیح ہے یا غلط اور وہ قول جو اس فقیر نے لکھا ہے۔ مخالفِ جمہور فقہاء ہے کیونکہ وہ حضرات "حضور" سوائے تکبیرِ تحریمہ اور سلام کے شرط نہیں سمجھتے۔ باقی نماز میں "حضور" ان کے نزدیک شرط نہیں افسوس صد افسوس مجھے معلوم نہیں

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ

"جو اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو ہم ایک شیطان اس کا ہم نشین بنا دیتے ہیں"

اور اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ "بے شک نماز بے حیائی کی باتوں اور برائیوں سے روکتی ہے" کی کیا تفسیر کرتے ہیں۔ نیز

كَمْ مِنْ قَائِمٍ حَظُّهٗ مِنْ صَلٰوتِهِ التَّعَبُ وَالنَّصَبُ وَلَيْسَ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا مَا عَقَلَ مِنْهَا

"کتنے ہی نماز کے لیے کھڑے ہونے والے ہیں کہ جنہیں نماز سے سوائے مشقت

اٹھانے اور کھڑے ہونے کے کوئی حظّ نہ ملا۔ اور بندے کو نماز سے وہی کچھ ملتا ہے جس کو وہ سمجھ لیتا ہے۔

ان لوگوں کو اس کے بارے میں کیا معلوم اور وہ اس کی کیا تاویل کریں گے۔

جوان مردا ـــــ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ کی حالت تب میسّر آتی ہے جب کہ اس میں کسی وجہ سے غفلت نہ آئے۔ کیونکہ خدا سے بے خبری (غفلت) زیادہ کھلی برائی ہے۔ اور فقیہ تکبیر تحریمہ سے قعدۂ اخیر تک پوری نماز کا قائل ہے یا نہیں۔ پھر تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ پوری نماز میں چاہیئے یا نماز کے کچھ حصے ہیں۔ اس طرح تو یہ سب بے کار ہو جائے گا۔ اس بادشاہِ دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِلَّا مَا عَقَلَ مِنْهَا کی شرط اس "حضور" کے لیے جو نماز میں ہے پوری دنیا کے لیے لگائی ہے۔ مگر "حضورِ حق" ایک علیحدہ چیز ہے۔ افسوس آپ کہاں کی بات کرتے ہیں؟ انہیں سے سنیئے۔ آنحضورؐ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لِلْعَبْدِ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا مَا عَقَلَ مِنْهُ ـــــ "بندے کے حضورِ حق سے وہی کچھ ہے جس کا اسے شعور و ادراک ہو جائے"۔

افسوس! افسوس یہ کیا وعدے اور وعید ہیں۔ اس حدیث مبارکہ سے میں کتنا عرصہ خونِ جگر پیتا رہا ہوں۔

جوان مردا ـــــ یہ وہ "حضور" ہے کہ جس میں نماز کی مشارکت بھی نہیں۔ قرآن سے سنیئے، فرماتا ہے۔

فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ـــ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى

"اور بے شک منزلِ مقصود تیرا رب ہی ہے تو وہ لوگ (منکرین) رسیوں سے آسمان تک رسائی پالیں۔

میرے دوست خدا فرماتے ہیں

Marfat.com

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ "میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔"

میری جان قربان! اسرار "حضور" اس آیت مبین میں موجود ہے لیکن آپ کو کیا معلوم؟ اور یہ جو فرمایا

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا "خدا کا ذکر کرو کثیر۔"

یعنی دائمی طور پر بلا انقطاع۔ یہاں کیا تاویل ہوگی۔ یہ تو "دائم الحضور" ہونے کا حکم صریح ہے یہاں اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ کے متعلق میرے دل پر کتنے اسرار اترے۔ مگر میں نے لکھے نہیں کیونکہ یہ صحیفہ ان کے بوجھ کا متحمل نہیں۔ البتہ تھوڑا سا آپ کے لیے عرض کرتا ہوں۔

میرے عزیز ــــ ظاہراً امر برائے وجوب ہے اور غفلت ذکر کی ضد ہے۔ ارشادِ خداوندی وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ "اور بے خبروں میں نہ ہو جاؤ"۔ بھی ظاہر نہی تحریم کا موجب ہے اور فرمان حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ "یہاں تک کہ جان لو جو تم کہتے ہو"۔ اگرچہ یہاں رد کرنے کی وجہ نشہ ہے لیکن یہ بات غافل میں بھی موجود ہوتی ہے جب سبب عام ہوگا حکم لوٹ جائے گا اور اقم الصلوٰۃ لذکری اس وقت جب پوری نماز میں "حضور" ہو اور غفلت سے ہر لحاظ سے پاک۔ یہ جو رسولِ خدا نے فرمایا:

اِنَّمَا الصَّلٰوۃُ تَمَسْکُنٌ وَّتَوَاضُعٌ "بے شک نماز مسکینی اور عاجزی ہے"

یہاں پر الف۔ لام اور کلمہ اِنَّمَا برائے تحقیق فرمایا ہے مجھے معلوم نہیں اس کی تاویل کیا ہوگی اَلْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ "نمازی اپنے رب سے گفتگو کرتا ہے"۔ کا جواب کیا ہوگا۔ غفلت کے ساتھ مناجات کا حشر کیا ہوگا۔ غافل کو حالتِ غفلت میں ذاکر کیسے کہیں گے؟ یہیں معلوم ہوگا کہ اِلَّا مَا عَقَلَ مِنْھَا کے معنی کیا ہیں؟

میرے عزیز ــــ فقیہ کو اس مقام پر معذور سمجھیں کہ اس بیچارے کو روحانیت کی کیا خبر؟ فرماتے ہیں: نَحْنُ نَحْکُمُ بِالظَّاھِرِ۔ "ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں"۔ لہٰذا

Marfat.com

کے لیے غور کیجئے کہ نماز میں سب "ذکر" ہے اور کئی مقامات پر نماز کو لفظ "ذکر" سے یاد کیا ہے۔ تو پھر غفلت کو اس کے جزو یا کل سے کس طرح موافقت ہو سکتی ہے اور اب حضرت رسالت مآبؐ سے سنیے۔ فرمان ہے:

مَنْ لَمْ يَخْشَعْ قَلْبُهٗ فَسَدَتْ صَلٰوتُهٗ۔ "جس کے دل میں خشوع نہ ہو اس کی نماز فاسد ہوتی ہے۔" خاشع ہرگز غافل نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو نماز باطل ٹھہرتی ہے لَا يَحْضُرُ فِيْهَا الْقَلْبُ فَهِيَ اِلَى الْعُقُوْبَةِ اَسْرَعُ۔ "جس دل میں "حضوری" نہیں وہ عذاب کے قریب ترین ہے۔ "یہ حضور" جو کہا گیا ہے پوری نماز میں ہے۔ کیا نماز کا کچھ حصہ نماز ہوتا ہے اور باقی نہیں ہوتا؟ یہ سمجھ لیجئے جو کچھ "باحضور" ہے نماز ہے اور جو کچھ "بے حضور" ہے گناہ ہے کیونکہ عقوبت گناہ کے سبب ہوتی ہے اور گناہ حرام ہے جو حرام کو حلال تصور کرتا ہے کافر ہے اور آپ کو معلوم ہے ایک خدا کے پیارے نے کیا فرمایا۔

مَنْ عَرَفَ يَمِيْنَهٗ اَوْ شِمَالَهٗ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ

"جسے نماز کی حالت میں دائیں بائیں کا احساس ہو گیا تو اس کی نماز نہیں"

حضورؐ نے فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰى اَقْبَلَ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَاِذَا الْتَفَتَ اَعْرَضَ اللّٰهُ

"بلاشبہ جب ایک آدمی نماز پڑھتا ہے۔ اللہ کریم اس کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ اگر وہ توجہ نہ کر رہا ہو تو جب وہ توجہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ رخ پھیر لیتے ہیں۔"

قرآن سے سنیں:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ

یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی
"جو میرے ذکر سے روگردانی کرتا ہے تو اسے معیشت کی تنگی کے ساتھ قیامت کے دن نابینا اٹھائیں گے"۔
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ التفات باطن بغیر حق یہی ہے کہ غیر حق کا دل میں گزر ہو اور یہ التفات ظاہر سے بدتر ہے۔
استغفر اللّٰہ العلی العظیم۔ والحمد للّٰہ رب العالمین
والصّلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

Marfat.com

تیرہواں صحیفہ

نماز ہی کے بارے میں

میرے دوست! خدا آپ کی اصلاح فرمائے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کے دل میں یہ خیال آتا ہوگا کہ اس قسم کی "حضوریٔ دل" کیسے نصیب ہو اور یہ گراں بہا دولت کس طریقے سے حاصل ہو۔

جوان مردا ـــــ گزشتہ صحیفے میں لکھا گیا ہے اور یہاں ذرا وضاحت سے عرض کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ عنایتِ خداوندی کے بعد "حضوریٔ دل" کے لیے اب تین چیزوں کی ضرورت ہے۔

۱۔ توکل یقین کے ساتھ۔

۲۔ صدق جمیع امور میں۔

۳۔ حواسِ ظاہر و باطن کی حفاظت ہر لحاظ سے۔

یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ دولتِ عظمیٰ کسی کو ایک ہی دفعہ مل جاتی ہے۔ (وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللہِ بِعَزِیْزٍ) اگرچہ خداوند تعالیٰ کی قدرت کے لیے یہ امر مشکل بھی نہیں۔ لیکن میرے بھائی۔ اس کام میں خلوت۔ انزوا (ترک دنیا) وسوسوں کا روکنا۔ خواہشات کا ترک، تعلقات کا انقطاع، مشاغل و مخلوق سے کنارہ کشی، فضولیات سے انحراف۔ یہ امور بتدریج حاصل

ہوتے ہیں۔ ریاضت کیلئے ہر روز قطع تعلق، لایعنی کا ترک واجب سمجھیں۔ تنگ و تاریک و خالی مکان رہائش کے لیے منتخب کریں۔ اپنے آپ کو مردہ تصوّر کریں۔ مخلوقات کو معدوم۔ دل کی صفائی کی کوشش کریں۔ نفس کے محاسبہ میں مشغول رہیں۔

عزیز من! ــــ "کُلُّ مَاشَغَلَکَ عَنْ رَبِّکَ فَھُوَ شَیْطَانٌ"۔ جو تجھے مشغول بحق ہونے سے روکے وہی شیطان ہے۔" اُس سے اجتناب واحتراز کریں۔ دل "ماسویٰ اللہ" کے خس وخاشاک سے پاک کریں۔ خوف ورجا و حیا کے دامن گیر ہوں حق تعالیٰ جل شانہٗ کو حاضر ناظر سمجھیں۔ اس طرح امید ہے کہ اللہ کی روشنی آپ کے دل پر جلوہ فرما ہوگی۔ اور مقصود سعادتِ دیدار سے شرفیاب کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز۔

عزیز من! ــــ اب آپ کے لیے ضروری ہے۔ جیساکہ میں نے عرض کیا یعنی تنہ الطہ نیت۔ طہارت۔ قبلہ رُخ ہونا کی درستی کے بعد آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کون سی نماز ہے اور کتنی رکعت ہے کیا پڑھنا چاہیئے اور کیا کرنا چاہیئے۔ نماز کے معنی واسرار دل پہ واضح ہوں خضوع وخشوع سے نماز ادا کریں اور ظاہر و باطن کو متحد رکھیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحِ الراعی والرعایۃ یعنی اَلْقَلْبِ وَالْجَوَارِح

"اے اللہ حکمران و محکوم ہر دو کی اصلاح کر یعنی دل اور اعضا کی۔"

کیونکہ اصلاح "اتحاد" ہی سے ممکن ہے۔ جوان مردا۔ اگرچہ جس مقام کی بات کر رہا ہوں۔ یہ پست ترین مقام ہے۔ مگر جب اسی طرح ہمیشہ عمل کرتے رہیں گے تو حق تعالیٰ جل مجدہٗ اس کی برکت سے آپ کو اس نماز تک رسائی دیں گے کہ "خود وغیر خود" سے فارغ ہو جائیں گے

سیّدہ عائشہ رضؓ فرماتی ہیں:

کَانَ النَّبِیُّ یُحَدِّثُنَا وَنُحَدِّثُہٗ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَکَاَنَّہٗ لَمْ یَعْرِفْنَا وَلَا نَعْرِفُہٗ

"نبی کریمؐ ہم سے گفتگو فرماتے اور ہم ان سے مگر جب نماز کا وقت آتا تو

ایسا معلوم ہوتا گویا وہ ہمیں نہیں جانتے اور ہم ان کو۔"

عزیز من! ــــ اسی لیے فرمایا وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوة "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے اور اسی مقام پر ارشادِ ربانی ہے: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔ آپ کو معلوم ہے ذکر کسے کہتے ہیں۔ دوست! ــــ جب تک "ذاکر" "مذکور" میں محو نہ ہو جائے خدا کی قسم "ناقص" ہے۔ یہاں ایک ایسا مقام آتا ہے کہ جہاں حرکات و سکنات، حروف و آواز، اطراف و جوانب کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔ اَرْجُوْ مِنَ اللّٰهِ الْوُصُوْلُ اِلَيْهِ "ہم اللہ کریم سے اس کے وصال کے امیدوار ہیں۔"

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ

چودھواں صحیفہ

زکوٰۃ کے بارے میں

اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کو اپنی محبت سے پاکیزہ و طیّب بنائے۔
بھائی آپ کو علم ہے کہ زکوٰۃ اور اس کے مسائل فقہ کی کتابوں میں تحریر ہیں اور آپ نے وہاں پڑھے ہوں گے۔ مگر میں یہاں آپ کے لیے چند "رموز" زکوٰۃ کے حوالے سے لکھوں گا تاکہ آپ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مقصود سمجھ سکیں۔
تو زکوٰۃ کے واجب ہونے کا مقصود اصل بخیلی کی برائی کا ازالہ ہے۔ کیونکہ بخل ہلاکت خیز رذیلہ (بدی) ہے اور زکوٰۃ اس کا علاج۔ مال داروں کے لیے آزمائش ہے۔ اور دنیا داروں پر مال کی حفاظت کرنے کا تاوان ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کے نزدیک مذموم ہے۔

میرے عزیز — دنیا کی محبت کفر ہے۔ اور اسی طرح فرمایا:
حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ وَرَأْسُ الْخَطَايَا الْكُفْرُ
"دنیا کی محبت ہر گناہ کی انتہا ہے اور گناہوں کی انتہا کفر ہے۔"

سالک کے لیے تو مال جمع کرنا ہے ہی حرام۔ بلکہ روزانہ کی ضرورت سے زیادہ لینا جائز نہیں۔ وہ تو زکوٰۃ دینے سے پاک ہے۔ لیکن اس پر بھی ایک زکوٰۃ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی روحانی نعمتوں کی ہے جو کہ اس کریم نے اسے عطا فرمائی ہیں۔ ظاہراً بدن حواس و عقل کی

Marfat.com

سلامتی اور باطناً جو دولت کبریٰ اس کے نصیب کی گئی ہے اس کا بیان ناممکن ہے۔
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا "اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرو تو نہ کر سکو"۔
ان نعمتوں کی زکوٰۃ واجب ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ اپنی صلاحیتیں ان نعمتوں کی نگہداشت اور قوتیں خدا تعالیٰ کے کام میں صرف کرے اور اپنی وسعت طاقت کے مطابق حاجت مندوں کی ظاہری و باطنی امداد و اعانت کرے۔ ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی جملہ امانتوں میں سے خیال کرے۔ وَاِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا اور بلاشبہ اللہ حکم فرماتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل لوگوں کے حوالے کی جائیں۔" جب آپ اس طریقے پر عمل کریں گے تو بے شک ظاہری و باطنی زکوٰۃ ادا کریں گے۔ اور نعمت کا حق ادا کریں گے۔
زکوٰۃ کے علاوہ اپنے مال میں سے حقداروں کو دینا صدقہ ہے۔ میرے نزدیک حق و صواب یہ ہے کہ دنیا کی جو چیزیں آپ کے پاس ہیں وہ اضطراری طور پر ہیں کیونکہ ضرور تیں اندازے کے مطابق مقرر ہوتی ہیں۔ سالک کو ظاہر و خفیہ سوال سے اجتناب فرض ہے اپنے آپ کو آیہ مبارکہ کے مطابق یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ۔
"ناواقف ان کو ان کی گریز دامنی پر مالدار سمجھتے ہیں"
اور جو کچھ آپ کو ملتا ہے۔ اگر ضعیف ہیں تو ایک دن کی روزینہ سے زیادہ محتاجوں کو دے دیں اگر طاقت ور ہیں تو ایثار کریں۔

یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ

"اپنے نفسوں کا باوجود تنگی کے ایثار کرتے ہیں"۔

سوائے اصلی ضرورت کچھ نہ لیں۔ اگرچہ نیک نیتی ہی سے کیوں نہ ہو۔
جو کچھ آپ کسی کو دیں تو اس میں حقیقی دینے والا خداوند کریم کو جانیں اور اپنے آپ کو درمیان میں سے غائب سمجھیں۔ مال بھی اسی کا ہے توفیق بھی اسی نے دی۔ احسان دھرنے اور بعد میں تنگ کرنے سے احتراز کریں۔ جو کوئی آپ سے زکوٰۃ و صدقہ قبول کرتا ہے اس کا

Marfat.com

حق اپنے ذمہ تصور کریں۔ نہ کہ آپ کا حق اس پر ہے۔ آپ کی عطا کسی خدمت، جذب منفعت، دعا، مدد، اعانت کے بدلے نہ ہو کہ اس طرح آدمی ثواب سے محروم ہو جاتا ہے خالدے امنذہ۔ اجر اور زیادتی کی حق تعالیٰ سے امید رکھیں۔

وما اسئلکم من اجر ان اجری الا علی اللہ "بس آپ سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو اللہ کے ہاں ہے" ۔۔۔ کیونکہ جو شخص آپ سے کوئی چیز قبول کرتا ہے یہ اس کی بڑی مہربانی ہے جو کہ اس نے آپ سے لی۔ اگر صدقہ ہے تو آپ کی جان کی بلا ہے جو وہ لے رہا ہے۔ آپ کی تکلیف و رنج کے دور کرنے اور غضب خداوندی کے بجھانے کا سبب بنے گا۔ اگر آپ نے از راہ لطف و عنایت کچھ دیا ہے تو باری تعالیٰ کے قرب کا سبب بنے گا اور نعمت کے بڑھنے کا بھی اور اجر تو ایک کے بدلے میں دس بلکہ سات سو اور اس سے زیادہ کی توقع ہے اور تمام ابدی فائدے لینے والے کے سبب آپ تک پہنچیں گے۔ اگر آپ انصاف کریں تو اسے آپ پر کتنے حق ہو جاتے ہیں بلکہ احسان بھی۔ پس آپ کو لینے والی تعظیم و اکرام کرنا چاہیے اور اپنی ذات پر اس کی برتری تسلیم کرنا چاہیئے۔

وآتوھم من مال اللہ الذی آتکم " اور اللہ کے دیئے ہوئے مال سے ان محتاجوں کو دو" ۔۔۔ یہاں مال کا تعلق اپنی طرف کیا ہے (مال اللہ) تو پھر درمیان میں آپ کون ہوتے ہیں! فرمایا۔

المال مالی والجنۃ جنتی۔ فاشتروا جنتی بمالی۔ " مال میرا ہے اور جنت بھی میری۔ میرے مال سے میری جنت خرید لو" ۔۔۔ آپ کو معلوم ہوا کہ میں نے کیا لکھا ہے؟۔ آپ اس پر غور فرمائیں۔ جو کچھ کسی کو دیں حق تعالیٰ کی جانب سے سمجھیں اور توفیق بھی اسی کی طرف سے۔ وگرنہ آپ کہاں اور مال کہاں؟ اور توفیق کہاں

اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا " تمہیں اپنی ماؤں

Marfat.com

شکم سے نکالا جب کہ تم لاعلم محض تھے"

وَلَا تَمۡلِكُوۡنَ فَلۡسًا" اور ایک کوڑی کے مالک نہ تھے"۔ ۔۔۔۔ خبردار بے خبر نہ بنیں جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ اس پر توجہ کریں عطایا کے معاملے میں اخفا سے کام لیں۔ اپنے اوقات کو غنیمت سمجھیں۔ اور اللہ توفیق دینے والے ہیں۔

والحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

Marfat.com

پندرھواں صحیفہ

روزے کے بارے میں

خدا آپ کو بھلائی کی توفیق دے۔ میرے بھائی۔ رمضان کے روزے فرض ہیں
قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ فَمَنْ شَہِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ "جس نے رمضان
کے مہینے کو دیکھا وہ روزے رکھے" ـــــ پھر فرمایا:
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ "آپ پر روزے
اُسی طرح فرض کیے گئے ہیں جیسے آپ سے پہلے گزرے لوگوں پر"
وَالصَّلٰوۃُ سِرٌّ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ عِبَادِهٖ وَهُوَ رُبْعُ الْإِيْمَانِ لِأَنَّ الصَّوْمَ نِصْفُ
الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ نِصْفُ الْإِيْمَانِ "نماز اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان راز ہے
اور ایمان کا چوتھا حصہ۔ روزہ نصف صبر ہے اور صبر ایمان کا آدھا حصہ ہے" حدیث قدسی ہے
اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ "روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا
دوں گا" ـــــ پھر فرمایا
لِكُلِّ شَيْءٍ بَابٌ وَبَابُ الْعِبَادَةِ الصَّوْمُ۔ "ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے
اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے" ـــــ پھر ارشاد ہوا:
جنت کے ایک دروازے کا نام "ریان" ہے۔ اس میں روزہ دار ہی داخل ہوں گے

Marfat.com

اور اس دروازے سے داخل ہونے والوں کے لیے دیدار الٰہی کا وعدہ کیا گیا ہے۔"

احادیث مبارکہ روزے کے بارے میں بے شمار ہیں۔ روزے کے فرائض و سنن و مستحباب فقہ کی کتابوں میں تحریر ہیں۔ جیسے ان کی ہدایت ہے تمام شرائط و فرائض کی رعایت کریں۔ روزہ توڑنے والے امور، مکروہات سے اجتناب ضروری ہے۔ آداب روزہ میں کامل احتیاط کریں۔

جوان مردا! ـــــ فقیہہ فرماتے ہیں:

اَلصَّوْمُ اَلْاِمْسَاکُ عَنِ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ مِنْ طُلُوْعِ الصُّبْحِ اِلٰی غُرُوْبِ الشَّمْسِ مَعَ النِّیَّۃِ ــ "روزہ کھانے۔ پینے۔ مباشرت سے رک جانا ہے۔ طلوع صبح سے غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ"

ان لوگوں (فقیہہ حضرات) کی فہم اس سے آگے نہیں جاتی۔ ایسا روزہ اولی الامر کی سزا سے بچاؤ اور ظاہر شرع اس کے جواز کا حکم تو دیتا ہے لیکن روزہ حقیقت میں وہ روزہ ہے کہ ظاہر و باطن اس سے اثر پذیر ہوں۔ اس کا بیان آئندہ کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ بہترین روزہ سیّدنا داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے کیونکہ حکمت کا تقاضا ہے کہ جس کام کو روزانہ ہمیشگی سے کیا جائے عبادت بن جاتا ہے۔ اگرچہ مزاج انسانی سے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اس سے متاثر نہیں ہوتا اور جب یہ حال ہو تو مجاہدے کی تکلیف ہو جاتی ہے اور فرمان ہے

یَا عَائِشَۃُ اَجْرُکِ عَلٰی قَدْرِ تَعَبِکِ وَنَصِیْبِکِ ــ "اے عائشہ اجر تیرے دکھ اٹھانے اور نصیب کے مطابق ہوگا" ـــــ اگر داؤدی روزہ نہ رکھ سکیں تو "صوم دوام" (ہمیشہ کا روزہ) اختیار کریں۔ وگرنہ جمعرات جمعہ کے روزے کا لحاظ کریں۔ ایّام بیض۔ عشرہ رجب۔ شعبان اپنے لیئے لازم بنالیں۔ اپنے نفس کو روزے کی مشق کرائیں خواہشات و حظوظ نفسانی سے احتراز کریں۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔

Marfat.com

سولھواں صحیفہ

روزہ کے بارے میں

برادر دینی ــــ نیکی و بھلائی میں عمر دراز پائیں۔

جان لیں کہ روزہ تین قسم کا ہے۔

۱۔ عوام کا روزہ۔

۲۔ خواص کا روزہ۔

۳۔ خواص الخواص کا روزہ۔

عوام کا روزہ تو وہ ہے جو ہم بیان کر چکے۔ مگر خواص کا روزہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے کے بعد حواس و اعضاء کی تمام شریعت کی ممنوعات و مکروہات سے حفاظت کریں۔ جابرؓ نے انسؓ سے روایت کی۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ پانچ چیزوں نے روزہ توڑا۔ جھوٹ۔ غیبت۔ چغلی۔ جھوٹی قسم۔ شہوت کی نظر۔ حدیث شریف میں ہے۔ حضورؐ کے زمانے میں دو عورتیں روزہ دار تھیں۔ دن کے آخری وقت ہلاکت کے نزدیک پہنچ گئیں۔ حضورؐ کو ان کے حال کی خبر دی گئی۔ فرمایا ان کو پانی کے دو پیالے پینے کے لیے دے دیں۔ دونوں نے پیالوں میں قے کر دی۔ ایک کے اندر سے گوشت کے ٹکڑے نکلے اور دوسری کے صرف معون۔ حضور نے فرمایا۔ ان عورتوں نے اللہ کی حلال کردہ اشیاء سے تو روزہ رکھا

Marfat.com

اور حرام کردہ اشیاء سے افطار کر دیا۔

عزیز من! ـــــ ان میں سے ایک نے غیبت کی اور دوسری نے غیبت سنی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْمُغْتَابُ وَالْمُسْتَمِعُ شَرِیْکَانِ فِی الْاِثْمِ "چغل خور اور سننے والا گناہ میں دونوں شریک ہیں"۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ "جھوٹ کو سننے والے حرام کی کمائی کھانے والے" ـــــ مجاہدؒ نے روایت کی ہے۔

خَصْلَتَانِ تُفْسِدَانِ الصَّوْمَ اَلْغِیْبَۃُ وَالْکِذْبُ "دو عادتیں روزہ فاسد کرتی ہیں۔ غیبت، جھوٹ"۔

دوست! ـــــ خواص کے روزے تک رسائی کے لیے بڑا طویل سفر ہے۔ مگر ہمت بلند رکھ کر کوشش کریں۔ اگر خواصِ خواص کے روزہ کو نہ پہنچ سکیں تو کم از کم خواص تک تو رسائی پائیں۔ عوام کے گروہ سے تو مستثنٰی ہوں۔ جب یہ روزہ اللہ کے فضل و کرم سے میسّر آجائے تو افطار رزق حلال سے کریں۔ اگر حلال میسّر نہ ہو تو مباح ہی سہی اگرچہ ہمارے زمانے میں مباح بھی کمیاب ہے لیکن طاقت و ہمت کے مطابق لقمۂ حلال کے حصول میں پوری کوشش کریں۔

سلاطین و ملوکِ زمانہ۔ دفتروں، کچہریوں کے کارندوں، بدعتی و فاسق اشخاص اور مشرک لوگوں کی طرف سے پیش کردہ وظیفوں سے اجتناب واجب ہے۔ اگر کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو تین روز کے بعد افطار کریں۔ اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو افطاری کے وقت بقدرِ ضرورت ایک قسم کا کھانا سادہ سے سالن کے ساتھ جو کہ جسم کی بقا اور عبادت کے لیے معاون ہو، استعمال کریں۔ اور اس وقت خواہشات کی باگ کو پورے طور پر قبضہ میں رکھیں۔ عیش و عشرت و نشاط سے احتراز ضروری ہے۔ مجاہدہ و ریاضت کی کوشش کریں

Marfat.com

بھوک کی نعمت ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ جب کھانا تھوڑا کھائیں گے تو پینا بھی اسی مقدار میں کم ہوگا یہیں سے سعادتیں ظہور پذیر ہوں گی

۳۔ خواص خواص کا روزہ "صوم القلب" ہے

وَهُوَ الْاِمْسَاكُ عَمَّا سِوَى اللّٰهِ۔ "ماسوئ اللہ سے قلب کو روک لینا"

اس روزے کا حصول فکر ماسوے اللہ میں ہے۔ آپ کو معلوم ہوا میں نے کیا کہا میرے عزیز۔ اس مقام میں دل غیر حق سے روزہ رکھتا ہے اور سوائے مشاہدہ خداوندی کسی چیز سے افطار نہیں کرتا۔ آنحضورؐ نے فرمایا۔

صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ۔ "دیکھ کر روزہ رکھو اور دیدار سے افطار کرو" ــــ کاش آپ کو اس حدیث کی خبر ہوتی۔

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ "نیک لوگوں کے اعمال مقربین کی برائیاں ہیں" ــــ روزہ حقیقت میں یہی چیز ہے۔ اہل تحقیق کا روزہ اسی شان کا ہوتا ہے۔ روزہ اللہ کریم کی عادات میں سے ایک عادت کی پیروی اور فرشتوں کی تقلید ہے۔ اس لیے اسے ایسے ہی رہنا چاہیے کیونکہ وہاں عین وحدت اور محض توحید ہے۔ رسول کریم سے سنیے۔ فرماتے ہیں:

اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ يُطْعِمُنِيْ اَيْ يُطْعِمُنِيْ بِالْمُشَاهَدَةِ وَيَسْقِيْنِيْ بِالْوَاصِلَةِ

"میں اپنے رب کے ہاں رات گزارتا ہوں۔ وہ مجھے مشاہدہ کے طعام سے نوازتا ہے اور شراب وصل سے محظوظ فرماتا ہے" ــــ کاش! اس حدیث میں کتنے اسرار ہیں جو بیان کیے گئے ہیں لیکن آپ کو کیا خبر اور میں اس سے زیادہ بیان نہیں کر سکتا۔

میرے عزیز ــــ قصہ مختصر یہ ہے کہ روزے کے اخفاء میں کوشش کریں تاکہ روزہ "صوم سر" (خفیہ روزہ) ہو جائے۔ اگر سمجھیں کہ دوستوں میں روزہ ظاہر ہو جائے یا کوئی عزیز مہمان یا مسافر وارد ہو پہنچ گیا ہے یا گھر والوں کو آپ کا افطار کرنا مطلوب ہو تو فوراً

Marfat.com

افطار کردیں۔ لیکن اس طرح افطار کریں کہ گویا روزہ ہی ہے۔ یعنی نہ وہ روزہ ہو نہ افطار ہر حال میں اسے حق منظور ہو۔ جتنا خلقت سے میل جول کمتر ہو گا۔ عبادت کی مٹھاس اور اطاعت کی توفیق زیادہ ہوگی۔

"اِیَّاکَ وَصُحْبَتَ الْخَلْقِ فَاِنَّہَا اَسْرَعُ وَبَالاً وَاَکْثَرُ خَلَلاً اَوْفِیکَ اللّٰہُ وَاِیَّانَا عَنْ ذَالِکَ وَرَزَقْنَا الْخَلْوَۃَ بِہٖ۔" خلقت کی صحبت سے بچیں کیونکہ وبال لانے میں بہت تیز اور خلل انداز ہونے میں زیادہ تر اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے اس سے بچائے اپنے ساتھ تخلیہ عطا فرمائے۔

والحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

Marfat.com

ستر ھواں صحیفہ

حج کے بارے میں

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب حکم دیا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہ لوگوں کو حج کے لیے بلائیں تو پکارا انہوں نے اے لوگو! خدا کا گھر ہے، اس کا حج کرو۔

عزیز من! ـــ حج کے بارے میں بہت سی آیات و احادیث ہیں۔ حج کی فرضیت اہل ظواہر کے ہاں یہ ہے کہ اگر کسی آزاد مرد عاقل بالغ کو استطاعت ہو اور کوئی موانع نہ ہو تو حج اس پر فرض ہے۔ اسے ادا کرنا چاہیئے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ "اللہ کا حق ہے بندوں پر کہ وہ اس کے گھر کی زیارت کریں جو راستے کے خرچ کی استطاعت رکھتے ہوں" حج ادا کرنے کی کیفیت کتابوں میں موجود ہے۔ معلوم کی جا سکتی ہے۔ یہاں طوالت کے خوف سے تحریر نہیں کرتا ہوں۔

جواں مردا ـــــ وہ حج عوام ہے جو ہر سال ہوتا ہے۔ مگر حج خواص اور خواص خواص چیزے دیگر است۔

مَنْ كَانَ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا۔ أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهَا۔ جس شخص کی ہجرت دنیا کی طرف ہے وہ اسے مل جائے گی۔ یا عورت کی طرف

تو شادی کرے گا۔ گویا ہجرت وہ ہے جس کی طرف وہ روانہ ہوا۔

اے دوست!

مِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الْآخِرَة۔ "تم میں بعض دنیا کے طلب گار ہیں اور بعض آخرت کے"۔۔۔۔ بے شک

اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا۔ "ان کے اعمال ریت کی مانند ہیں۔ دور سے پیاسا اسے پانی سمجھتا ہے جب قریب آتا ہے تو کچھ نہیں ہوتا۔" ۔۔۔۔ افسوس یہ لوگ کون ہیں

لَا يُرِيْدُوْنَ الدُّنْيَا وَلَا الْآخِرَة۔ "جو دنیا اور آخرت کے طلب گار نہیں"۔۔۔۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن فرماتا ہے۔

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ "جو صرف خدا کے طلبگار ہیں"۔۔۔۔ میری جان ان حضرات کے قدموں میں قربان ہو اور یہ تیسری قسم ہے جو میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان کروں گا۔

الغرض جب نیّت درست ہو جائے اور موانع اٹھ جائیں۔ آدمی کو چاہیئے کہ چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کرے۔ لوگوں کے قرضے اور زیادتیاں اپنی گردن سے اتار دے زادِ سفر بہتر طریقے سے حاصل کرے اور اپنی طاقت و ہمّت کے مطابق پیدل سفر کرے۔ مختلف قسم کے خصائل و آداب کے اکتساب کی کوشش کرے۔ نیک اور موافق ساتھی ساتھ لے۔ فرض، سنت، مستحب اعمال میں جو ادا کرنے، عمل کرنے، پڑھنے، گھر سے نکلنے، راستے میں چلنے، سوار ہونے، اترنے، مکہ شریف میں داخل ہونے وغیرہ پر پہنچنے، احرام پہننے، طواف، وقوف، قربانی وغیرہم کے بارے میں آئے ہیں۔ انہیں پوری احتیاط سے انجام دے۔ "حضور" کا خاص خیال رکھے۔ آداب حج کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دے۔ بعد ازاں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کے صحابہ کرامؓ اور دیگر پیغمبران عظام علیہم السلام و اولیائے کرام اور ان کے متبرّک مقامات کی زیارت کو روانہ ہو۔

Marfat.com

میرے عزیز ـــــ خواص کے گروہ میں بعض ایسے عالی شان حضرات بھی ہوتے ہیں جو اپنے مجاہدہ و ریاضت اور روحانی پاکیزگی کی وجہ سے ہر روز کعبہ میں حاضر ہوتے ہیں اور بعض "اُولوالعزم" تو ایسے ہیں کہ اپنے مقام پر ہوتے ہیں اور درمیان سے پردے اٹھائے جاتے ہیں۔ ان میں ہر ایک گروہ کی حالت بیان کروں تو صحیفہ طویل ہو جائے گا۔ اور میرے اوقات اس کے متحمل نہیں۔ مقصود محض قال و قیل نہیں۔

عزیز من! ـــــ اس حج میں ایک اور راز ہے۔ ترک و تجرید۔ عزیزوں سے دوری۔ لذائذ سے احتراز۔ مشقتوں کا جھیلنا۔ مختلف قسم کی آزمائشوں اور تکلیفوں میں پڑنا۔ خدائے تعالیٰ کی مخلوقات کو دیکھنا۔ نفس کو ریاضت میں ڈالنا۔ گھر سے آوارہ و پریشان ہونا ـــــ بیت

دوست آوارگی می خواہد
رفتن حج بہانہ افتاد

"دوست آوارگی مانگتا ہے۔ حج کو جانے کا بہانہ ہے۔"

حجِ خواصِ خواص یہ ہے کہ یہ لوگ حج کو جاتے ہیں لیکن ان کا مقصود سوائے امر خداوندی کی تعظیم بجا لانے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ میرے عزیز۔ کعبہ و عرفات پتھر اور ڈھیلے ہی تو ہیں ان کے لیے جانا تو شرک ہی ہے ایمان تو نہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ اس لیے جاتے ہیں کہ اس سبب سے خداوند تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے تو پھر اس آیہ مبارکہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی "ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب پہنچا ئیں" ـــــ اور قرآن ہی سے سنیے فرماتا ہے:

وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ "اور جو اپنے گھر سے اللہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلتا ہے" ـــــ یہاں مُهَاجِرًا اِلَی الْبَیْتِ نہیں کہا اس

Marfat.com

وقت یوں ہوتا ہے کہ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ " کہ اس کا اجر اللہ کے ذمے ہوتا ہے "۔ بیت سے حاصل مقصود " رَبُّ الْبَیْتِ " (گھر کا مالک) ہے۔ ان حضرات کے لیے مکہ۔ مصر۔ بغداد سب یکساں ہیں۔ بیت

در ہر چہ بنگرم ہمہ در چشم من توئی

خواہم بدیدہ جملہ جہاں را فرو برم

" جس کو دیکھتا ہوں میری نظر میں تو ہی ہوتا ہے۔ چاہتا ہوں کہ ان نظروں میں سارے جہان کو اتار لوں۔"

کیونکہ کعبہ " بیت اللہ " سے زیادہ مقام نہیں رکھتا۔

اَمَّا قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ۔ " مومن کا دل اللہ کا عرش ہے " —— آپ نہیں دیکھتے عرش کس کے لیے ہوتا ہے۔ عرش سوائے بادشاہ کے اور کس کے لیے ہو سکتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کبھی آپ نے دل کا حج بھی ادا کیا ہے یا نہیں۔ کاش آپ نے سنا ہوتا۔ کہ فرمایا

وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ۔ " لیکن بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔" اس مقام پر اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی کے معنی سمجھ آتے ایک بے خبر نہیں ایک صاحب دل کی زیارت آپ کے لیے ہزار حج سے بہتر ہے۔

جوان مردا ع —— دوست در خانۂ ما و ما گرد جہاں گردیدیم

" محبوب ہمارے گھر میں ہے اور ہم دنیا کے چکر لگا رہے ہیں۔"

حج کا جو مقصود ہے وہ تو تیرے ساتھ ہے

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ " ہم تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔" —— لیکن آپ کہاں دیکھ سکتے ہیں۔

فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ " ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں پس وہ

Marfat.com

نہیں دیکھتے" ـــــ افسوس! ان آنکھوں سے اسے کیسا دیکھا جا سکتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح بننا پڑتا ہے۔ تاکہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ ۔ "کیا تو نے اپنے رب کو نہیں دیکھا" ـــــ درست ہو ـــــ بیت

در خود یابی ہر آنچہ خواہی تو

امّا تو از کجا و دل از کجا

"اپنے دل میں ہی اپنی مطلوبہ شے پالے گا۔ مگر تو کہاں؟ اور دل کہاں"

آپ کو معلوم نہیں کہ دل کیا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے جو کچھ ہے۔ وہ طبقات دل میں موجود ہے نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ کا راز یہی ہے۔

عزیز من ـــــ مجھے معلوم ہے کہ بعض ظاہر پرست اس تحریر پر طعن و طنز کریں گے بس انہیں ان کے علم و فہم کے قصور پر معذور سمجھتا ہوں۔ میرا روئے سخن بھی ان لوگوں کی طرف نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ دل اور اس "اسرار" کی خبر ہی نہیں رکھتے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ "اس میں عقلمند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں" میرے دوست لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا۔ "ان کے پاس دل ہے مگر ان سے سمجھتے نہیں" ـــــ بیت

مدعی گفت بلبلیٰ ز طنز

رو کہ چنیں چابک و موزوں نہ

بیلیٰ ازیں حرف بخندید و گفت

با تو چہ گویم کہ تو مجنوں نہ

اُعتراض کرنے والے نے لیلیٰ پر طنز کی کہ تو ویسی چست اور موزوں نہیں۔ لیلیٰ اس بات پر ہنس دی اور کہا تجھے کیا کہوں! تو مجنوں نہیں ہے"

مَا فِی الْجُبَّۃِ اِلَّا اللہُ "جنت میں اللہ کے سوا کوئی نہیں" ـــــ اور یہ دوسری

Marfat.com

بہشت ہے

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ۔" صاحب قدرت بادشاہ کے ہاں پہنچ کر مجلس میں ہیں"۔۔۔ بے شک متقین باغات اور نہروں میں ہیں۔ ابتدائے کلام کا یہاں وقف ہے۔ اور عاشقین فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ سے نیا کلام ہے۔ عاشقین کے لفظ کو ان کے اخفائے حال کے لیے حذف کیا۔

جان من ۔۔۔ بہشت، حور، قصور، نان وحلوا اور چیز ہے ارباب عشق کی بہشت اور ہے۔

اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً لَا فِیْھَا حُوْرٌ وَلَا قُصُوْرٌ وَلَا لَبَنٌ وَ لَا عَسَلٌ یَتَجَلّٰی لَنَا رَبُّنَا ضَاحِکًا۔ "اللہ کی ایک جنت ایسی بھی ہے جس میں حور، قصور، دودھ، شہد نہیں وہاں ہمارا پروردگار مسکراتے ہوئے جلوہ ریز ہوتا ہے"۔

اللہ کے یہ بندے نماز، روزہ، حج وغیرہ اپنے محبوب کے حکم کی تعظیم کے لیے سرانجام دیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اپنی کوئی خبر نہیں۔ بظاہر موافقت کرتے ہیں لیکن باطنی طور پر ان کا معاملہ اور ہوتا ہے۔ مجنوں سے سنیئے کہتا ہے۔ شعر

مَرَرْتُ عَلٰی جِدَارِ دِیَارِ لَیْلٰی
فَقَبَّلْتُ الدِّیَارَ اُوْذِی الْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ
وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَا

"میرا لیلیٰ کے گھر کے پاس سے گزر ہوا۔ میں نے گھر اور اس کے در و دیوار کو بوسے دیئے۔ گھر کی محبت نے میرے دل کو مخمور نہیں کیا بلکہ مکین کی محبت کا اثر ہے"۔

بیت ؎ بریاد لیت نقش نگیں می بوسم
آنم چو بدست نیست این می بوسم

چوں نیست مراد ست رسی پابوسم
بریاد قدم ہات زمیں می بوسم

"تیرے لبوں کی یاد میں نگینہ کے نقش چوم رہا ہوں۔ چونکہ وہ میسر نہیں اس لیے ان کو بوسہ دیتا ہوں۔ چونکہ تمہارے قدموں تک رسائی نہیں اس لیے تیرے قدموں کی یاد میں زمیں بوسی کر رہا ہوں۔"

عمر فاروق رضی کی سنیے۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے کیا فرماتے ہیں:

اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّکَ لَحَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا رَأَیْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُکَ لَمَا قَبَّلْتُکَ۔ ثُمَّ بَکَا۔ "بے شک مجھے معلوم ہے کہ تو واقعی پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ اگر میں نے اللہ کے رسولؐ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے ہرگز نہ چومتا" ــــ پھر رونے لگے

جعفر صادق رضی اللہ عنہ ایک دفعہ عین تلاوت کلام پاک کے دوران بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے۔ فرمایا۔ ایک آیہ شریفہ دل میں بار بار پڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے وہ آیت صاحب کلام "اللہ تعالیٰ" سے سن لی۔ میری بصارت میں تحمل کی طاقت نہ تھی۔ عقل مبہوت ہو گئی۔ میں بے ہوش ہو گیا۔

میرے عزیز! ــــ آپ کے لیے ایک ظاہر ہے اور باطن بھی۔ آپ کا ظاہر ہمیشہ احکام شریعت پر استقامت رکھے۔ باطن کا رابطہ "عالم توحید" سے ہو جب تک "تو" باخود ہے۔ اس عالم میں ہے۔ اس کے ساتھ نہیں۔ کاش! آپ اس عالم میں رسائی حاصل کرتے۔ جہاں

لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہ۔ "اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں" ــــ کا اظہار ہوتا ہے۔ نہ شرع و احکام کا وہاں گزر ہے نہ کفر و اسلام کو وہاں دخل۔ نہ وہاں "تو" ہے۔ بلکہ "تو" اس مقام پر محو ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

سُبحانی ما اعظم شانی"۔ اندر سے آواز آتی ہے۔ انا الحق کی تجلی ہوتی ہے۔ اس عالم کی شرح اس سے زیادہ لکھنا ممکن نہیں۔

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔

Marfat.com

اٹھاونواں صحیفہ

اخلاقِ ذمیمہ کے بارے میں

میرے بھائی اللہ آپ کی نیک مرادیں پوری کریں۔ خاطر اقدس میں یہ امر پختہ کیا گیا تھا جیسا کہ گزشتہ صحیفہ میں عرض ہوا کہ "حضوری" کے لیے صفائی باطن ضروری ہے یعنی برے اخلاق سے دل کا پاک ہونا شرط اول ہے جس سے "ماسوی اللہ" سے تخلیہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے جب تخلیہ نصیب ہو جائے تو دل پر اوصافِ حمیدہ جلوہ ریز ہوتے ہیں۔ پھر اللہ کے فضل و کرم سے "حضور" میسر آتا ہے اس لیے میں چاہتا تھا کہ کچھ لکھوں۔ اس بارے میں کچھ عرض کروں کیونکہ اخلاقِ ذمیمہ گناہوں کی جڑ ہیں اور اخلاق حمیدہ نیکیوں کی اصل۔ انسان کے لیے واجب ہے کہ برائیوں کے خس و خاشاک سے اپنے دامن کو پاک کرے اور نیکیوں کا خزانہ اُسے حاصل ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو

گیا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ

"یہ تو اللہ کی رحمت سے ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے اگر آپ سخت عادت والے ہوتے تو آپ کے پاس سے دور چلے جاتے تو اُن کو معاف کر دیجئے"۔

جب ان اوصافِ رحمت سے آراستہ کیے گئے تو اس مخصوص وصف کے

مستحق ٹھہرے

إِنَّكَ لَعَلىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ "بے شک آپ خلقِ عظیم پر ہیں۔"

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰى" "اپنے آپ کو عاداتِ الٰہیہ کا عادی بناؤ۔"

اس سبب سے ہر ایک پر حضورؐ کا یہ حکم واجب ہے کیونکہ اخلاق اعمال کی بنیاد اور شرط ہے اور کامیابی تزکیہ نفس سے مربوط ہے۔ فرمایا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا

"جس نے نفس کو پاک کیا کامیاب ہوا اور نفس کو ناپاک رکھنے والا گھاٹے میں ہے۔"

تزکیہ کیا ہے

هُوَ التَّطْهِيرُ وَ الطُّهُورُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ

"یہ پاکیزگی ہے اور پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔"

ایمان سوائے تزکیہ دل کے کامل نہیں ہوتا اور اعمال اس کے بغیر مقبول نہیں ہوتے

لِاَنَّ الْقَلْبَ هُوَ الْمَقْبُوْلُ عِنْدَ اللّٰهِ اِذَا سَلِمَ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ الْمَحْجُوْبُ عَنِ اللّٰهِ اِذَا كَانَ مَشْغُوْلًا بِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ الْمُخَاطِبُ وَالْمُعَاتِبُ وَالْمُثَابُ وَالْمُعَاقَبُ

"کیونکہ اللہ کے ہاں وہ دل مقبول ہے جو غیر اللہ سے محفوظ ہے اگر غیر اللہ میں مشغول ہے تو خدا سے شرمسار ہے پس یہی دل کبھی خطاب میں کبھی عذاب میں کبھی ثواب میں کبھی عتاب میں ہے۔"

عزیزِ من! بہت سارے لوگ "نفس سے بے خبر ہیں اور اس کی معرفت سے غافل جو شخص اپنے نفس سے بے خبر ہے تو اس کے اور نفس کے درمیان پردہ ہو جاتا ہے بمضمون اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ "بے شک اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان

Marfat.com

حائل ہو جاتا ہے اور حائل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مشاہدہ اور مراقبہ سے منع کر دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس حالت سے اپنی پناہ میں رکھے۔

آپ کو معلوم ہے کہ کیا فرمان ہے؟ جبریل سے نہیں کہتے ہیں۔

اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ اَوْ خِنْزِیْرٌ۔ "ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا اور خنزیر ہوں"۔

ان سے مراد دو قلبی نجاستیں ہیں۔ یعنی ہواجس و وساوس۔ ان دونوں باطنی نجاستوں کی جڑ اخلاق ذمیمہ ہیں۔ پس ہر دل جو کہ اس نجاست سے آلودہ ہے بلاشبہ اللہ کی پاکیزہ مخلوق فرشتے اُس دل میں گزر نہیں کرتے۔ اور ایسا دل عالم ملکوت میں جانے کا اہل نہیں ہوتا اور اللہ کی نظرِ عنایت سے مرحوم۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ "بلاشبہ اللہ کریم توبہ کرنے والے اور پاکیزہ لوگوں کو پسند کرتے ہیں"۔

جس نے میرے اتنے لکھے ہوئے کو سمجھ لیا بے شک اس نے نجاستوں کا شعور حاصل کر لیا اور جب یہ شعور حاصل ہو گیا تو سوائے پاکیزہ رہنے کے اس کے لیے کوئی دوبارہ کار نہیں۔

میرے بھائی برے اخلاق بہت سارے ہیں مثلاً خواہش نفسانی، غصہ، دنیوی امور کی طرف میلان، جہالت، کینہ، حسد، نفاق، ریا، خباثت، آرزوؤں کی لمبی فہرست، بے خبری، اہل ایمان سے بغض، کسی کی تباہی پر خوش ہونا، عیب، تفاخر، تکبر، خود پسندی، ظلم، حرص، مکر، فریب کاری، حق و باطل کو خلط ملط کرنا، دھوکہ دینا، خوشامد، بے حیائی، باطنی پلیدی، فضول خرچی، کنجوسی، دوسرے کی بے عزتی کرنا، بے حیائی، ظلم، بخل، کھوٹ، دنیا کی محبت، جھوٹ، فتنہ پردازی، گالیاں دینا، زبردستی کرنا اور ہر وہ بات جسے شرع نے ممنوع قرار دیا لیکن اصولی طور پر یہ دس قسم کے ہیں۔

ا۔ (حرص) **طعام کی حرص** یہ تمام بدیوں کی جڑ ہے کیونکہ معدہ خواہشات کا سرچشمہ ہے اور آفات کی کمین گاہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا

اَبْغَضُکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ کُلُّ اَکُوْلٍ وَنَوُّمٍ وَشَرُوْبٍ "اللہ کے ہاں تم میں سے ناپسندیدہ

Marfat.com

ترین شخص بہت کھانے والا، بہت سونے والا اور بہت پینے والا ہے"!
ہاں ہاں - دوست اگر تھوڑا کھائیں گے تو تھوڑا پئیں گے۔ تھوڑا پئیں گے تو تھوڑا سوئیں گے۔ فرمایا آدمی نے پیٹ بھر کر کھانے سے شر ہی حاصل کیا۔ فرمایا
لَا یَدْخُلُ مَلَکُوْتُ السَّمَاءِ فِیْ قَلْبٍ مَنْ مَلَاءَ بَطْنَہٗ "آسمان کے فرشتے اس دل میں داخل نہیں ہوتے جہاں پیٹ بھرا ہوا ہو"۔

اور پھر فرمایا:
مَا مِنْ عَمَلٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ جُوْعٍ وَعَطْشٍ "میرے نزدیک پسندیدہ ترین عمل بھوک اور پیاس ہے"۔

ایک جگہ فرمایا: اعمال کا سردار بھوک ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا:
اَدِیْمُوْا قَرْعَ بَابَ الْجَنَّۃِ یُفْتَحُ لَکُمْ۔ قَالَتْ کَیْفَ نَدِیْمُ قَالَ بِالْجُوْعِ وَالظَّمَاءِ
"اے عائشہ جنت کے دروازے کھٹکھٹاتے رہو۔ ایک دن کھول دیئے جائیں گے۔ عرض کیا حضورؐ کس طرح؟ فرمایا بھوک اور پیاس کے ساتھ"
ایک جگہ ارشاد فرمایا بھوک "صدیقین" کا کھانا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے۔
اَطْعَمَہُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۔ "بھوک اور پیاس میں ان کو کھانا دیا" برکت جوع ہے۔ خوف سے محفوظ ہے۔ اس سے مراد بھی خوفِ قطعی ہے اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث و آثار اس بارے میں موجود ہیں۔

جوان مردا! یہ حقیقت ہے کہ جب معدہ کھانے پینے سے پُر ہوگا تو غلیظ بخارات معدہ سے دماغ کی طرف اٹھیں گے۔ حواس انسانی کو ڈھانپ لیں گے۔ عقل بیکار ہو جائے گی۔ اعضاء پر سستی کا غلبہ ہوگا، خواہش نفس برانگیختہ ہوگی۔ نفس حیوانی غلبہ پائے گا۔ یہاں سے حبِّ مال و مقام پیدا ہوگی اس سبب سے تکبر، حسد، ریاکاری وغیرہ کی آگ بھڑکے گی۔ یہ ساری برائیاں پیٹ کے بھرنے کے سبب ہوں گی۔ سالک کے لیے بھوک اور پیاس دولتِ عظیم ہے اس سعادت کو لازم بنالیں۔ مگر اس کی عادت بتدریج اپنائیں۔ ابتداء میں کھانا پینا تھوڑا تھوڑا کم کریں اس طرح کہ معدہ متاثر نہ ہو اور کام کرنے سے نہ رہ جائے۔ اس

Marfat.com

طرح اگر روزانہ تھوڑا تھوڑا کم کرتے رہے تو کچھ وقت گزرنے پر آپ کا کام یہاں تک پہنچ جائے گا کہ قوت ملکی حاصل ہو جائے گی، کھانے سونے سے فارغ ہو جائیں گے اور اس شان میں آ جائیں گے فیانما اطعمک اللّٰہ وسقاک " بلا شبہ اللہ آپ کو کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے "۔ زیادہ تر حال اُس کا "عالم سکر" میں گزرتا ہے "عالم صحو" میں اگر کھاتا ہے تو وہ ضرورت کے تحت ہوتا ہے۔ وہ نہایت آسان ہوتا ہے۔ اس کھانے میں نفس کے لیے کوئی حظ بالذت نہیں ہوتی۔ یہ حکایت اہلِ کمال کی ہے، مجھے معلوم ہے کہ اس کے سننے سے آپ کو ملال ہوا ہو گا اور رنجیدہ ہوں گے۔ ع

دل دامن فراہم کن کجا ما و کجا ایشاں

"اے دل حوصلہ کر کہاں ہم اور کہاں وہ"

مگر میرے عزیز! یہ لوگ تو بھی بشر ہی ہیں اور آپ بھی بشر ہی ہیں لیکن اس کے لیے عالی ہمتی کی ضرورت ہے تاکہ اس کام میں استقامت نصیب ہو۔

۲۔ کثرتِ کلام

لِاَنَّ کَثْرَۃَ الْکَلَامِ تُوْجِبُ ظُلْمَۃَ الْقَلْبِ وَیَنْتَہِیْ تِلْکَ الظُّلْمَۃُ اِلٰی اِمَاتَۃِ الْقَلْبِ "کیونکہ کثرت کلام دل کی تاریکی کا سبب بنتی ہے اور یہ تاریکی دل کی موت پر منتج ہوتی ہے۔

ارشاد باری ہے:

لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰھُمْ "ان سے زیادہ گفتگو میں کوئی بھلائی نہیں"۔

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ بات نہ کی جائے جو آپ کی کوئی مدد نہ کر سکے اور ہر وہ کلام جو آپ کو دین میں فائدہ نہ پہنچائے وہ مَالَا یَعْنِیْکَ کی ذیل میں آتا ہے۔ آنحضور علیہ السلام نے فرمایا:

فَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ

"لوگ اپنی زبانوں کی اُگی فصل ہی سے ذلیل ہوتے ہیں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل بہترین ہے۔ آپ

نے زبان مبارک نکالی اور دستِ مبارک اُس پر رکھ دیا اور فرمایا
"ابنِ آدم کی اکثر غلطیاں زبان ہی سے ہیں۔
اے دوست! زبان کی آفات بہت زیادہ ہیں اور ان کی اصل جھوٹ ہے۔ بے جا اعتراض اور دنیا کی ستائش شریعت کے لحاظ سے اور اصحاب سلوک کے لیے ان میں ہر ایک پر حد لگا دی گئی ہے۔ اسی سے اس کے جواز و عدم جواز کا پتہ چل جاتا ہے۔ ہمارے زمانے میں تو خاموشی اور خلقت سے ربط و اختلاط ترک کرنے سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ هٰذَا زَمَانُ السُّكُوْتِ وَلُزُوْمُ الْبُيُوْتِ۔ وَالْقَنَاعَةُ بِالْقُوْتِ وَالتَّوَكُّلُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ۔

سوم۔ غضب

یہ نفسانی عوارضات میں سے ہے۔ آنحضور علیہ السلام نے فرمایا:
اَلْغَضُوْبُ اَقْرَبُ مِنَ النَّارِ وَاَبْعَدُ مِنَ الْجَنَّةِ "غصہ ور انسان آگ کے قریب ترین اور جنت سے دور ترین ہے۔"
ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ "غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے۔"
فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ "جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا اجر اللہ کے ہاں ہے۔"
مصطفیٰ اکرم علیہ الصلواۃ والتسلیم نے فرمایا۔
اِنَّ اللّٰهَ عَفُوٌّ يُّحِبُّ الْعَفْوَ۔ "اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے۔"
ایک جگہ فرمایا۔ مومن متواضع از نرم خو ہوتا ہے۔ ان نصوص قطعہ کی بنیاد پر تمام اہل ایمان کے لیے واجب ہے کہ خلق خدا پر رحیم ہوں۔ معافی کی کوشش کریں۔ مظالم کے مقابلے میں احسان اختیار کریں اور غصے کو عقل کی قوت سے پی جائیں۔ دشمنی اور ہتک کو دل سے دور کریں۔ معاف کرنے اور کرانے والے بنیں لیکن نافرمانیوں اور منکرات (برائیوں) پر اپنے اور دوسرے کے لیے چشم پوشی نہ کریں۔ امر معروف و نہی منکر کی شرائط حسبِ ارشاد

باری تعالیٰ پوری کریں۔ خصوصاً اپنی ذات پر تاکہ نفس حدودِ شریعت پر استقامت اختیار کر جائے۔ اور عقل و بصیرت کا فرمانبردار، اطاعت گزار ہو جائے۔

چہارم: حسد

ارشادِ خداوندی ہے:

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ "کیا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں ان چیزوں کی وجہ سے جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطا کی ہیں"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا يَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ "حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو"

فرمایا۔ حسد کینہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اور کینہ غضب سے۔ یہ بھی فرمایا قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے اور حسد پر غالب آ جائے۔

عزیز من! حسد یہ ہے کہ ایک شخص کے مال و دولت پر افسوس کیا جائے اور جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے کسی کو ملا ہے اس کے زوال کی خواہش کی جائے اور اس کے وجود سے نفرت کرے۔ یہ بات تمام مذاہب میں حرام ہے۔ ایسا شخص خدا کا دشمن ہے۔ اگر اس نعمت کے بارے میں نفرت نہ کرے اور اس کے ہونے پر ناخوش نہ ہو اور اپنے لیے بھی اسی طرح کا طلب کرے تو اسے "غبطہ" (رشک) کہتے ہیں۔ اہلِ بہشت میں غبطہ ہوگا بلاشبہ یہ صفت قابلِ تعریف ہے۔

پنجم۔ دنیا کی محبت

ارشادِ خداوندی ہے:

مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ ......

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ "اگر یہ دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو اس سے پانی کا ایک گھونٹ نہ ملتا" فرمایا

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کے کی جنت ہے"

جب فرماتے ہیں "میرے بعد تمہارے پاس ایک ایسا گناہ آئے گا جو ایمان کو یوں کھا جائے گا جیسے آگ لکڑیوں کو" ارشاد ہوا۔

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا مَا کَانَ لِلّٰہِ مِنْھَا۔ "دنیا وما فیہا سب مردود ہیں۔ ماسوائے جو کچھ اس میں اللہ کے لیے ہے"۔

ایک جگہ یوں فرمایا:

حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ "دنیا کی محبت ہر گناہ کی انتہا ہے اور گناہوں کی انتہا کفر ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

"خبردار! جس نے دنیا کی رغبت کی اور اس میں اپنی خواہشات کو بڑھاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دل کی بصیرت کو اس کے مطابق ہی طلب کرلیں گے۔ جس نے زہد اختیار کیا اور خواہشات کو لگام دی اللہ بغیر سیکھنے کے اسے علم دیں گے اور بغیر طلب کرنے کے ہدایت سے نوازیں گے۔ خبردار! تمہارے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جن کے لیے اقتدار مضبوط نہ ہوگا۔ مگر قتل و غارت کے ساتھ۔ تونگری، بخل و جبر رسی کے ساتھ محبت۔ مگر حرص و ہوا کی پیروی کے ساتھ۔ خبردار تم میں سے جو شخص وہ زمانہ پائے وہ تونگری کی قدرت رکھتے ہوئے فقر پر اکتفا کرے۔ محبت پر قدرت رکھتے ہوئے کنارہ کشی اختیار کرے۔ عزت و غلبہ کی قدرت رکھتے ہوئے عجز و انکسار پر صبر کرے اور ان سب سے مقصد اس کا خدا کی رضا و تسلیم ہو۔"

ایک جگہ ارشاد فرمایا۔ "قیامت کے دن ایسے گروہ بھی ہوں گے کہ جن کے اعمال "تہامہ" کے پہاڑ کی برابری کریں گے۔ مگر ان کا ٹھکانہ آگ میں ہوگا۔ عرض کیا یا رسول اللہ۔ کیا وہ نمازی ہوں گے۔ فرمایا۔ ہاں وہ نمازی، روزہ دار، شب بیدار ہوں گے مگر دنیا کی کوئی شے اُن کو پیش کی گئی تو وہ اس کی طرف لپکتے ہوں گے۔"

Marfat.com

حدیث کے مضمون سے وعید وعتاب کی مقدار کو میرے بھائی سمجھیں۔ آیات، احادیث صرف اتنی ہی نہیں بلکہ بے شمار ہیں:

جوانمردا! یہ نہ سمجھ لیں کہ دنیا سے مراد درہم و دینار ہیں بلکہ دنیا سے مراد نفس کا لذاتِ دنیا سے آشنا ہونا ہے یعنی جس سے آپ کا نفس لذت گیر ہوگا۔ وہ آپ کی دنیا ہے۔ كُلُّ مَالَكَ فِيْهِ حَظٌّ قَبْلَ الْمَوْتِ فَهُوَ دُنْيَاكَ۔ اِلَّا مَا يَبْقٰى مَعَكَ بَعْدَ الْمَوْتِ۔ فَتَفَكَّرْ فِي ذَالِكَ يَا اَخِيْ وَاحْذَرِ الدُّنْيَا حَذَرَ الْغَنَمِ الاَسَدَ لِاَنَّهَا مَبْغُوْضَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَبْغُوْضَةُ اَنْبِيَائِهٖ وَلَا تَتَوَجَّهْ اِلَيْهَا اَلْبَتَّةَ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَلَا تَشْتَغِلْ بِهَا۔ وَلَوْ كَانَ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَفَوِّضْ اَمْرَكَ اِلَيْهِ

"موت سے پہلے جس چیز سے حظ ملتا ہے وہ تیری دنیا ہے۔ سوائے اس کے جو موت کے بعد بھی باقی رہے۔ اے بھائی اس کے بارے میں غور و فکر کر۔ دنیا سے ڈر جیسے بکریاں شیر سے ڈرتی ہیں۔ کیونکہ دنیا اللہ تعالیٰ اور انبیائے کرام کی ناپسندیدہ شے ہے۔ اس کی جانب ظاہری و باطنی توجہ و مشغولیت ہرگز نہ ہونا چاہیے کیونکہ ایک لحظہ کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ پر توکل رکھیں اور اپنا کام اس کے سپرد کر دیں۔"

ششم: رعونت۔ حُبِّ جاہ۔

اللہ کریم کا فرمان ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا

"وہ آخرت کا گھر ہے جو ہم ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو زمین میں نہ غلبہ کی خواہش اور نہ فساد کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے

حُبُّ الْمَالِ وَالْجَاهِ يُنْبِتَانِ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ۔

"مال و جاہ کی محبت دل میں نفاق اگاتی ہے جس طرح پانی سبزیات۔"

عزیز من!

رعونت اور حب جاہ دونوں خدا سے دوری کے سبب ہیں۔ کوئی چیز آپ کے لیے

گوشہ نشینی، خلوت اور اہلِ دنیا سے ترکِ محبت سے بہتر نہیں ہے تاکہ آپ کا دین سلامت رہے اور ایمان مضبوط ہو۔

ہفتم۔ حُبِّ مال وجاہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ "اے ایمان والو تمہارے مال اور اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔"

ایک جگہ ارشاد ہوا

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ "بے شک تمہارے مال اور اولاد آزمائش ہیں"۔

یہ بھی فرمایا:

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی۔ انسان تونگری میں خدا کی سرکشی کرتا ہے"۔

اور سورہ تکاثر میں فرمایا۔ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ۔ "مال کی کثرت نے تمہیں خدا سے بے خبر کر دیا"۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی امت میں بدترین کون ہے؟ فرمایا۔ مالدار۔ فرمایا۔

دَعِ الدُّنْیَا لِاَھْلِھَا۔ مَنْ اَخَذَ مِنَ الدُّنْیَا فَوْقَ مَا یَکْفِیْہِ اَخَذَتْہُ فَحَتْفُہٗ وَھُوَ لَا یَشْعُرُ "دنیا کو اس کے اہل لوگوں کے لیے چھوڑ دو جس شخص نے دنیا اپنی ضرورت سے زیادہ لی دنیا اُسے پکڑ لیتی ہے اور اُسے بیکار بنا دیتی ہے اور اسے شعور تک نہیں ہوتا"

عزیز من! مال دنیا کا حصہ ہے بلکہ اصلی رکن ہے۔ ہر آیت وحدیث جو دنیا کی مذمت میں آئی ہے وہ مال پر صادق آتی ہے۔ عقل مند شخص وہ ہے جو رسول کریمؐ اور ان کے صحابہ کا اتباع کرتے ہوئے جو بہتر ہے اُسے اختیار کرتا ہے۔ عقل وعلم کو کام میں لائیں۔ جو عمل خدا کے نزدیک لے جاتا ہے اُس کی کوشش کریں۔ اور اس کی معرفت حاصل کریں۔ اسی کو مونس سمجھیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور سعادت نہیں ورنہ

فَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا

"جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی بینائی سے محروم اور گمراہ ترین ہے۔"

Marfat.com

پرہیزگار۔

عزیز من! حرص و طمع کو دل سے کلی طور پر نکال دیں، دامن قناعت کو مضبوطی سے تھام لیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد باری ہے

وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَاَغْنٰی اَیْ اَغْنٰی بِالْقَنَاعَتِ عَلٰی یَسِیْرٍ مِّنَ الدُّنْیَا۔ "اور آپ کو تنگدست پایا تو مالدار بنا دیا یعنی قناعت کے سہارے سے مالدار بنا دیا اور بے نیاز کر دیا اُسی پر جو دنیا میں سے میسر ہوا۔"

اے دوست! دنیا سے اپنی ضرورت کے مطابق لینے پر ہی قناعت کرنا چاہیئے زیادہ لینے سے احتراز کریں کیونکہ یہی سنت مصطفےٰ اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔ صحابہ کرام نے بھی اس کی پیروی کی ہے۔ حضورؐ کے فقر کا حال ابتدا سے انتہا تک ہمیں معلوم ہے۔ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول کریمؐ کی وفات ہوئی تو ان کی زرہ کنبہ کے لیے ایک سیر جَو برائے خوراک مہیا کرنے کے سلسلے میں گروی تھی۔ چالیس دن گزر جاتے کہ آپ کے گھر سے چولہے سے دھواں نہ اُٹھتا۔ اکثر اوقات کھجور پر گزارہ کرتے۔ زیادہ تر سالن سرکہ اور نمک ہوتا۔ کبھی بھی پوری عمر میں سیر ہو کر کھانا نہ کھایا۔ کل کے لیے کوئی چیز بچا کر نہ رکھتے

نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَدَّخِرُ لِغَدٍ "ہم گروہ انبیاء کل کے لیے ذخیرہ نہیں کرتے"۔ عمر بھر لباس نہ رکھے۔ کپڑے بھی موٹے جھوٹے ہوتے۔

بخل کے بارے میں اس قدر وعید ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ "جو نفس کے بخل سے بچ گئے وہی کامیاب ہوئے۔" ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ۔

"اور نہ گمان کریں کہ وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے انہیں عطا کی ہے ان کے لیے بہتر ہوگی بلکہ وہ ان کے لیے بدتر ہے۔"

Marfat.com

پھر فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ

"وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اور خدا کے فضل سے دیئے ہوئے مال کو چھپاتے ہیں۔"

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَالشُّحَّ۔ فَاِنَّہٗ اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بَخِیْلٌ۔ "بخل سے بچو اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔ بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْبَخِیْلَ الْمَنَّانَ۔ "خداوند کریم کنجوس احسان دھرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔"

ایک اور جگہ سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

خَصْلَتَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ۔ "دو عادتیں مومن میں اکٹھی نہیں ہوتیں۔ کنجوسی، بداخلاقی"

ایک دعا میں فرمایا:

اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَسُوْءِ الْخُلُقِ۔ "اے اللہ میں بخل اور بُرے اخلاق سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔"

ارشاد نبوی یہ بھی ہے

اَلسَّخِیُّ الْجَھُوْلُ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْعَالِمِ الْبَخِیْلِ۔ "جاہل سخی، عالم کنجوس سے خدا کے ہاں پسندیدہ ہے۔"

بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ حضورؐ کے ارشاد کے مطابق کنجوس ظالم سے بدتر ہے بلکہ اللہ کے نزدیک کنجوس سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ حضورؐ نے بطور وعید فرمایا۔

لِعِزَّتِہٖ وَجَلَالِہٖ وَعَظَمَتِہٖ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ شَحِیْحٌ وَلَا بَخِیْلٌ۔ "رب قدیر کی عزت، جلال اور عظمت کی قسم کنجوس و بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

جواں مردا! سخاوت و کرم کو اپنا پیشہ بنا۔ کرم و احسان کا راستہ اختیار کر۔ فضول خرچی سے

Marfat.com

احتراز کرو۔ تبذیر (فضول خرچی) کا مطلب یہ ہے کہ ایک دام بھی رضائے حق کے علاوہ خرچ کریں تو تبذیر ہوگا اور اگر اس دنیا کی ہر چیز خدا کی رضا کے لیے خرچ کردیں تو وہ تبذیر نہ ہوگا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ سخاوت تمام مذاہب میں محمود (قابلِ تعریف) ہے اور بخیلی تمام ادیان میں مذموم (قابلِ مذمت) ہے۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے ہمیں اور آپ کو اس برائی سے محفوظ رکھے اور کرم و احسان کی توفیق عنایت فرمائے۔

ہشتم۔ کبر

اور یہ تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۔ "اس طرح اللہ تعالیٰ ہر کبر و جبر کرنے والے کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔"

بِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ "غرور کرنے والوں کا برا ٹھکانہ ہے۔"

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں فرمایا کہ یہ صفات صرف اسی کو زیب دیتی ہیں۔

اَلْعَظَمَةُ اِزَارِيْ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ فِيْهِمَا اَلْقَيْتُهٗ فِيْ جَهَنَّمَ۔ "عظمت میری پوشاک ہے۔ کبریائی میری چادر ہے۔ جو ان میں میرے ساتھ نزاع کرے گا اسے جہنم میں ڈالوں گا۔"

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ وَحَدُّ الْكِبْرِ اَنْ يَّرٰى نَفْسَهٗ فَوْقَ غَيْرِهٖ۔ "جس کے دل میں ذرہ برابر کبر ہوا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اور کبر کی حد یہ ہے کہ اپنے نفس کو دوسرے پر فائق سمجھے۔"

عزیز من! خداوند کریم مجھے اور آپ کو کبر سے محفوظ رکھے۔ کوئی چیز انکسار، تواضع، بشاشت اور خوش خوئی سے بہتر نہیں۔ کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بہترین اخلاق تواضع ہے۔ فرمایا

مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ "جس نے اللہ کے لیے عجز اختیار کیا۔ اللہ نے اسے بلند کیا۔" پھر فرمایا:

طُوْبیٰ لِمَنْ تَوَاضَعَ فِیْ غَیْرِ مَسْکَنَةٍ "مسکینی کے نہ ہوتے ہوئے جس نے تواضع کی اُسے مبارک ہو۔"

حضرت عیسیٰ ؑ کا قول ہے۔ دنیا میں تواضع کرنے والوں کو خوش خبری ہے کہ وہ آخرت میں صاحبانِ منبر ہوں گے۔ اخبار و آثار اس موضوع پر بھی بے شمار ہیں۔ عقلی و نقلی اعتبار سے سارے مذاہب اور جملہ ادیان میں تواضع محمود اور تکبر مذموم ہے۔ عقل مند پر پوشیدہ نہیں کہ اچھی بات کو اختیار کرے اور بُری بات سے اجتناب کرے۔ اللہ کریم توفیق دینے والے ہیں۔

نہم۔ عُجب (خود پسندی)

فرمایا:

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ "اور حنین کے دن جب تمہاری کثرتِ تعداد نے تمہیں خود پسندی میں ڈال دیا۔"

ایک جگہ پر ارشاد ہوا

يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا "اور وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم بہتر مخلوق ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ "تین چیزیں تباہ کن ہیں۔ بخیلی کو پیشوا بنانا، حرص کی پیروی کرنا اور انسان کا اپنے نفس کے بارے میں خود پسندی میں مبتلا ہونا۔"

ابن مسعود روایت کرتے ہیں۔ ہلاکت دو چیزوں میں ہے مایوسی اور خود پسندی اے دوست! خود پسندی ہر طرح مذموم ہے۔ نیک اعمال اس بیماری سے ضائع ہوتے ہیں۔ عُجب کی حد یہ ہے کہ آپ کو اپنی ذات اور کام پر نظر رہتی ہے اور غرور پیدا ہوتا ہے اس لیے ہر وقت نفس کی نگرانی ضروری ہے اپنے نفس اور کام سے صرف نظر نہ کریں کیونکہ انجام کار معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والے ہیں۔

دھم۔ ریا و غرور۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

Marfat.com

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ اَلَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ۔ "ہلاکت ہے اُن نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز روزے سے بے خبر ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں۔"

ایک مقام پر ارشاد ہوا۔

غَرَّتْكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا۔ "تمہیں دنیا کی زندگی نے مغرور بنا دیا۔"

وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ۔ "اور نہ مغرور بنائیں اللہ کے ساتھ غرور۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مجھے اندیشہ ہے کہ ایک چیز جس سے میں ڈرتا ہوں تم اُسے بہت چھوٹا خیال کرتے ہو" صحابہ نے عرض کیا۔ وہ کیا ہے یا رسول اللہؐ؟ آپؐ نے فرمایا "ریا" اور پھر فرمایا "ریاکار ملعون ہے"۔

اے دوست اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کو پاکیزہ بنائے۔ ریا اور غرور چار قسم کا ہے

۱۔ علماء کا ۲۔ عام بندوں کا

۳۔ اہلِ تصوف کا ۴۔ اہل دنیا کا

ان چاروں کے درجات اور مرتبے ہیں۔ اہل سلوک کی کتابوں میں ان کا ذکر ہے۔ ان صحیفوں میں اختصار کے ساتھ پیش کیا جاسکتا ہے۔

اے برادر! خدا تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے اور حضرت شیخ کی اعانت سے ان بیماریوں کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ شفائے عاجل نصیب فرمائے۔ میری عادات کی بنیاد یہی ہیں۔ جو کہ میں نے عرض کر دیں۔ مگر ان کی فروعات بھی پیش نظر رہیں۔ ان پر پوری طرح حاوی ہوں۔ ان میں سے ہر ایک سے احتراز واجتناب لازم سمجھیں۔ اپنے ظاہر و باطن کو نیکیوں کے زیور سے آراستہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرنے والے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔

Marfat.com

انیسواں صحیفہ

اخلاقِ محمودہ کے بارے میں

میرے دوست! اللہ آپ کو ہمیشہ نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔
آپ کو اخلاق مذمومہ (بُرے) کے اصول و فروع معلوم ہو چکے ہیں اب میں آپ کو اچھے اور پسندیدہ اخلاق کے اصول و فروع سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ اخلاق حمیدہ کے اصول آپ کو تفصیل سے بیان کروں گا۔ اخلاق محمودہ کے اصول و فروع اس طرح ہیں۔
علم۔ حلم۔ تواضع۔ عفت۔ قناعت۔ زُہد۔ ورع۔ تقوٰی۔ حسنِ انبساط، حسنِ ہیئت۔ حیا۔ ظرافت۔ لطافت۔ مساعدت۔ شجاعت، دیانت، عفو، تحمل، ثبات، دلیری، شفقت، شرافت، کرم، احسان، ضبط۔ صبر۔ وقار، حسنِ معاملہ، غیب و حضور، ہر دو میں خیر خواہی۔ صدق۔ صفا۔ محبت۔ رضا، تمام امورِ شرعیہ کی اطاعت یہ عام صفاتِ حمیدہ ہیں جن کی بنیا درج ذیل دس امور پر ہے۔ ان کا ذکر تفصیلاً عرض ہے۔

ا۔ توبہ

اَلتَّوْبَةُ هِيَ النَّدَامَةُ وَنَدَامَةُ الْقَلْبِ "توبہ احساسِ ندامت اور دلی دکھ کے اظہار کا نام ہے"
ارشاد باری ہے۔
وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ۔ "اور اے مومنو! اللہ کی طرف رجوع کرو۔"

اور فرمایا:
یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا "اے ایمان والو اللہ کی طرف کامل رجوع کرو"۔
نصوح سے مراد۔ اللہ کے لیے تمام آلودگیوں سے پاک ہونا اور یہ "نصح" سے لیا گیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا۔
اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ "بے شک اللہ رجوع کرنے والے کو پسند کرتے ہیں"۔
حضور علیہ السلام نے فرمایا۔
اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ "گناہ سے توبہ کرنے والا یوں ہے جیسے وہ گناہگار نہیں"۔
جواں مردا! چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ ضروری ہے کیونکہ سالکین کی ابتدا توبہ سے ہے۔ ارادت مندوں کی نیک بختی کے دروازے کی کنجی توبہ ہے توبہ تمام اطاعتوں کی سردار ہے عبادت کے ارکان کا رکن اعلیٰ ہے۔ بغیر توبہ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ توبہ دل کی پاکیزگی ہے، گناہ نجاست کی مانند ہیں۔

میرے بھائی توبہ سے مراد دل کی توبہ ہے۔ زبان کی توبہ نہیں صغیرہ گناہوں پر توبہ پر استقامت کبیرہ گناہوں کی نسبت اہم ہے۔ صغیرہ گناہوں پر اصرار بھی گناہ کبیرہ ہے کیونکہ صغیرہ گناہوں کا تواتر دل کی سیاہی میں تاثیر عظیم رکھتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ دل آئینے کی مانند ہیں۔ نیکیاں زنگ دور کرنے والے آلات ہیں اور برائیاں زنگ کی طرح ہیں۔ اگر نیکیاں ہمیشہ ہوتی رہیں تو بلاشبہ دل کی روشنی میں اضافہ کا سبب بنتی ہیں۔ لہٰذا دل قوی ہو جاتا ہے۔ اگر گناہ سرزد ہوتے رہیں تو اسی مقدار سے سیاہ نقطے اس کے دل پر ظاہر ہوتے ہیں اور اس کے نور کو کم کرتے ہیں۔ خواہ اسے توبہ کے صیقل سے صاف بھی کرتا رہے۔ لیکن وہ ایسا کھلا نقصان ہوتا ہے کہ جس کی تلافی ممکن نہیں ہوتی۔ "دوام حسنات" روشنی بڑھانے کا سبب ہے اور گناہ پر مداومت تاریکی کی افزائش کا موجب اس لیے جتنا عرصہ میں تاریکی پیدا ہوئی اتنی قدر عرصہ اس کے ازالے میں صرف ہوگا۔

Marfat.com

اور یہ عرصہ پھر نصیب نہ ہوگا۔ اس عرصے میں جو روشنی میں اضافہ بوجہ خیرات ہونا تھا انسان اس سے محروم رہا۔ یہی کھلا نقصان ہے۔ اگر آپ عقلمند ہیں بار خدا فرمائیں۔ اور اپنے اوقات کو غنیمت سمجھیں ؎

نصیحت ہمیں است جان برادر — کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

"نصیحت یہی ہے میرے بھائی! کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے اوقات ضائع نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والے ہیں۔"

دوم۔ خوف

قال اللہ تعالیٰ

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ۔ "بے شک اللہ کے اہلِ علم بندے ہی اس سے ڈرتے ہیں۔"

لَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ۔ "ان (مخالفین) سے نہ ڈرو مجھی سے ڈرو۔"

خوف ایمان کی شرائط میں سے ہے۔ ارشادِ باری ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ۔ "اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اپنے رب سے ڈرنے والوں کا یہی انعام ہے۔"

فرمان مصطفوی ﷺ ہے۔

رَاْسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللّٰہِ۔ "حکمت کی انتہا اللہ کا خوف ہے۔"

فرمایا

مَنْ خَافَ اللّٰہَ خَافَہٗ کُلُّ شَیْءٍ وَمَنْ خَافَ غَیْرَ اللّٰہِ خَوَّفَہُ اللّٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ

"جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے ہر شے اس سے ڈرتی ہے۔ جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اللہ ہر شے کا خوف اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔"

عزیزِ من!

خوف کی حقیقت یہ ہے کہ آپ حق تعالیٰ کو ہمیشہ حاظر و ناظر سمجھیں اور شرم کریں آپ تمام گناہوں کے وجود پر عمر دہ ہو۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سنیں

Marfat.com

ارشاد فرماتے ہیں :

اَنَا اُخَوِّفُکُمُ اللّٰہَ ۔ "میں تمہیں اللہ کا خوف دلاتا ہوں۔"

جتنا ذات و صفات کی معرفت زیادہ ہوگی خوف زیادہ ہوگا۔ خوف ایمان کا رکن ہے۔

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ۔ "ایمان خوف و امید کے درمیان ہے۔"

خوف کے بغیر ایمان کا وجود ممکن نہیں۔ خوف ہمیشہ رہنا چاہیئے تاکہ ایمان ہمیشہ رہے۔

سوم ۔ زُہد

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖ اَزْوَاجًا مِّنْہُمْ زَہْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا "آپ کی نظریں اُس چیز کی طرف نہ اُٹھیں جس سے ہم نے لوگوں میں سے بعض کو متاع اندوز کیا ہے وہ نمودِ دنیوی شان و شوکت ہے۔"

ارشاد ہوا :

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَۃِ نَزِدْ لَہٗ فِیْ حَرْثِہٖ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْہَا وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِیْبٍ ۔ جو آخرت کی کھیتی کی خواہش رکھتا ہے تو ہم اس کے لیے اضافہ کرتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہے تو اُس میں سے اُسے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے "زُہد کیا ہے؟ بے وفا دنیا سے کنارہ کشی ہمیشہ کے گھر یعنی جنت کی طرف رجوع اور موت کے آنے سے پہلے اُس کی تیاری"۔ ارشاد فرمایا

مَنْ زَھَدَ فِی الدُّنْیَا اَدْخَلَ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فِیْ قَلْبِہٖ وَاَنْطَقَ بِہَا لِسَانَہٗ وَعَرَّفَہٗ دَاءَ الدُّنْیَا وَدَوَاءَھَا وَاَخْرَجَہٗ مِنْہَا سَالِمًا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ ۔

"جو دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے دل میں حکمت داخل فرما دیتے ہیں اور اُس کی زبان پر حکمت کی گفتگو ہوتی ہے۔ دنیا کی بیماریاں اور اُن کا علاج سکھا دیتے ہیں اور دنیا سے سلامتی کے ساتھ نکال کر جنت یعنی سلامتی کے گھر میں پہنچاتے ہیں۔"

ایک مقام پر ارشاد فرمایا :

Marfat.com

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ خَیْرًا زَھَّدَہُ فِی الدُّنْیَا وَرَغَّبَہُ فِی الْاٰخِرَۃِ ۔ وَبَصَّرَہُ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ "جب اللہ کریم کسی قوم سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دنیا میں زہد، آخرت کی طرف میلان اور اپنے نفس کی خامیوں پر آگاہی دیتے ہیں۔ پھر فرمایا

"دنیا میں زہد اختیار کرو اللہ تمہیں پسند فرمائیں گے"

میرے بھائی۔ زہد دنیا کی نجاست سے دل کا پاک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ پاک لوگوں کو پسند کرتے ہیں۔ میرے نزدیک زہد کے تین مرتبے ہیں۔

اوّل۔ دنیا میں زہد۔ اور یہ بھی تین اقسام پر مشتمل ہے۔ ایک یہ کہ بظاہر تارک ہو اور باطن میں سائل۔ اسس کو "متزہد" کہیں گے۔ ایسا شخص خدا کا مغضوب ہوتا ہے۔

دوسرے وہ جو ظاہر و باطن میں تارک دنیا ہو۔ اور اُسے ترک دنیا کا احساس ہو اور سمجھتا ہو کہ میں تارک دنیا ہوں اُسے "ناقص" کہیں گے۔

تیسرے وہ شخص جس کے ہاں دنیا کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں کہ اُسے احساس ہو کہ میں ایک چیز کا تارک ہو۔ وہ شخص دنیا کے ترک میں کامل ہے لیکن یہ ترک آخرت کی نعمتوں کی خاطر ہے۔ دوسرے مرتبے میں دنیا و آخرت کا ترک اپنی ذات کے لیے کرتا ہے یعنی وہ مولا تعالیٰ کو اپنے لیے طلب کرتا ہے۔ اس صورت میں اس کی طلب اپنی ذات کے لیے ہوگی۔ یہ مرتبہ میں کمال "نارسیدہ" ہے۔

تیسرا مرتبہ دنیا و آخرت و خود اپنی ذات کے ترک کرنے والے کا ہے۔ یعنی اس کی نظر کلی طور پر اپنے آقا جل مجدہٗ پر ہوتی ہے۔ "خود و غیر خود" سے مطلقاً بے خبر ہوتا ہے۔ اپنا سب کچھ اپنے مولیٰ کی حوالے کر دیتا ہے اپنی ذات کو بھی صرف اُسی کے لیے چاہتا ہے۔ بلکہ طلب و ناطلب سے بھی بے خبر ہے۔ ایسا شخص کمالِ اکمل پر فائز ہے۔

وَلِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا

"ہر شخص کے لیے اُس کے اعمال کے مطابق درجات ہیں۔

چہارم۔ صبر

قال اللہ تعالیٰ

وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ "اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

عزیز من! مقام "معیت" بہت بلند ہے۔ سوائے صبر کی سیڑھی کے اس تک پہنچنا مشکل ہے۔ ان ہی کے بارے میں ارشاد ہوا
اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔
"ان لوگوں پہ خدا کی طرف سے آفرین اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"
ایک مقام پر ارشاد ہوا:
وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ "ہم صبر کرنے والوں کو حساب کے بغیر اجر دیں گے۔"

حضور کا ارشاد ہے۔ "صبر نصف ایمان ہے۔" اور فرمایا "یقین اور عزیمت صبر جیسے عطا ہوا اس سے بڑھ کر کوئی افضل نہیں اُس کا قیام شب اور صیام روز کبھی قضا نہ ہوگا۔" پھر فرمایا۔ "صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔"

میرے عزیز صبر کے چھ مرتبے ہیں۔
مرتبہ اول: معاصی و گناہ سے صبر
مرتبہ دوم: مناجات (حلال چیزیں) سے صبر
مرتبہ سوم: لذاتِ نفس سے صبر
مرتبہ چہارم: عبادت و اطاعت پر صبر
مرتبہ پنجم: مصیبتوں اور تکلیفوں میں صبر
مرتبہ ششم: صبر سے صبر

اور اس کے بارے میں معلوم ہے کہ کیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ آپ کو معلوم ہی نہ ہو کہ آپ صابر ہیں۔ کس بات پہ آپ نے صبر کیا ہے۔ ہر حال میں خوش دل و شاد باش ہوں اور اللہ ہی توفیق دینے والے ہیں۔

پنجم۔ شکر: قال اللہ تعالیٰ: وَاشْکُرُوْا لِلّٰهِ وَلَا تَکْفُرُوْنِ۔ وَاشْکُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ

Marfat.com

تَعْبُدُوْنَ۔ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اللہ کا شکر ادا کرو اور انکار نہ کرو۔ نیز فرمایا اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔"

شکر گزار بندوں کے لیے فرمایا:

سَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ۔ "ہم جلد شکر گزار لوگوں کو بدلہ دیں گے۔"

ایک جگہ یوں خوشخبری دی۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ۔ "اگر تم شکر کرو گے تو ہم نعمتوں میں مزید اضافہ کریں گے۔"

اے دوست! شکر بلند مقامات میں سے ہے کیونکہ شکر کا دائرۂ کار دنیا و آخرت تک وسیع ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ "اور آخرت میں بھی ان کی آواز یہ ہے کہ پروردگار عالمین کے لیے سب حمد ہیں۔"

نیز شکر بندگی صفت میں سے ایک صفت ہے۔

عزیز من! شکر یہی نہیں کہ محض زبان سے کہے بلکہ آپ کے ظاہر و باطن کے لیے ہر حال میں ہر نعمت پر جو شکر واجب ہے۔ چنانچہ آنکھ کا شکر یہ ہے کہ ناقابل نظارہ چیز نہ دیکھے۔ کان ناقابل سماعت چیز نہ سنے۔ زبان ناشائستہ بات نہ کرے۔ اسی طرح تمام اعضائے شریعت کے راستے پر استقامت دکھائیں۔ عبادت خداوندی میں اپنی انتہائی کوشش کریں۔ اپنی جان۔ مال۔ فرزند و مقام رضائے حق کے لیے وقف کردیں۔ مگر دل کا شکر یہ ہے کہ پلک جھپکنے کے وقفے کے لیے بھی بغیر حق تعالیٰ مشغول نہ ہوں۔ اہل کمال کا شکر تو مصیبتوں آزمائشوں میں ہوتا ہے۔ جتنا غموں، تکلیفوں سے پریشان ہوتے ہیں راضی بہ خوشی رہتے ہیں۔ یہاں پر بھی ایک ایسا گروہ اللہ کے بندوں کا ہے کہ نہ انہیں غم کی خبر اور نہ انہیں خوشی کا علم۔ وہ غم و شادی، رنج و راحت سے فارغ ہیں۔

چوں گشت کسے ز خویش معدوم
پس از غم و راحتش چہ معلوم

Marfat.com

"جب کوئی شخص اپنی ذات ہی کی فنا کر چکا اُسے اپنے غم و راحت کی کیا خبر؟"

ششم ۔ اخلاص

ارشادِ ربانی ہے

وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ ۔ "اور اُن کو اللہ کی عبادتِ خالص ہی کا حکم دیا گیا ہے۔"

قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ۔ "اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ کھڑے رہو۔"

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ "دینِ خالص اللہ ہی کے لیے ہے۔"

اور ایک جگہ فرمایا

وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ ۔ "اللہ ہی کے لیے دین کو خالص بنائیں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حدیثِ قدسی ارشاد فرمائی "اخلاص میرا راز ہے۔ میں اپنے بندوں میں سے جسے پیار کرتا ہوں اُس کے دل پر یہ اسرار منکشف کرتا ہوں۔" ان ارشادات سے اخلاص کا حکم دیا ہے۔ اس کا نتیجہ اطاعت کا مقبول ہونا ہے۔ اخلاص کی تعریف یہ ہے۔ اخلاص خدائے واحد کے لیے تنہا ہو جانے کا نام ہے اور یہ بات بہت سارے کاموں میں مصروفیت کی ضد ہے۔

فرمایا:

فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا

"جو شخص دیدارِ الٰہی کا امیدوار ہے اُسے نیک عمل کرنا چاہیے اور ربِّ اَحد کی عبادت میں غیر کی شرکت نہ کرنا چاہیے۔"

کمالِ اخلاص صدق ہے۔ کیونکہ صدق اخلاق کا اعلیٰ مقام ہے اس بارے میں گزشتہ صحیفے میں ذکر ہوا ہے۔

ہفتم ۔ توکل

وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْا ۔ "یعنی اللہ کے سوا کسی پر توکل نہ کرو۔"

Marfat.com

بلاشبہ اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔ فرمایا:
مَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ "جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہے"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ التَّوَکُّلِ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یَرْزُقُ الطَّیْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔ "اگر تم اللہ پر یوں توکل کرو جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو وہ نہیں ایسے رزق پہنچائیں گے جیسا کہ پرندوں کو وہ خالی پیٹ صبح اٹھتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ سوتے ہیں"۔

جواں مردا! اہلِ ظواہر اس حدیث کو عام پرندے پر قیاس کرتے ہیں کیونکہ عام پرندے ہر صبح اپنے آشیانے سے باہر نکلتے ہیں اور کھانے دانے کی تلاش و طلب میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اس میں کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے توکل کا اس معاملے میں اثر نہ ہوگا۔ ایک شب اس حدیث کا "بھید" ایک واقفِ حال سے بذریعہ کشف معلوم کیا۔ میری جان اس پر فدا ہو۔ اس نے فرمایا۔ اس "طیر" سے مراد کوّے کا بچہ ہے کیونکہ جب کوّے کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ سرخ رنگ کا گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے نر و مادہ دونوں اس سے بھاگ جاتے ہیں اس کے گرد نہیں پھرتے۔ حق تعالیٰ اپنے کرم سے مچھر کو حکم دیتا ہے کہ اس بچے کے منہ میں چلا جائے۔ اس کا منہ کھلا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا "پوٹا" پُر ہو جاتا ہے۔ پھر منہ بند ہوتا ہے اور مچھروں کے داخل ہونے کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ جب اس کے پَر نکل کر سیاہی مائل ہو جاتے ہیں تو اس کے ماں باپ اس کے پاس آتے ہیں اور پھر اس کی تربیت کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا:
مَنِ انْقَطَعَ اِلَی اللّٰہِ کَفَاہُ اللّٰہُ کُلَّ مَؤُنَتِہٖ وَرَزَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔
"جو غیر سے منقطع ہو کر اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درد

Marfat.com

اور دکھ ہیں اُس کے لیے کافی ہوگا اور غیر متوقع ذرائع سے اُسے رزق عنایت کرے گا۔"
توکل کے تین رکن ہیں۔

رکنِ اوّل۔ معرفتِ باری تعالیٰ، کیونکہ جب تک آپ کو یہ علم نہ ہو کہ
لَافَاعِلَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَامَوْجُوْدَ سِوَی اللّٰہ "اللہ کے سوا کوئی فاعل حقیقی نہیں اور
حقیقی نہیں"
کبھی توکل درست نہ ہوگا اور یہی توحید ہے۔

رکن دوم: تفویض۔ ہر کام خدا کے سپرد کر دینا۔

رکن سوم: "ثقہ" ہے۔ یعنی دل کا اطمینان۔ یہ اُس وقت تک میسّر نہیں آتا جب تک ظاہری و باطنی طور پر ماسوی اللہ سے قطع نظر نہ کر لی جائے۔ اسی پر توکل پورا ہوتا ہے
اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے توکل حقیقی سے آپ کو اور مجھے بہرہ ور فرمائے۔

ہشتم۔ محبّت۔

عزیزِ من! اس مقام کے بارے میں میں خود کیا لکھوں؟ اور کیا اختیار کروں۔

حدیثِ عشق بگفتار درنمی گنجد — بیانِ شوق باختیار درنمی گنجد
حدیثِ بے خبری وقصۂ مستی — بسمعِ مردمِ ہشیار درنمی گنجد

"محبت کی بات گفتگو میں نہیں سماتی۔ بیانِ شوق اختیار میں نہیں آتا۔ بے خبری کی بات اور مستی کا قصہ ہشیار لوگوں کی سماعت میں نہیں آسکتا۔"

ارشاد ہے:
یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ۔ "وہ انہیں پسند کرتا ہے اور وہ اُسے پسند کرتے ہیں۔"
اور فرمایا۔
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ "اور ایمان والے اللہ کی محبت میں مضبوط ترین ہیں۔"
یہ خبر ہے عشق سے اور عشق سے مراد محبت کی افراط ہے۔ شدتِ محبت سے مراد افراط ہی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حدیث قدسی میں فرمایا

Marfat.com

إِذَا كَانَ الْغَالِبُ عَلَىٰ عَبْدِي الْاِشْتِغَالَ جَعَلْتُ هِمَّتَهُ وَ إِرَادَتَهُ فِي ذِكْرِي فَإِذَا عَشَقَنِي عَشَقْتُهُ ۔ "جب میرے بندے پر میرا شغل غالب آجاتا ہے تو میں اُس کی ہمت و ارادہ اپنی یاد میں لگا دیتا ہوں پس جب وہ مجھ سے عشق کرنے لگ جاتا ہے تو میں بھی اُسے شدت سے چاہنے لگ جاتا ہوں۔"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ ۔ "جو دیدار الٰہی کی محبت رکھتا ہے، خداوند کریم اُسے دیکھنا پسند کرتے ہیں۔"

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "جو اللہ کا عرفان حاصل کر لیتا ہے اُس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے اور عارف اللہ کے سوا کسی سے محبت نہیں کرتا۔ اللہ جل مجدہ نے اگلی کتابوں میں اپنی محبت کی علامت بیان فرمائی کہ میری محبت میں دل میری طرف مبذول ہو جاتا ہے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے میری یاد کثرت سے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا۔ اے داؤد۔ میں نے یہ بات دل پر حرام کر دی ہے کہ اس میں میری اور کسی اور کی محبت بیک وقت داخل ہوں۔ اسی لیے قرآن کریم میں آیا ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ ۔ "اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔"

حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں:

"رب فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندے کے دل میں جھانکتا ہوں اور دنیا کی محبت سے خالی پاتا ہوں تو اُسے اپنی محبت سے بھر دیتا ہوں"

اس بارے میں احادیث و آثار بہت ہیں۔ محبت ایک عالی ترین مقام ہے۔ منازل سلوک میں اس کا بڑا مرتبہ ہے۔ جو مقامات اس سے قبل ہیں وہ سارے اس کے مقدمات ہیں اور جو بعد میں ہیں وہ اس کے لاحقے اور تتمے۔ یعنی محبت کا مقام بنیادی ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ محبت کا مستحق حقیقتاً خدا ہے اُس کے سوا کوئی اور

نہیں، غیر خدا کے لیے محبت کا وجود وہم وخیال ہے۔ مگر انبیاء ورسل اور اولیائے کرام کے ساتھ خدا کے لیے محبت جائز ہے بلا شبہ دوست کا دوست دوست ہوتا ہے۔

حضورؐ فرماتے ہیں جو لوگ تجھ سے (خدا سے) محبت کرتے ہیں ہم اُن سے محبت کرتے ہیں اور تیری مخلوق میں جو تیرے خلاف ہیں ہم اُن سے عداوت رکھتے ہیں۔

در ہر چہ بنگرم ہمہ در چشم من توئی
خواہم بدیدہ جملہ جہاں را فرو برم

"جسے دیکھتا ہوں میری نظر میں تو ہی ہوتا ہے اس لیے جی چاہتا ہے کہ سارے جہان کو آنکھوں کی راہ دل میں اتار لوں۔"

اس مقام کی کیفیت جتنی بیان کروں اتنی ہی بات لمبی ہو جائے گی قلم کی باگ روکتا ہوں چند باتیں اختصار کے ساتھ اپنے بھائی کے فہم کے مطابق تحریر کرتا ہوں حقیقت میں اس باب کا علم عقل ودل کے لیے بہت مشکل ہے۔ خود عقل کو اس میں مجال دخل نہیں۔ قلم وزبان تحریر وتقریر سے عاجز ہیں۔

کہ گفت من خبرے دارم از حقیقت عشق
دروغ گفت گر از خویشتن خبر دارد

"کون کہتا ہے کہ میں حقیقت عشق کی خبر رکھتا ہوں۔ اس نے جھوٹ کہا۔ اگر اسے اپنی خبر ہے تو وہ جو عارف ہے خدا کا محب ہے اور جو محب ہے اور عارف اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔"

عزیزا!

اس مقام کے بہت مراتب ودرجات ہیں سب لوگ اگر چاہیں تو نہ لکھ سکیں۔
وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ۔

"اگر زمین کے سارے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی اور اس کے بعد سات سمندر بھی ہوں تو کلمات الٰہی کا تذکرہ نہ کر سکیں۔"

مگر آپ کی سمجھ سے قریب تر چند مرتبے اور درجے تحریر کیے جاتے ہیں۔
محبت کے دس مرتبے اور پچاس درجے حسبِ ذیل ہیں۔ اسی کی تفصیل ہم بیان کرتے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مرتبہ اوّل۔ الفت

وَھِیَ الْمَیْلَانُ الْقَلْبِ اِلَی الْمَاْلُوْفِ۔ "مالوف (جس سے الفت کی جائے) کی جانب دل کا میلان۔"

اس کے پانچ درجے ہیں۔

درجہ اوّل۔ مالوف کے افعال وصنائع پر نظر

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔

"بے شک آسمان و زمین کی تخلیق۔ دن رات کے ادل بدل، سمندر میں چلنے والی کشتی جس سے خلقِ خدا فائدہ اٹھاتی ہے۔ ہواؤں کا رخ بدلنا۔ آسمان و زمین میں بادل کی تسخیر اہلِ عقل کے لیے اس میں زبردست نشانیاں ہیں۔"

وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ اٰیَۃٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

"ہر شے میں اس امر کی آیات ہیں جو خدائے تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں۔"

یہ اس طرح ہے کہ جیسے کوئی شخص کسی صاحبِ جمال کی بعض صفات کسی کے سامنے بیان کرے اور اس طرح اس کی محبت اس شخص کے دل میں تحریک پیدا کرے اور اس کی طلب پیدا کر دے۔

بیت ۔ حدیثِ حسنِ او تا کہ فرو خواندند در گوشم
درآمد عشق یکبارہ ببرد از عقل واز ہوشم

"اس کے حسن کی بات جب سے میرے کان میں پڑی تو فوراً عشق وارد ہو گیا۔ اور عقل و ہوش اڑا لے گیا"

درجہ دوم : میلان کا خفیہ رکھنا اور مشقت کو برداشت کرنا۔ یہاں الفت کرنے والے بے چارے کو اپنی ساری تکلیفیں، محنتیں، کوششیں چھپانی پڑتی ہیں اور اپنے حالات کو خفیہ رکھنا ہوتا ہے۔ اگرچہ رخ زرد اور چشم تر (عشاق کی نشانیاں) ظاہر ہوں۔

سَيَبْقَى لَهَا فِي مُضْمَرِ الْقَلْبِ وَالْحَشَا
سَرِيرَةُ سِرٍّ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ

"محبوب کے راز اس دن تک جب تک کہ رازوں کی آزمائش ہو گی دل کی گہرائیوں میں مضمر رہیں گے۔"

بیت : ہر چند می دارم نہاں در سینہ سرِ تو چو جاں
لیکن ہمی گردد عیاں از چشم و از رخسارہ ام

"اگرچہ تیرا بھید جان کی طرح سینہ میں نہاں ہے لیکن میرے چشم و رخسار سے ظاہر ہونے کا اندیشہ ہے۔"

درجہ سوم ۔ تمنار

عزیز من ! اس مقام پر قربت اور آرزوئے دیدار کرنے ہیں ۔

بیت ۔ ہزاراں سر درانجا پائے مال است
نظر در دے درین جا خود محال است

"ہزاروں راز وہاں پامال ہیں اس پر نظر اس مقام پر محال ہے ۔

اس مقام میں جان کی فکر نہیں ہوتی ۔ نہ ہی ہلاکت سے دریغ ۔ انسان کہتا ہے جو کچھ ہوتا ہے ہوتا رہے ۔ دل جان سے بے نیاز اور جان گھر سے بے پرواہ ۔

میری جان! اگرچہ وصول دیدار نا ممکن ہے پھر بھی آرزوئے دیدار میں مرنا خوش تر ہے

Marfat.com

بیت : اگر فرہاد را حاصل نشد پیوند با شیریں
ہم آخر جانِ شیریں بش برآمد در تمنائش

"اگر فرہاد کو شیریں سے وصال نصیب نہ ہوا تاہم اس کی تمنا میں جانِ شیریں تو نکلی"

درجہ چہارم : اخبار استخبار (خبر دینا اور خبر لینا) اس مقام میں محبت کرنے والا یہ چاہتا ہے کہ محبوب کو اپنے حال کی خبر دے اور اس کی خبر حاصل کرے۔ ازراہ جنون کبھی بادِ صبا کو رازدار بناتا ہے اور کبھی بادِ نسیم سے جواب کرتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ

بیت : محمود دراں کوئے صبا بار نیابد
برباد شد آں قصہ کہ بر بادِ صبا شد

"محمود اس گلی میں بادِ صبا کو جانے کی اجازت نہیں اس لیے بادِ صبا کے سپرد کیے جانے والا معاملہ بے حاصل رہے گا"

عزیز من! درج ذیل شعر میرے شیخ مخدوم (حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی) خدا ان کے فیوض سے ہمیں بہرہ اندوز کرے، کا ہے۔

٥ كَفٰى حُزْنًا اِنِّىْ مُقِيْمٌ بِبَلْدَةٍ
وَاَنْتَ بِاُخْرٰى مَا اِلَيْكَ وُصُوْلُ
وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ مُرْسَلٌ
فَرِيْحُ الصَّبَا مِنِّىْ اِلَيْكَ رَسُوْلُ

"بہت غم کی بات ہے میں ایک شہر میں مقیم ہوں اور تو دوسرے میں جہاں تک میرا پہنچنا مشکل ہے۔ اگر تیرے اور میرے درمیان قاصد کی آمد و رفت ناممکن ہو تو بادِ صبا میری طرف سے آپ کے لیے پیامبر ہو گی۔"

درجہ پنجم۔ "تضرع" عجز و نیاز سے فریاد کرنا)
اس مقام پہ محبت کرنے والا تضرع اور زاری محبوب کے پیش کرتا ہے۔ عجز و انکسار کی زبان میں خدا کے حضور دعائیں کرتا ہے۔ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں :

"ایک دفعہ مجھے "خلوت" کی تلاش میں پہاڑ کی چوٹی پر جانا پڑا۔ ایک غم انگیز آواز میرے کانوں میں آئی۔ آواز کی طرف میں نے قدم اٹھائے۔ کیا دیکھتا ہوں ایک حیران زمین پر سجدہ ریز دل برباد کیے عجز و الحاح سے فریاد کر رہا تھا۔

"میرے معبود۔ میرے مالک۔ میرے آقا۔ آوازیں بیٹھ گئیں۔ تعبیریں ڈوب گئیں۔ دل اور ضمیر نے تعریف کی۔ اختلاف زبان کے باوجود زبان نے گفتگو کی۔ تنہائی کے اوقات میں اور سب تجھے پکارتے اور تیرے ساتھ ہر حال میں رازدارانہ گفتگو کرتے ہیں۔ مگر میرے اللہ! میری زبان گنگی، میرا جسم مریض۔ میں یہاں تیرے حضور دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر پیشانی رگڑ رہا ہوں۔ جسم و جان کی کنجیاں تیرے سامنے رکھ دی ہیں۔ کلیتہً اپنے آپ کو تیرے سپرد کر رہا ہے۔ پھر اگر تو میرا نہیں بنتا تو میرا کون ہے؟"

مجھ پر اس حال و گفتگو نے بڑا اثر کیا۔ ایسا ذوق مجھے کسی خلوت میں نصیب نہیں ہوا۔

ابیات :

مرا تو غایتِ مقصودی از جہاں اے دوست
ہزار جانِ گرامی فدائے تاں اے دوست
گرم تو در نکشائی کجا توانم رفت
بر آستانِ کہ میرم بر کسیاں اے دوست
دلے شکستہ و جانے نہادہ بر کف دست
بگو بیارہ بگویم بگیر ہاں اے دوست
تنم بہ پوسد و جانم بزیر خاک شود
ہنوز مہر تو باشد در استخواں اے دوست

"اے محبوب! دنیا میں تُو ہی میرا منتہائے مقصود ہے۔ میری ہزار جانیں تجھ پر قربان۔ اگر تُو ہی شرف باریابی عطا نہ کرے گا تو میں کس کے آستانے پر جاؤں۔

میرا دل ٹوٹا ہوا۔ جان ہتھیلی پر ہے۔ اگر تُو کہے لا، تو میں عرض کروں یہ لو میرے محبوب!
جسم بوسیدہ ہوگیا اور جان زیرِ خاک چلی گئی۔ پھر بھی تیری محبت ہڈیوں کے اندر رچی بسی
ہوئی ہے۔"

مرتبہ دوم۔ صداقت۔

وَهِيَ اِسْتِوَاءُ الْقَلْبِ فِي الْوَفَاءِ وَالْجَفَاءِ وَالْمَنْعِ وَالْعَطَاءِ۔ صداقت دل کی
یکسانیت کا نام ہے۔ محبوب کی طرف سے وفا ہو یا جفا۔ کرم ہو یا ستم ہر حالت میں اثر
یکساں ہو۔"

اس کے بھی پانچ درجے ہیں۔

درجہ اوّل۔ صفا

عَلَامَتُهٗ بُغْضُ النَّفْسِ وَالْهَوٰى وَمُخَالَفَتُهُ الْمُرَادُ وَالْمُنٰى اَوْتَرْكُ الشَّهْوَاتِ
بِعَيْشِ الرِّضَا وَالْخُرُوْجُ بِالْكُلِّيَّةِ مِنْ حُبِّ الدُّنْيَا۔

"اس کی علامت نفس و خواہش سے عداوت۔ مراد و تمنا کی مخالفت، عین
رضا کے موقع پر خواہشات کا ترک اور محبتِ دنیا سے مطلقاً خروج ہے۔"

عزیزِ من! یہاں پر محبوب کی ساری دشمنی کو نعمت جانیں اور غم کو خوشی خیال
کریں۔

بیت:
زہر از کفِ دوست چوں شہر
با شوق فرو برم دگر ہم

"محبوب کے ہاتھوں زہر شہد کی مانند شوق سے حلق سے اتارتا ہوں اور
مزید کا تقاضا کرتا ہوں۔"

ہر درد و رنج کز تو رسد بر دل حزیں
آں محض راحت است مرا عین عافیت

"ہر درد اور دکھ جو میرے غمگین دل کو تجھ سے ملا وہ میرے لیے عین آرام و عافیت ہے۔"

درجہ دوم۔ غیرت۔ اس مقام پر محب غیور ہو جاتا ہے اور غیرت سے نہیں

Marfat.com

چاہتا کہ کوئی شخص محبوب کا نام لے ؎

من باد نخواہم کہ وزد بر چو تو باغ
تا از چہ نسیمے نرساند بدماغ

"تیرے باغ حسن تک ہوا کی رسائی بھی نہیں چاہتا تاکہ بادِ نسیم اس کی خوشبو میں سے کچھ کسی اور دماغ تک نہ پہنچا دے۔"

اس مقام کے آخر میں اپنے آپ سے بھی محبوب کے بارے میں غیرت کرتا ہے۔ خواجہ شبلی سے سنیے فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اُحْشُرْنِیْ اَعْمٰی فَاِنَّکَ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِنْ اَنْ تَرَاکَ عَیْنِیْ "اے اللہ مجھے قیامت کے دن اندھا اٹھانا کیونکہ اس سے کہیں بزرگ و برتر ہے کہ میری آنکھیں تجھے دیکھ سکیں۔" ع

از خویشتن بغیرتم کہ در تو نگرم

"مجھے اپنے سے غیرت آتی ہے کہ تمہیں دیکھ سکوں۔"

آپ دیکھتے نہیں کہ اس مقام پر فرماتا ہے:

اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قِبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ "میرے دوست میری قبا میں ہیں میرے سوا انہیں کوئی نہیں پہچانتا" بیت ؎

چشم بدوختم در ہمہ عالم باتفاق
تا جز در و نگہ نکند مستمند دوست

"میری آنکھ باتفاق تمام عالم سے بند کر دی۔ تاکہ سوائے محبوب کے وہ غمگین کہیں اور نہ اٹھ سکے۔" شعر

کَاَنَّ رَقِیْبًا مِنْکَ یَرْعٰی خَوَاطِرِیْ
وَآخَرُ یَرْعٰی نَاظِرِیْ وَلِسَانِیْ

Marfat.com

فَمَا رَمَقَتْ عَيْنَايَ بَعْدَكَ مَنْظَراً
وَجَدْتُكَ مَشْهُوْدِيْ بِكُلِّ مَكَانِيْ

"تیری طرف سے ایک نگران میرے دل کے اندیشے نظر میں رکھتا تھا اور دوسرا آنکھ اور زبان کا محافظ تھا۔ تیرے دیدار کے بعد میری نظر جس پر اور جہاں جہاں بھی پڑی تو ہی ہر جگہ نظر آیا۔"

دوست! اگرچہ یہ کیفیت ایک دوسرے مقام کی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ بعد میں کیا جائے گا۔ ابھی تو صرف یہاں اشارہ کافی ہے۔

درجہ سوم: اشتیاق ـــــ اس مقام میں محبت و شوق کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ اور شعلہ گیر ہو جاتی ہے۔ شعر

وَفِیْ فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارُ هَوًی
اَحَرُّ نَارِ الْجَحِیْمِ اَبْرَدُهَا

"عاشق کے دل میں محبت کی آگ دوزخ کی آگ سے گرم تر ہے۔ دوزخ کی آگ اس کے مقابلے میں سرد تر ہے۔"

عاشق بے چارہ فریاد کرتا ہے ؎

بیت
مشتاقی و صبوری از حد گزشت مارا
گر تو شکیب داری طاقت نماند مارا

"عاشقی اور صبر حد سے بڑھ گئے ہیں تمہیں اگر صبر ہے تو ہوتا رہے ہمارے لیے طاقتِ برداشت ختم ہے۔"

بیت
یارم ز اشتیاق تو جانم بلب رسید
واز تو ہنوز مژدہ وصلے نمی رسید

"تیری محبت میں میری جان لبوں تک آگئی ہے اور ابھی تک تیری جانب سے وصل کی

Marfat.com

خوشخبری نہیں ملی۔"

شعر: اِذَا الشَّوقُ اَقْلَقَنِیْ اِلَیْہِ وَلَمْ اَظْفَرْ اِلٰی وَصْلِیْ لَدَیْہِ
کَتَبْتُ مِثَالَہٗ فِیْ وَسْطِ کَفِّیْ فَقُلْتُ لِمُقْلَتِیْ تَبْکِیْ عَلَیْہِ

"جب شوق و اشتیاق درد انگیز ہوتا ہے اور وصل کے ذرائع ناپید ہو جاتے ہیں تو محبوب کی صورت ہتھیلی پر تحریر کر لیتا ہوں اور آنکھ کے ڈھیلوں کو کہتا ہوں کہ اس پر گریہ وزاری کرو۔"

فارسی شاعر نے یوں کہا ہے ؎

من نام ترا بر کفِ خود بنگارم
بس دیدہ براں نام نہم خوں بارم

"تیرا نام اپنی ہتھیلی پر لکھتا ہوں اور اپنی خون بار نظریں اس پر لگا دیتا ہوں۔"

درجہ چہارم: ذکرِ محبوب —— مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ "جب کوئی شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے"۔ —— بعض اللہ والوں میں سے ایک کو ان کی بیماری کے دوران عرض کیا گیا کہ آپ کے لیے طبیب کو بلایا جائے تو فرمایا: طَبِیْبِیْ ذِکْرُ حَبِیْبِیْ "میرا طبیب ذکرِ حبیب ہے"۔ —— مجنوں جب بیمار ہوتا لیلیٰ کے نام سے اسے شفا ہو جاتی ہے۔ بیت ؎

اے نام توام شفائے امراض
واز یاد توام حصولِ اغراض

"تیرے نام سے بیماریوں کو شفا اور تیری یاد سے مطلب برآری ہوتی ہے۔"

شعر ؎ وَاللّٰہِ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غَرَبَتْ
اِلَّا وَذِکْرُکَ مَقْرُوْنٌ بِاَنْفَاسِیْ

"خدا کی قسم طلوع وغروبِ آفتاب نہ ہوا اگر تیرا ذکر ہماری جان کے قریب ترین رہا۔"

اور پھر اس مقام پر کہتا ہے :

وَلَا هَمَمْتُ بِشُرْبِ الْمَاءِ مِنْ عَطَشٍ
إِلَّا رَأَيْتُ خَيَالًا مِنْكَ فِي الْكَأْسِ

"پیاس کی وجہ سے میں نے پانی کا ارادہ نہیں کیا۔ مگر جام میں تیرا خیال بیاہ"

ہر حال میں ہر لحاظ سے ذکر محبوب میں مشغول رہے اور زبان پر سوائے محبوب کے نام کے اور کچھ نہ آئے۔ ؎

اے نامِ تو راحتِ زبانم
واز یادِ تو پر شکر دہانم

"اے محبوب تیرے نام سے میری زبان کو راحت نصیب ہوتی ہے اور تیری یاد سے میرا منہ میٹھا ہو جاتا ہے۔"

درجۂ پنجم ——— تحیّر: میرے مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے باوجود جلالت شان کے فرمایا:

يَا دَلِيلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ۔ "اے حیرت زدہ لوگوں کے راہنما"

حیرت کا یہ مقامِ اوّل ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں:

رَبِّ زِدْنِي تَحَيُّرًا۔ "اے رب حیرت میں اضافہ فرما دے۔" ——— نہیں معلوم ہے اس مقام سے اُس مقام تک کتنا فرق ہے۔ یہ اتنا اونچا مقام ہے کہ اس کا علم ممکن نہیں قلم کی زبان وہاں گونگی اور زبان کی قلم وہاں لڑکھڑاتی ہے۔

دوست، محبوب کی بارگاہ جب اتنی بلند ہے اور وصال ناممکن تو سوائے حیرت و دہشت کے کیا حاصل ہو سکتا ہے ؎

قَدْ تَحَيَّرْتُ فِيكَ خُذْ بِيَدِي
يَا دَلِيلًا لِمَنْ تَحَيَّرَ فِيكَ

"مجھے تیری ذات میں حیرت لاحق ہوئی ہے۔ میری دستگیری کر۔ اے حیرت زدہ لوگوں کے راہنما۔"

بیت ؎

توئی سلطانِ ملکِ حسن من بے چارہ درویشم
بجز حیرت دگر نبود نصیب جانِ بے خویشم

"تو حسن وجمال کی سلطنت کا بادشاہ ہے۔ میں بے چارہ درویش ہوں۔ سوائے حیرت کے میری بیگانہ جان کے کچھ اور نصیب میں نہیں۔"

مرتبہ سوم ۔ مُودّت

دلی جوشش اور محبت میں استواری کا نام مُودّت ہے۔ اس کے بھی پانچ درجے ہیں

درجہ اوّل: نیاحت واضطراب ـــــ اس مقام میں نوحہ وزاری اور دل سے فریاد نکلتی ہے۔ شعر

در فراقِ تو اے بت مہرروی
میکند نوحہ بر تنم ہر موی

"اے چاند جیسے چہرے والے محبوب تیرے فراق میں میرے جسم کا ہر رواں نوحہ وگریہ کر رہا ہے"

درجہ دوم: بکا ـــــ عزیۃ من" شرائطِ محبت میں سے ہے۔

وَکَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَائِمَ الْحُزْنِ وَالْبُکَاءِ" اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ غمگین وگریہ کناں رہتے تھے"۔ ـــــ آپؐ نے دعا میں عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْنِیْ عَیْنًا بَکَّایَۃً۔ "اے اللہ مجھے رونے والی آنکھ عطا فرما۔"

؎

جانانِ من از فراقِ تو چنداں گریستم
کایں آبِ چشم من ہمہ روئے زمیں گرفت

"میرے محبوب تیرے فراق میں میں اتنا رویا کہ میری آنکھوں کے پانی نے ساری روئے زمین کو گھیر لیا۔"

Marfat.com

درجہ سوم: حسرت ــــــ اس مقام میں صاحب مودّت بے چارہ اپنے گزشتہ اوقات پر جو ضائع ہو گئے ہیں حسرت و افسوس کرتا ہے۔ ہر لحظہ جو بغیر محبوب کے گزرا ہے اس سے ندامت محسوس کرتا ہے۔ محبوب کی یاد پر بھی حسرت کرتا ہے۔ ہر وقت فریاد کرتا ہے ؎

عمرے کہ بے تو می رود از مرگ بدتر است

روزے کہ بے تو میگذرد روز محشر است

"تیرے بغیر گزرنے والی عمر موت سے بدتر ہے اور تیرے بغیر گزرنے والا دن قیامت کا دن ہے۔"

دن رات بے چارہ حسرت سے روتا رہتا ہے ؎

آخر اے اے شاخِ تر و تازہ نو بر تا چند

خارحسرت خورم و جانب خرما بینم

"اے شاخِ تازہ نو پھل دار کب تک میں حسرت کے کانٹے کھاتا رہوں گا اور کھجور کو بہ حسرت دیکھتا رہوں گا۔"

درجہ چہارم: محبوب کی ذات میں غور و فکر ــــــ قرآنِ حکیم سے سنیے:

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ "بلاشبہ ان میں تفکر کرنے والے لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔" ــــــ آپ کو معلوم ہوا کہ کیا فرمایا گیا ہے؟ حضورؐ فرماتے ہیں۔ "ساٹھ برس کی عبادت سے ایک ساعت کا تفکر بہتر ہے۔" ــــــ تفکر قربت کا سبب ہے کیونکہ محبوب کی ذات میں غور و فکر اس کے قرب کا سبب بنتا ہے۔ بعض عارفین کا قول ہے۔ "تفکر محب کو محبوب سے ملاتا ہے۔" شعر

اَیَا بَدْرُ الزَّمَانِ مَلَکْتَ قَلْبِیْ

فَفِیْکَ تَفَکُّرِیْ وَعَلَیْکَ حُبِّیْ

"اے زمانے کے چاند تو نے میرے دل پر قبضہ کر لیا ہے۔ میری سوچ کا محور تیری ذات

Marfat.com

اور تجھ ہی سے مجھے محبت ہے۔"

بیت — نخواہم جز تو یک ساعت تفکر در دگر کردن
کہ در ہر دو جہاں جاناں ندارم جز تو دلدارے

"بس ایک لحظہ کے لیے بھی کسی اور کے بارے میں غور و فکر کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ دونوں جہان میں تیرے سوا میرا کوئی دلدار نہیں ہے۔"

درجہ پنجم: مراقبۂ محبوب —— اور یہ محبت کے سخت ترین مقام میں سے ہے۔ اس لیے فضیلت کے اعتبار سے بھی بڑھ کر ہے۔ میرے عزیز، آپ نے سنا ہو گا کہ ایک دفعہ امیر المومنین علیؓ نماز ادا کر رہے تھے۔ لوگوں نے دیکھا آپ کا چہرہ زرد ہو گیا اور دل تڑپنے لگا اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے، لوگوں نے پوچھا تو فرمایا، نماز میں مراقبۂ محبوب میں مصروف تھا۔ اپنی کوتاہی پر مجھے ندامت ہوئی۔ افسوس! ایسی اس مقام کو کیسے بیان کروں۔ اگرچہ سلوک کی کتابوں میں اس کے درجے اور مرتبے مقرر کیے گئے ہیں۔ مگر خدا کی قسم جس شخص کو "مراقبۂ محبوب" کی نعمت میسر آ چکی ہو، اس کے بعد وہ کیا بات کر سکتا ہے۔

عزیز من! ایک دفعہ ایک درویش اپنی تنہائی میں مشغول بحق تھا۔ اس کے سر سے آگ نکلی۔ سر پر رکھی ہوئی ٹوپی تمام کی تمام جل گئی۔ درویش کے سر میں چھالے پڑ گئے۔ ایک مدت تک اسی تکلیف میں رہا۔ یہ تو اس کا ظاہر حال تھا۔ باطن کے حال کی کیا خبر ہے۔

سحر گہ آتشم در دل فروزد
اگر من دم زنم جانم بسوزد

"صبح کے وقت آگ میرے دل میں روشن ہوتی ہے۔ اگر دم ماروں تو جان تک جل جائے۔"

ایک دفعہ شاید اسی کو مراقبہ میں ایسا حال نصیب ہوا کہ اکثر انبیاء و اولیاء کی روحوں نے اسے مبارک باد دی۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ ہمیں بھی اس سے حصہ دے۔ میرے عزیز، میرا

Marfat.com

مقصود اس صحیفہ میں مراقبۂ محبوب ہے جو کہ بہت اونچا مقام ہے۔ یہ دو بیت اس راز کے کھولنے والے ہیں۔ ابیات

در دل ہمو در جان ہمو کفر ہمو ایمان ہمو
در دم ہمو درماں ہمو پیدا ہمو پنہاں ہمو
در راہ ہمو در خانہ ام مونس ہمو
چشمم ہمو گوشم ہمو جسمم ہمو جانم ہمو

"میرے دل وجان میں وہی ہے۔ میرا کفر و ایمان وہی ہے۔ میرا درد و علاج درد ظاہر و باطن وہی ہے۔ راستے میں وہی، گھر میں وہی۔ میرا غمخوار و دلدار وہی۔ غرض میری آنکھ میرے کان میرا جسم اور میری جان سب کچھ وہی ہے۔"

كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّیَدًا وَّلِسَانًا "میں اس کے کان۔ آنکھ۔ ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں۔"

مرتبہ چہارم: ہوا۔

اس سے مراد ہمیشہ کے لیے محبوب کی خواہش میں گرفتار رہنا ہے۔

شعر

قَدْ لَسَعَتْ حَیَّةُ الْهَوٰی كَبِدِیْ
فَلَا طَبِیْبَ لَهَا وَلَا رَاقِ
اِلَّا الْحَبِیْبَ الَّذِیْ شُغِفْتُ بِهٖ
فَاِنَّهٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

"محبت کے ناگ نے میرے کلیجے کو ڈس لیا ہے اس کا کوئی طبیب اور منتر نہیں سوائے اس محبوب کے جس کی محبت میں دل لگ گیا ہے۔ وہی اس کا منتر ہے اور وہی علاج۔"

مقام ہوا کے بھی پانچ درجے ہیں:

درجہ اوّل: خضوع ــــــ بعض عارفین الٰہی کا فرمان ہے۔

Marfat.com

وَمِنْ شَرْطِ الْهَوٰے لُزُوْمُ خُضُوْعِ الْعُبُوْدِيَّۃِ۔ "محبت کی شرطوں میں سے انکسارِ بندگی لازم شرط ہے۔ وَقَالَ الْحَسَنُ۔ حسن بصری فرماتے ہیں مَا اَعْلَمُہٗ فِیْ وَسَائِلِ الْوَصْلِ اَحْسَنَ مِنَ الْخُضُوْعِ عَلٰی بَابِہٖ۔ "میرے علم کے مطابق محبوب کے دروازے پر انکسار وصال کا بہترین ذریعہ ہے"

درجہ دوم: بذل مہجت ـــــ روح کا انہماک۔ محبوب کی اطاعت میں غیر معمولی انہماک بذل مہجت ہے۔ آپ نہیں دیکھتے کہ ہمارے پیغمبرؐ نمازِ شب میں اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے مبارک قدم متورم ہو جاتے۔ پاؤں کی انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے اور کبھی لٹک جاتے اور ذکر میں مشغول ہو جاتے۔ شعر

خَادِمٌ یَعْبُدُ الرَّحْمٰنَ وَالنَّاسُ یَنَامُ
لَذَّۃُ الْغَمْضِ عَلٰی اَجْفَانِ عَیْنِہٖ حَرَامُ
وَلَہٗ جَفْنٌ قَرِیْحٌ وَفُؤَادٌ مُسْتَہَامُ
وَلَہٗ جِسْمٌ عَلِیْلٌ فِی الْہَوٰی غَیْرُ مَلَامُ

"اللہ کا بندہ عبادت میں مصروف ہوتا ہے جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ نیند کی لذت اس کی پلکوں کے لیے حرام ہے۔ پلکیں زخمی۔ دل حیران۔ جسم علیل۔ مریضِ عشق ہوتا ہے ایسے لوگ ملامت سے بے نیاز ہوتے ہیں"۔

بیت

ہر دل کہ بعشق مبتلا شد
کان غم و محنت و بلا شد
ممکن نبود کہ راست گردد
قدے کہ زعاشقی دوتا شد
بیگانہ شد از نشاط ہر دل
کو با غم عشق آشنا شد

"جو دل عشق میں گرفتار ہوا۔ غم۔ دکھ۔ مصیبت کی کان بن گیا۔ جو قد عاشقی سے دوہرا ہوا اس کے سیدھا ہونے کا کوئی امکان نہیں اور دل کی ہر خوشی سے بیگانہ ہو جاتا ہے جو کہ غم آشنا بن جاتا ہے۔"

شعر: بَذَلْتُمْ مُهْجَتِیْ فِیْ حُبِّ لَیْلٰی
اَلَا یَا طَاقَتِیْ لَا تَخْدَعِیْنِیْ

"میں نے محبت لیلیٰ میں اپنی روح تک صرف کر دی۔ اسے میری طاقت مجھے دھوکا نہ دینا۔"

بیت: مرا تا جاں بود عشق تو بازم
مرا تا سر بود کوئے تو سازم

"جب تک میری جان ہے تیرا عشق نبھاؤں گا۔ جب تک میرا سر موجود ہے تیری گلی سے منہ نہ موڑوں گا۔"

درجہ سوم: صبر ـــــ آزمائشوں اور تکلیفوں میں محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو فرمایا جاتا ہے:

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَکَ یعنی مَا اَصَابَکَ مِنْ مَحَبَّتِیْ۔ یعنی میری محبت میں جو مصائب آپ کو آتے ہیں۔ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔" بے شک یہی عزم امور میں سے ہے۔

عزیز من! صبر وصال کی کنجی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ہائے افسوس مسلمان کے لیے سوائے صبر کے اور کچھ نہیں اور محبوب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہاں ہاں۔ جفائے محبوب پہ تو صبر کیا جا سکتا ہے مگر بغیر محبوب کیسے صبر ہو سکتا ہے۔

ع: صبر از دوست مفرما کہ از نتوانم
"محبوب سے صبر کا حکم نہ دے کہ وہ میں نہیں کر سکتا۔"

Marfat.com

میرے عزیز! صبر کے تلخ گھونٹ گلہ کیے بغیر حلق سے اتارنے پڑتے ہیں بلکہ عاشق زار اس مقام پر آزمائشوں کو جان دے کر خریدتا ہے۔ درد و غم شربت و شہد کی مانند پیتا ہے اور دم نہیں مارتا۔ کیونکہ ؎

سر ہیست در حروفِ محبت برائے ما
عشاق از دو دیدہ کشند ابتلائے ما
گہ زہر را نصیبۂ حلقِ حسن کنیم
گہ تیغ بر حسین زند کبریائے ما
ما پروریم دشمن و ما می کشیم دوست
کس را چرا و چوں نرسد در قضائے ما
ارّہ بتارکِ زکریا فرو کشیم
یحییٰ کشیم و دم نزند در بلائے ما

"محبت کے حروف میں ہمارے کچھ راز ہیں۔ عاشق دونوں آنکھوں سے ہماری آزمائشوں کو جھیلتے ہیں کبھی تو (سیّدنا) حسن رضؓ کے حلق میں زہر اتروا تے ہیں اور کبھی (سیّدنا) حسین رضؓ کے گلے پر تلوار چلاتے ہیں۔ ہم دشمن پروری اور دوست کُشی کرتے ہیں اور کسی کو ہمارے فیصلے میں چون و چرا کی ہمت نہیں ہوتی (سیّدنا) زکریاؑ کے سر پر آرہ چلاتے ہیں اور (سیّدنا) یحییٰؑ کو شہید کراتے ہیں۔ ہماری آزمائش میں کسی کو دم مارنے کی جرأت نہیں ہوتی۔"

قال علیہ السلام۔ اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا اِبْتَلَاہُ۔ وَاِنْ صَبَرَ اِجْتَبَاہُ۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ جب کسی شخص سے اللہ تعالیٰ پیار کرتے ہیں تو اسے آزمائشوں میں مبتلا کر دیتے ہیں اگر وہ ان آزمائشوں میں صبر کرے تو اُسے محبوب بنا دیتے ہیں۔" فرمایا:
اَلصَّبْرُ سِرٌّ مِّنْ اَسْرَارِ الْمَحَبَّۃِ وَکَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ الْعِشْقِ۔" صبر محبت کے رازوں میں سے ایک راز اور عشق کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

Marfat.com

ہاں ۔ جب نہ بھاگ سکے نہ ٹھہرنے کی ہمت ہو تو صبر ہی کرے ۔

گر صبر دل از تو ہست و نیست
جز صبر کہ چارۂ دگر نیست

"دل نبرے بغیر صبر کرے یا نہ کرے ۔ صبر کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ۔"

پروانہ ز شمع بر خطر بود
اکنوں چوں بسوخت بر خطر نیست

"پروانہ شمع سے اندیشہ کر رہا تھا اب جبکہ جل گیا تو کوئی خطرہ نہیں ۔"

درجہ چہارم : تضرّع ــــــ (عجز و انکسار سے زاری کرنا) ۔ تضرّع اپنے مولیٰ کے حضور ، فرمایا :

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ۔ "اپنے رب کو چپ کر عجز و الحاح سے پکارو ۔"

جواں مردا ۔ عاشق بے چارے کو اس مقام میں ایک کھلی دعوت ہے کیونکہ جب وہ صحرائے وصل میں قدم نہ رکھ سکے اور گلبنِ قدرت سے نسیم کے جھونکے نہ پا سکے ۔ نہ جسم کو آواز کی طاقت ہو اور نہ روح کو قوتِ پرواز ، پھر سوائے تضرّع اور زاری کے اس کی طاقت میں اور کچھ نہیں ہوتا پھٹے ہوئے دل اور روتی ہوئی آنکھ کے ساتھ تضرّع و زاری کے مختلف طریقے استعمال کرنا ہے

شعر

بِاَیِّ نَوَاحِی الْاَرْضِ اَبْغِیْ وِصَالَکُمْ
وَاَنْتُمْ مُلُوْکٌ بِالْمَقْصَدِ لَکُمْ نَحْوٌ

"زمین کے کون سے کنارے پر آپ کے وصال کو تلاش کروں ۔ آپ بادشاہ ہیں ، سیدھا راستہ کہاں ہے ؟"

بیت

چوں نیست دست زورم و بازوئے طاقتم
اینک رہِ تضرّع و زاری گرفتہ ام

"جب ہاتھوں میں زور اور بازوؤں میں طاقت نہیں تو اب میں نے تضرّع وزاری کا راستہ ہی اختیار کرنا ہے۔"

درجۂ پنجم: رضا و تسلیم ——— اس مقام پر محبوب سے جو کچھ ملے اس پر راضی رہے۔ جو کچھ وہ چاہے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ بعض عارفین کا قول ہے کہ رضا کی شرط یہ ہے کہ بندہ آقا کے ہاتھوں میں اس طرح ہو جائے جیسے غسل دینے والے کے ہاتھ میں میت۔ وہ اسے جیسے چاہتا ہے کروٹ بدلاتا ہے۔ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار نے اس پر یہ شعر بیان فرمایا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

"خنجر تسلیم کے مارے ہوئے لوگوں کو ہر لحظہ غیب سے نئی جان عطا ہوتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ "وہ اللہ سے راضی ہو گئے اللہ ان سے راضی ہو گیا۔" کیونکہ رضا بہت بلند مقامات میں سے ہے۔

بیت:

" اے سرو بلند بوستانے
در پیش درختِ قامتت پست
از رائے تو سر نمی تواں یافت
واز روئے تو در نمی تواں بست
گر سر ننہم بر آستانت
دیگر چہ کنم درے دگر ہست

"اے باغ کے بلند سرو تیرے قد کے سامنے سب درخت پست ہیں۔ تیرے راز نا قابلِ دریافت اور تجھ سے کوئی بات مخفی نہیں رکھی جا سکتی۔ اگر تیرے آستانے پر سر نہ رکھوں تو اور

کون سی جگہ میرے لیے ہے"۔

مرتبہ پنجم : شغف۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا۔ "وہ محبت میں محو ہو گئی"۔ ـــــ

اس کے بھی پانچ درجے ہیں:

درجہ اول: محبوب کے حکم کی تعمیل اور فرماں برداری بخوشی و رغبت۔

وَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ هَلْ رَاَيْتَ الْحَبِيْبَ يُخَالِفُ اَوَامِرَ الْمَحْبُوْبِ لِاَنَّ الْمُخَالَفَةَ تُوْجِبُ الْبُعْدَ وَالْهَجْرَ اَنْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

"اللہ نے داؤد علیہ السلام کو وحی کی۔ کیا تو نے دیکھا کبھی کوئی شخص محبوب کے احکام کی مخالفت کرتا ہے؟ کیونکہ مخالفت محبوب سے دوری اور جدائی کا سبب بنتی ہے"۔ ـــ ہم اس دوری سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

بیت ؎ تو بادشاہ ہے من گدا ہر حکم کنی باشد روا
من بندہ ام فرمانت راہاں تاچہ فرمائی کنم

"تو بادشاہ ہے میں فقیر ہوں جو حکم فرمائے مناسب ہے۔ میں تیرے فرمان کا غلام ہوں، جو حکم ہو تعمیل کروں گا"۔

قرآن پاک سے سنیں۔ فرماتا ہے:

فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ۔ "استقامت دکھا جس کا حکم دیا گیا ہے"۔ ـــ اور وہ حکم کیا ہے۔

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا۔ "اور اس کی طرف خالص ہو جیسا کہ اخلاص کا حق ہے"۔ ـــ "میں" کے پردے کو ایک طرف کر دے۔ غیریت کے پردے سے باہر آجا پھر ہمارے وصال کی آرزو کر۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ یعنی اے رب روح و بدن رَبُّ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ۔ مَالِكَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ

Marfat.com

وکیلاً۔ "عالم دنیا وملکوت کے رب۔ غیب وشہادت کے مالک اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی کو کارساز بنا۔"

بیت:

در دل چو شراب وصل مے ریزی
باید چو خمار گیرد ت نگریزی
با وصل منت اگر نشستی باید
باید کہ زہرچہ جز منست برخیزی

"دل میں جب ہمارے وصل کی شراب انڈیلتا ہے۔ جب نشے میں آجائے تو بھاگنا نہیں ہمارے وصال کی نشست حاصل کرنے کے بعد ہمارے غیر سے اٹھ جانا (سلسلۂ ربط منقطع کر لینا) ضروری ہے۔

درجہ دوم: محبوب کے سوا ہر ایک سے باطن کی حفاظت: ——— فرمایا

مَنْ حَافَظَ بَاطِنَہٗ عَنِ الْاَغْیَارِ مَلَأَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ بِالْاَنْوَارِ۔ "جس نے اغیار سے اپنے باطن کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشنیوں سے بھر دیتا ہے۔"

اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ وَّیُحِبُّ الْوِتْرَ۔ "اللہ یگانہ ہے اور اکیلا ہونا پسند کرتا ہے۔" کیونکہ جنس جنس کی جانب میلان کرتی ہے اور دو ضدیں اکٹھی نہیں ہوتیں۔ قرآن فرماتا ہے:

قُلْ لَّوْ کَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِکَۃٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوْلًا۔ "فرما دیجئے اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلنے متوقع ہوتے تو ہم آسمان سے فرشتے بحیثیت رسول نازل کرتے۔" ——— یہاں سے واضح ہوا کہ ہمارے پیغمبرؑ صورت بشری میں ملک تھے۔ حضورؐ فرماتے ہیں:

نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ اَرْوَاحُنَا اَجْسَامُنَا اَجْسَامُنَا اَرْوَاحُنَا۔ "ہم انبیاء کا گروہ ایسے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسم اور ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں۔" روح وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ "میں نے اپنی روح اس میں پھونکی" ——— کی دنیا کی خوشبو

Marfat.com

اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ روح الامین (جبریل امین) ان کے خادم ہیں صورت بشری میں کیونکہ بشر کی جانب آتے ہیں ظاہری صورت میں یہ معاملہ ہے اور باطنی صورت میں دوسرا معاملہ ہے۔ کاش آپ کو معلوم ہوتا کہ ایک دل میں دو محبوب نہیں سما سکتے جیسے ایک نیام میں دو تلواریں نہیں آسکتیں۔

یک دوست پسندہ کن چو یک دل داری
گر مذہب مردان عاقل داری

"ایک محبوب کو پسند کرنے والا اور ایک دلدار رکھنے والا بن، یہی عقل مند لوگوں کا راستہ ہے"۔

اسی مقام پر حکم ہوتا ہے کہ اپنے راز غیروں کی نظر سے محفوظ رکھو کیونکہ "اسرار" اغیار کی نظر سے پوشیدہ رہنے چاہئیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُسْتُرْ ذَهَبَكَ وَذِهَابَكَ وَمَذْهَبَكَ۔ "اپنا مال، اپنا راستہ، اپنا مسلک پوشیدہ رکھ"۔۔۔۔ میری جان اُنؐ پر قربان ہو کیا اسرار ہیں جو اس حدیث میں بیان فرما دیئے۔ کاش اہل ظاہر کو اس حدیث کے مفہوم کا کچھ پتا ہوتا۔ ان کا مقصود کچھ اور ہے اور حدیث کا کچھ اور۔ میں آپ کو اس حدیث کے راز سے تھوڑا سا آگاہ کرتا ہوں۔ ذرا دل کے کانوں سے سنیے!

میرے عزیز! مذہب سے مراد محبت میں انسان کا درجۂ کمال حاصل کرنا اور "ذہاب" محبوب کی طرف سفر کرنا ہے۔ افسوس صد افسوس! چونکہ خلیل اللہ حبیب اللہ کے مقام پر نہ تھے اس لیے یوں بول اٹھے:

اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ۔ "میں اپنے ربّ کی طرف سفر کرنے والا ہوں"۔

عاشق بیچارہ معشوق کے راستے پر اپنے سوا کسی کو چلتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ اور یہ کہتا ہے

کاب دو چشم من ہمہ روی زمین گیرد
نہ باید کہ غیری دامن آن نازنین گیرد

Marfat.com

"میری دونوں آنکھوں کے آنسوؤں نے پوری سطح زمین کو ڈھانپ لیا تاکہ کوئی غیر اس محبوب کا دامن نہ پکڑ سکے"۔

آپ کو معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہب شریعت کا راستہ ہر شخص کو دکھایا ہے مگر مذہب عشق کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ دعا بھی یوں فرماتے ہیں۔

اَسْئَلُکَ بِسِتْرِکَ الْجَمِیْلِ "اے اللہ مجھے خوبصورت پوشاک میں پوشیدہ فرمالے"۔

درجہ سوم: معادات اعداءِ دوست ــــــ دوست کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھنا محبوب کے مخالفین سے مخالفت اس مقام کا تقاضا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔

نُعَادِیْ بِعَدَاوَتِکَ وَنُخَالِفُ مَنْ خَالَفَکَ۔ "تیرے دشمنوں سے عداوت اور تیرے مخالفین کی مخالفت ہمارا دستور ہے"۔

بیت ؎

من دشمنت را دشمنم چوں دشمنت باشد کے
جز آنکہ باد دیوے بود یا غول یا دیوانہ

"میں تیرے دشمن کا دشمن ہوں وہ دشمن خواہ دیو۔ جن بھوت۔ یا کوئی دیوانہ ہو"۔

درجہ چہارم: محبوب کے دوستوں سے دوستی ــــــ حضورؐ فرماتے ہیں۔

اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ۔ "اے اللہ میں تجھ سے تیری اور تیرے چاہنے والوں کی محبت کا سوال کرتا ہوں"۔ ــــــ کیونکہ دوستوں کے دوست دوست ہوتے ہیں ؎

شعر

وَمَنْ یَّهْوَاکَ اَهْوٰی مَنْ هَوَاکَا
وَلٰکِنْ لَیْسَ اَدْرِیْ مَنْ هَوَاکَا

"جو تجھ کو محبت کرتا ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں لیکن تیرے محبت کرنے والوں کو میں جانتا نہیں"۔

درجہ پنجم: اخفائے حال ــــــ عاشق و معشوق میں حال کا خفیہ رکھنا ضروری ہے

Marfat.com

شبلیؒ نے کہا۔ اخفائے احوال شرط محبت ہے۔ بعض عارفین کا فرمان ہے۔ اگر آنسو راز کا افشا نہ کریں تو کتمان احوال (احوال کا چھپانا) مردانِ خدا کی منازل میں سے ہے۔

بیت:

كَتَمْتُ حُبَّكَ حُبِّيْ مِنْكَ مَكْرِمَةً

حَتّٰى اسْتَوٰى فِيْكَ سِرِّيْ وَاِعْلَانِيْ

"کرامت کے باعث میں نے اپنی محبت تجھ سے خفیہ رکھی۔ یہاں تک کہ آپ میں خفیہ و ظاہر برابر ہو گئے۔"

بیت:

غمت ہر چندمی پوشم بدامن

فضیحت می کند چشم روانم

رخ زردم ندارد طاقت ہجر

بروں می افگند راز نہانم

"تیرا غم جتنا بھی دامن میں چھپاؤں میرے رواں آنسو راز فاش کر دیتے۔ میرا زرد چہرہ جدائی کی تاب نہیں لا سکتا اور میرا راز نہاں ظاہر کر دیتا ہے۔"

مرتبہ ششم: خلت

وَالْخُلَّةُ مَاْخُوْذٌ مِنَ التَّخْلِيَةِ - خلت تخلیہ سے لیا گیا ہے اور تخلیہ کے معنی "دل کا ماسوی المحبوب" سے خالی ہونا۔ اس کے بھی پانچ درجے ہیں۔

درجہ اوّل: نکتہ چین لوگوں کی دشمنی ——— عاشق جس مجلس میں بھی بیٹھے بلا شبہ غیروں کی نظر سے بچے اور شیطان صفت لوگوں سے پوری احتیاط کرے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ "آپ سے پہلے رسول اور نبی جب اپنی طرف سے خیال باندھتے تو شیطان ان کے خیال میں خلط ملط کر دیتا۔ پھر مٹا دیتا اللہ شیطان کا ملایا ہوا" ——— اور

وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ "ہلاکت ہے ہر ایک عیب گیر غیبت کرنے والے

بیت ۵ چناں درماندہ ام جاناں من از دستِ سخن چیناں
کہ لب بربستہ ام اینک تو گوئی خود زبانم نیست

"نکتہ چینیوں کے ہاتھوں اتنا تھک چکا ہوں کہ محبوب میں نے اپنے لب یوں بند کر لیے ہیں جیسے آپ خیال فرمائیں کہ میرے زبان ہے ہی نہیں۔"

درجہ دوم: صدق

قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ مُرَاعَاتُ الصِّدْقِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ یُوْجِبُ الْمَحَبَّةَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَلْمَحَبَّةُ صِدْقٌ وَالصَّادِقُ حَبِیْبُ اللّٰہِ۔ "بعض عارفوں کا قول ہے کہ خفیہ اور ظاہر صدق کو پیش نظر رکھیں یہ محبت کا سبب بنتا ہے اور بعض یوں فرماتے ہیں کہ صدق محبت ہے اور صادق اللہ کا حبیب ہے۔" ـــــ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ "اور جو صدق کے ساتھ آیا اور اس کی تصدیق کی۔"

درجہ سوم: اشتہار و تشہیر ـــــ جواں مردا! محبّ صادق اس مقام پر اپنی انانیت سے باہر آجاتا ہے۔ کہاں؟ اور کیسا؟ کو ترک کر دیتا ہے۔ شہرت اور گوشہ نشینی میں کوئی فرق نہیں جانتا۔ کسی عارف سے پوچھا گیا کہ صوفیاء دنیا میں اپنی ذات میں مشہور کیوں ہو جاتے ہیں فرمایا۔ شہرت میں ابو بکرؓ کی لباس میں عمرؓ کی، کرم میں عثمانؓ کی، اور فقر میں علیؓ کی اقتدا کرو۔ ان میں سے کسی کو بھی شہرت میں حظ نفس کا دخل نہ تھا۔ بلکہ احساس تک نہ تھا۔ یہ بھی ہے کہ محبوب اپنے محبّ کے حال کو شائع نہ کرے بعض عارفین خدا سے دعا مانگتے تھے کہ خدایا ہماری محبت کی شہرت نہ کرنا بلکہ خفیہ رکھنا۔ اس مقام پر بھی سخت امتحان ہیں۔

درجہ چہارم: شکوہ ـــــ جیسا کہ یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں:
اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ "بے شک میں اپنا رنج و غم خدا کے حضور

Marfat.com

عرض کرتا ہوں" ـــــ حضورؐ نے فرمایا:
اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی " اے اللہ سب تعریف تیرے لیے ہے اور تیری جناب میں ہماری عرضداشت ہے"
اَلْمُحِبُّ کَیْفَ یَشْکُوْ مِنْ حَبِیْبِہٖ ۔ وَلٰکِنْ یَشْکُوْ بِطَرِیْقِ الذُّلِّ وَالْمَسْکَنَۃِ مِنْہُ اِلَیْہِ لَا اِلٰی غَیْرِہٖ " محب اپنے محبوب سے کیسے شکایت کر سکتا ہے۔ مگر ذلت و بے چارگی کے انداز میں اسی سے عرض کرے گا غیر سے نہیں"

مصرعہ: از دستِ تو قصہ ہم بدستِ تو دہم

"تیری کہانی تیرے ہی سپرد کرتا ہوں"
رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ " اے رب مجھے تکلیف پہنچی اور تو بہت ہی بڑا رحم کرنے والا ہے"

بیت: بہوائے تو دل ببلا نہم ز ہمائے جان بفنا کنم
بتو گویم قصہ دردِ چوں تو بشنوی دوا کنم

"تیری محبت میں دل کو آزمائشوں میں ڈالتا ہوں جان ہلکان کرتا ہوں تجھ سے قصۂ درد عرض کرتا ہوں اگر تو سن لے تو میرا علاج ہو جائے گا"

شعر: اِلَی اللّٰہِ اَشْکُوْ مَا لَقِیْتُ مِنَ الْبَلَاءِ
فَاِنَّ اِلَیْہِ فِی الْاُمُوْرِ شِکَایَتِیْ

"مصیبتوں میں خدا کے ہی حضور عرض کرتا ہوں۔ اپنے مقاصد میں اسی کی طرف میری شکایت کا رخ ہوتا ہے"

درجہ پنجم: حزن ـــــ (غم)

وَکَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَائِمَ الْحُزْنِ ۔ حضورؐ ہمیشہ حزن کے عالم میں رہتے تھے۔ فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ قَلْبًا حَزِیْنًا لِاَجْلِہٖ " خدا کریم غمگین دل کو پسند فرماتا ہے

بلکہ خداوند کریم ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتے ہیں ۔
مگر اے دوست! اس پہاڑ جیسے غم کو بھی عاشق کبھی خاطر میں نہیں لاتا ، بلکہ اس پر خوش و خرم رہتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے ؎

جز عشق تو عیشہا فراموشم باد
حزن تو بجائے جان در آغوشم باد

"تیرے عشق کے بغیر مجھے عیش بھول جائیں ۔ جان کی بجائے تیرا غم میرا ساتھی ہو۔"
یہ عاشق اگرچہ ہر لحظہ آتش غم میں جلتا ہے لیکن خوشی و رغبت سے اس دل کو پہنچی ہوئی بھڑکتی آگ کو خوش آمدید کہتا ہے اور کیسے نہ کہے کہ یہ غم ہی اس کی جان اور اس کی زندگی سوائے درد کے کوئی اور چیز نہیں ہوتی ؎

مرا غم جان است و بے جان چو نتوان زیست
کسے کو غم ندارد جان ندارد

"میرے لیے غم ہی جان ہے اور بغیر جان کے کیسے زندہ رہا جا سکتا ہے ، جو شخص غم نہیں رکھتا گویا جان سے محروم ہے ۔

مرتبہ ہفتم : محبت

افسوس صد افسوس کہ میں دردمند اس مقام کے بارے میں کیا لکھ سکتا ہوں ۔ اور اس مرتبہ کا حال کیا بیان کر سکتا ہوں ۔ یہ منزل بہت اونچی ہے یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ اسی مقام کے بارے میں کہا گیا ہے ۔ اس کے بھی پانچ درجے ہیں :

درجہ اوّل ـــــ حسن اخلاق ہے ۔ یہ صفت خلوت و جلوت ، سختی و نرمی ہر حال میں مطلوب ہے ۔ یہ ایسا مقام ہے جہاں سالک کے لیے اقوال و احوال ، حرکات و سکنات سب کی سب خوبصورت اور پسندیدہ ہو جاتی ہیں خصوصاً غیر محبوب سے وہ روحانی طور پر دور و نفور ہو جاتا ہے ۔ اس کی نظریں سوائے دوست کے اور کچھ نہیں دیکھتیں اور اس کا دل

Marfat.com

سوائے محبوب کے اور کسی سے باخبر نہیں ہوتا۔ پوری کائنات سے روگردان ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ جب مخلوقِ خدا سے ملتا ہے تو اس وجہ سے کہ اس کے محبوب کی مخلوق ہے۔ حسنِ اخلاق کا برتاؤ کرتا ہے لیکن جہاں تک محبوب سے عشق کا تعلق ہے اس معاملے میں وہ اس قدر حساس ہوتا ہے کہ کبھی آنکھ دل پر حسد کرتی ہے اور کبھی دل نظر سے غیرت کھاتا ہے۔ نہ دل چاہتا ہے کہ آنکھ اسے دیکھے اور نظر چاہتی ہے کہ دل کو اس سے آگاہی ہو اور یہی حسنِ اخلاق و شرفِ اوصاف ہے۔

شعر
دل از دیدہ پوشدہ و دیدہ ز دل پنہاں کند

بیت
بر دیش تا نظر کردم دل از کونین بر کندم
بریدیم از ہمہ عالم چو سر با دوست پیوندم
ز بستانِ وصال او اگرچہ نیستم حظّے
بتشریفِ خیال او بحمد اللہ کہ خورسندم

"جب سے محبوب کے رُخِ تاباں پہ نظر پڑی ہے مَیں نے دونوں جہان سے دل موڑ لیا ہے دوست سے وابستگی کے بعد کائنات سے ترک تعلق کر لیا ہے اگرچہ محبوب کے وصال کے باغ سے مجھے حصہ نہیں ملا تاہم اس کے خیال کی لذت سے ہی مَیں خوش ہوں۔"

درجہ دوم: ملامت — عالمِ سکر و حیرت میں اظہارِ عشق۔ جیسا کہ اصحاب حیرت و سکر نے کیا ہے۔ اس مقام پر بیچارہ عاشق محبت کے لبریز جام سے مدہوش ہو کر ایسا بیہوش ہو جاتا ہے کہ اُسے اپنی رسوائی کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ دیوانہ وار باہر نکلتا ہے اور عالمِ جنوں میں جنگل کی راہ لیتا ہے ؂

عشقِ تو مرا بازِ خرابا تی کرد
ورنہ من بیچارہ لیسا ماں بودم

Marfat.com

"تیرے عشق نے مجھے برباد کر دیا ورنہ میں بے چارہ بھی صاحب سامان تھا۔"

یہ حضرات کسی کے طنز وطعن کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اس مقام پر سالک سے بعض راز کی باتیں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ فرمانِ محبوب کے مطابق صبر کے جامہ کو چاک کر کے خانۂ ننگ و نام کو خیرباد کہہ ڈالے۔ یعنی بدنامی قبول کر ڈالے اور کہے۔

دل دیو انگیم ہست و سرے باکی
کر کار نیست شکیبائی و اندوہناکی
دست در دل کن و ہر پردۂ اسرار کہ ہست
بدر اے سینہ کہ در دستِ ملامت خاکی

"میرا دل جنون پرور اور سر خوف سے بے نیاز ہے۔ یہاں صبر وغم خوری کا کام نہیں۔ دل پہ دست اندازی کرو اور اے سینہ اسرار کے تمام پردے چاک کرو کہ دستِ ملامت میں تم مانندِ خاک ہو۔"

دوست! ڈرنے والا کسی مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک مصیبتوں کا زہر شربت کی طرح نوش جاں نہ کرو گے اور طعنہ ملامت کے تیر دودھ کی مانند نہ پیو گے کبھی منزلِ مراد پر رسائی حاصل نہ کر سکو گے۔ نظم

اے دل بہوس بہ سر کارے نرسی
تاغم نخوری بغمگسارے نرسی
چوں شانہ بزیر ارّہ تا تن ننہی
ہرگز بسر زلفِ نگارے نرسی

"اے دل ہوس تجھے کسی کا کام نہ چھوڑے گی جب تک غم کی پرورش نہ کرے گا غمگسار تک رسائی نہ ہوگی۔ جب تک اپنے جسم کو کنگھی کی مانند آرے کے نیچے نہ رکھو گے کبھی زلفِ محبوب تک نہ پہنچ سکو گے۔"

Marfat.com

میرے بھائی! اس مقام پر نوازشیں بھی ہوتی ہیں اور سختیاں بھی۔ کبھی اظہار لطف و کرم کے طور پر فرماتا ہے:

لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوبِيَّه : "اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار نہ کرتا" ـــــ کبھی آتشِ غضب میں سے گزارتے ہوئے فرماتا ہے:

لَوْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ ـ "اگر ہم چاہیں تو آپ کی طرف وحی کردہ واپس لے لیں" ـــــ کبھی بلندیوں کے اس مقام پر جلوہ آرا کراتے ہوئے کہتا ہے:

وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ـ "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی" ـــــ کبھی یوں ہوتا ہے کہ کہہ دیتے ہیں:

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ـ "اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے" ـــــ کبھی یوں ارشاد ہوتا ہے:

وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ ـ "میں نے تجھے (اے موسیٰ) اپنے لیے بنایا" اور کبھی فرمادیتے، لَنْ تَرَانِیْ ـ "تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا" ـــــ کبھی حکم ہوتا ہے:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَه ـ "ـــــ میں زمین پہ اپنا نائب بنانے والا ہوں" ـــــ اور کبھی یوں کہہ دیتے:

وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ـ "آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بہک گیا" کسی وقت ایک چیز سے اسے روک دیتے ہیں اور وہ مراد ہوتی ہے اور کبھی اسی چیز کا حکم دے دیتے ہیں اور وہ مقصود نہیں ہوتی۔ کبھی درجات بلند پہ فائز کردیتے ہیں اور کبھی درجات کی طلب میں لگا دیتے ہیں لیکن اگر عاشق کامل ہے تو ہر حال میں محبوب سے صرف نظر نہ کرے تمام حالات میں وہی کچھ کرے جو محبوب کی مرضی ہو۔ ؎

أُرِيْدُ وِصَالَهٗ وَيُرِيْدُ هَجْرِیْ
فَأَتْرُكُ مَا أُرِيْدُ لِمَا يُرِيْدُ

"میں اس کا وصال چاہتا ہوں اور وہ مجھ سے جدائی ۔ میں اپنی خواہش اس کی رضا کے لیے ترک کرتا ہوں ۔"

اگر مرادِ تو اے دوست نامرادیِ ماست
مرادِ خویش ازیں بیش من نخواہم خواست

"اے دوست اگر تیرا مقصد ہماری ناکامی ہے تو اس کے بعد ہم اپنی مراد نہیں مانگیں گے ۔"

درجہ سوم : مشاہدہ عیوب ـــــ اس مقام پر عاشق سالک مکاشفہ پر دسترس حاصل کر لیتا ہے محبوب حقیقی اپنے بعض اوصاف و افعال اس پر ظاہر کر دیتا ہے ۔ اور اس کے دل کو محبت کے انوار سے منور بنا دیتا ہے ۔ بلکہ سالک کا سر لوح محفوظ کے مقابل پہنچ جاتا ہے ۔ مگر دوست! یہاں بھی آزمائش بہت ہے ۔ بے چارہ عاشق اضطراب میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ رباعی

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند
مشتاق رخ تو خانماں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

"وہ شخص جو کہ تجھے پہچان گیا اسے جان کی پروا نہیں ۔ تیرے رخ خوب کا اشتیاق رکھنے والا گھر بار سے بے نیاز ہو جاتا ہے ۔ تو اسے دیوانہ کر کے دونوں جہان عطا کرتا ہے ۔ مگر تیرا دیوانہ دونوں جہان کو خاطر میں نہیں لاتا ۔"

کتنے سر اس منزل میں پیوند خاک ہوئے اور کتنی جانیں اس مقام پر فنا پذیر ہوئیں ۔
وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِأَیِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ ۔ "کوئی انسان نہیں جانتا کہ اس کی

Marfat.com

موت کس سرزمین پر واقع ہوگی۔"

عاشق کی ہلاکت یہاں پر مختلف انداز سے ہوتی ہے۔ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کیسے موت کے گھاٹ اتاریں گے اور کہاں سے اسے سولی پر چڑھائیں گے۔ بس صرف محبوب کی عنایت ہی دستگیری فرمائے تو اسے یہ سعادت نصیب ہوسکتی ہے کہ غیر سے آنکھیں بند کرلے اور بجز محبوب کے کسی کو نہ دیکھے اور وہ بھی یوں کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی " نہ انہوں نے آنکھ جھپکی اور نہ نظر خیرہ ہوئی۔" فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (دو قوسوں سے قریب تر) کی نعمت عظمیٰ سے نقابِ غیب اٹھائے اور اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ (کیا تو نے اپنے رب کو نہیں دیکھا) کی سعادتیں اس کے نصیب ہوں۔ ع

چو از جملہ بریدم من ترا ام

"جب سے کٹ گیا ہوں میں تیرا ہوں۔"

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ۔ " اور جب تم ان سے اور ان کے معبودوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے ہو تو غار میں پناہ گیر ہو جاؤ۔"

درجہ چہارم؛ آرزوئے ملاقات ——— عاشقِ سالک کا محبوب چاہے خون بہائے چاہے مصیبت کی کسی سولی پر چڑھائے اس کا شوقِ وصال و آرزوئے ملاقات زیادہ سے زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے ۔

گرم صد دل بود ہر دم شود صد پارہ از غم

بحسنت ہر زبان شوقم بدیدارت بود افزوں

" اگر غم سے میرے سینکڑوں دل ہر لحظہ ٹکڑے ٹکڑے ہوں پھر بھی تیرے حسن کی قسم ہر لحظہ تیرا شوقِ دیدار بڑھتا ہی رہے گا۔" ۔

وَلَوْ قَطَّعْتَنِیْ اِرْبًا اِرْبًا

مَا ازْدَدْتُّ اِلَّا حُبًّا حُبًّا

"اے محبوب اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو سوائے تیری محبت کے کچھ اور اضافہ نہ ہوگا" ؎

دل بسوئے دلبرے ہر لحظہ مارا می کشد
آنجا کہ مارا می کشد ایں دل تماشا می کشد

"یہ دل مجھے ہر لحظہ محبوب کی جانب کھینچ رہا ہے۔ وہاں جہاں میرا قتل عام ہوگا وہیں کے لیے کھینچ رہا ہے۔"

موسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھو اس مقام پر ہی فرماتے ہیں اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ "اے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا۔" اگر محبوب کی طرف سے ہزار بار بھی کا شربت ان کے حلق میں ٹپکایا جاتا ان کے اشتیاق و تقاضا میں فرق نہ آتا۔ آرزوئے طلب میں کمی واقع نہ ہوتی۔ ہاں ہاں۔ بے چارے شوق کے مارے کے لیے رد و قبول کی سوچ نہیں ہوتی۔ وہ تو اس قلق اور بے قراری کی بنیاد پر کہتا ہے ؎

اگر بتیر زندم و یا بہ تیغ کشندم
بہیچ ضرب و سیاست ز تو ندارم دست

"اگر مجھے تیر سے ماریں یا تلوار سے قتل کریں۔ کسی مار اور سزا کی وجہ سے میں محبوب سے دست بردار نہ ہوں گا۔

؎ من از تو صبر ندارم کہ بے تو بنشینم
دگر کسے نتوانم کہ بر تو بگزینم

"تیرے بغیر مجھے صبر نہیں اور تجھ سے بہتر کوئی نہیں کہ اسے پسند کروں۔"

درجۂ پنجم: استیناس ـــــ سالک کے لیے اس مقام پر طلب انس اور ملاقات کی درخواست کرنے کی اجازت ہوتی ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں پر دوست سے موانست اور غیر سے وحشت و گریز کی خوبی میسر آتی ہے۔ کسی نے فرمایا ہے علامتِ استیناس

Marfat.com

ہر حال میں مراقبۂ محبوب ہے۔ بیت

دلم تا تو اے مہ آشنا شد
زہر چہ بود زاں بیگانہ گشتم
مرا تو مونس جانی و جاناں
ندیدم روئے تو دیوانہ گشتم

"اے چاند (محبوب) جب سے میرا دل تجھ سے آشنا ہوا ہے تمام نازو انداز والے لوگوں سے بیگانہ ہو گیا ہے۔ تو میری جان کا مونس اور محبوب ہے میں تو تیرے رخ زیبا کا نادیدہ دیوانہ ہو گیا ہوں۔"

مرتبہ ہشتم: عشق

عشق سے مراد افراط و شدتِ محبت ہے بیت

کتاب حسن تو روزے قضائے خواند در گوشم
شدم از خویش بیگانہ نہ عقلم ماند و نے ہوشم

"تقدیر نے ایک دن میرے کانوں میں تیرے حسن کی کتاب کے چند بول ڈال دیئے۔ میں اپنے آپ میں نہ رہا اور عقل و ہوش رخصت ہو گئے۔"

جواں مردا! عشق زسرتا پا بے خبری کا نام اور بے خبری کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔ عشق کا خیال بھی اپنی گراں باری کی وجہ سے ناقابل برداشت ہے وہاں تک اپنے آپ کون پہنچ سکا ہے۔ اور اس شربت کے مزے کون چکھ سکا عشق ایک ایسی آگ ہے جو خرمنِ وجود کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔ اور ایسی ہوا ہے کہ زندگی کے پودے کو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے۔

عشق آمد و خانہ کرد خالی
برداشتہ تیغِ لا اُبالی

"عشق آیا اور گھر لاابالی (مجھے کسی کی پروا نہیں) کی تلوار سے خالی کر گیا۔"

جوان مردار عشق سچے صوفیوں کا سرمایہ اور کاملین کا شعار ہے۔ محبت کرنے والوں کا دل اور جان ہے۔ ایمان سوائے عشق کے کامل نہیں ہوتا۔ فرمایا:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ۔ "ایمان والے محبتِ الٰہی میں سخت ترین ہیں۔"

اور اِنَّ الْمَحَبَّۃَ اِذَا اشْتَدَّتْ وَقَوِیَتْ سُمِّیَتْ عِشْقًا ۔ "محبت جب شدید اور قوی ہو جاتی ہے تو اس کا نام عشق ہے۔"

میرے عزیز انسان کو عاشق بننا چاہیئے اور عشاق کی صحبت میں بیٹھنا چاہیئے۔ چنانچہ شیخ الاسلام نظام الحق والدین ہمارے آقا و مولانے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے ؎

با عاشقاں نشین تو ہم عاشقی گزیں

اے ہر کہ نیست عاشق با او مشو قریں

"عاشقوں کی مجلس میں بیٹھ اور عاشقی اختیار کر۔ جو عاشق نہیں ہے اس کے قریب نہ جا۔"

لیکن عشق نہ خود آنے والا نہ لایا جانے والا ہے۔

وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ الْمُلْکَ مَنْ یَّشَآءُ ۔ "اور اللہ پاک جسے چاہتا ہے سلطنتِ عشق کا بادشاہ بناتا ہے۔" —— اس مرتبے کے بھی پانچ درجے ہیں۔

درجہ اوّل۔ فقدانِ دل —— فرمایا

مَنْ لَّیْسَ مَفْقُوْدُ الْقَلْبِ لَیْسَ بِعَاشِقٍ ۔ "جو مفقود القلب نہ ہو، وہ عاشق نہیں" —— کیونکہ جو دل رکھتا ہو یا دل کی خبر بھی تو وہ "عشق" سے بے خبر ہے ؎

کہ گفت من خبرے دارم از حقیقت عشق

دروغ گفت گر از خویشتن خبر دارد

"جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں عشق کی حقیقت سے واقف ہوں، جھوٹ بولتا ہے اگر وہ اپنی ذات کی خبر رکھتا ہے۔"

Marfat.com

کسی عزیز نے کتنا اچھا کہا ہے:

زدلم نشاں چو خواہی کہ زدل خبر ندارم
تو بگو کہ دل چہ باشد من از ذاتم ندارم

"میرے دل کا پتہ پوچھتے ہو، مجھے اپنے دل کی خبر نہیں بلکہ یوں کہو کہ دل کیا ہے میرے ہاں تو اس کا نام و نشان ہی مفقود ہے۔"

میرے عزیز جس وقت سلطانِ عشق تختِ جاں پر نزولِ اجلال فرما چکتا ہے تو دل رختِ سفر باندھ لیتا ہے۔ نشاط و عشرت کی چادر لپیٹ کر ۔

عاشق مخوانش آنکہ زجانش خبر بود
باخود زہوش و عقل در دانش اثر بود

"اسے عاشق نہ کہیے جسے اپنے جسم و جان کی خبر ہو اور جو عقل و ہوش کے ساتھ دانش کے اثرات اپنے اندر رکھتا ہو۔"

ایک دفعہ ایک اللہ کے بندے کو دیکھا گیا کہ ببول کے کانٹوں پر بیٹھا ہوا ہے۔ آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا اور عالمِ حیرت میں محو تھا۔ لوگوں نے بڑے اصرار سے پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں فرمایا۔ فَقَدْتُ قَلْبِیْ "میرا دل گم ہو گیا ہے"۔ عرض کیا گیا پھر کیا ہو گیا۔ وہ مردِ خدا رو پڑے اور فرمایا میں نے اپنے رب کو پا لیا۔ یہ کہہ کر ایک زوردار نعرہ مارا اور وصال پا گئے۔ اللہ کی ان پر رحمت ہو۔

بارِ غمِ عشق فلک نسنجد ہرگز
واز جورِ تو ہیچ دل نرنجد ہرگز

واز عشقِ تو عاشقاں چناں جاں بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

"عشق کے غم کا بوجھ آسمان نہیں اٹھا سکتا اور اے محبوب! تیرے ستم سے کسی عاشق کا

دل آزردہ نہیں ہوتا۔ تیرے عشق میں تیرے چاہنے والے ایسے جان دیتے ہیں کہ وہاں موت کے فرشتے کی گنجائش نہیں ہوتی۔"

حضرت ذوالنون مصریؒ سے عاشق صادق کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا۔ اگر آپ کو ایسا شخص نظر آئے جس کا چہرہ زرد، دل گم گشتہ، عقل مغلوب، رونے میں شدید، موت کا طالب اور اس کے ساتھ ساتھ ادب کی پاسداری اور لوگوں کی دلجوئی کرنے والا ہو تو سمجھ لیں کہ وہ سچا عاشق ہے۔

جوان مردا! عشق ایک ایسا بادشاہ ہے جو کہ دوستوں کی دل شکنی کرتا ہے۔ جس دل میں جلوہ فگن ہوتا ہے اسے ہی تباہ کرتا ہے۔ بفرمان:

اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا "بے شک بادشاہ لوگ جب کسی بستی میں وارد ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر ڈالتے ہیں۔"

زندگی کی مٹی ہوا کے حوالے کرتا ہے اور ہر پاک انسان کے چہرے کو آگ میں جھونک دیتا ہے۔ بادشاہوں کے تخت و تاج لٹ جاتے ہیں اور ننگ و نام کنارہ گیر ہو جاتے ہیں۔ بارشاد: وَجَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً وَکَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ۔ "اور ان بستیوں کے معزز لوگوں کو ذلیل بنا دیتے ہیں اور اسی طرح کرتے ہیں۔"

جواں مردا! عشق ایک پرندہ ہے جس کا دانہ دل ہے اور جان آشیانہ ہے ۔

زسرِ عینِ عشق چونکہ پدیدار شد
طائے طریقت بسوخت عقل نگوں سار شد
بر دل ہر کس کہ تافت یک سر موز حدیث
صومعہ بتخانہ گشت خرقہ بزنار شد
ماہ رخا ہر کہ دید زلف تو کافر بماند
لیک ہر آنکس کہ دید روئے تو دیدار شد

Marfat.com

"تیرے خیال میں عشق کی رہ جب ظاہر ہوئی تو طریقت کی ابتدا تک حل ہو گئی اور عقل الٹ گئی۔ محبوب کی بات کے ایک سر مو کو اگر کسی نے بل دیا تو عبادت کدہ بت خانہ بن گیا اور خرقہ نے زنار کی شکل اختیار کر لی۔ چاند کے چہرے والے! جس نے تیری زلفِ معنبر کو دیکھ لیا کافر ہو کر رہ گیا، مگر جس نے تیری دید کر لی وہ خود مکمل دیدار بن گیا۔"

اس شعر میں ایک بہت بڑا راز ہے مگر افسوس کہ پردہ اٹھانے کی اجازت نہیں۔

درجہ دوم: تاسف ـــــ اس مقام پر بے دل عاشق اپنے محبوب کے بغیر گزرنے والی زندگی کے ہر لمحہ پر افسوس کناں نظر آتا ہے۔ کنعان کے اس بادشاہ (حضرت یعقوبؑ) کی بینائی۔ فرماتے ہیں:

يَا أَسَفَا عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ "ہائے افسوس یوسف کے لیے اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں اور وہ اسے (غم کو) پی رہے تھے۔" ؎

ہر لحظہ کہ بے تو مرا می رود زعمر
واللہ ازاں حیات مرا مرگ خوشتر است

"زندگی کا ہر وہ لمحہ جو تیرے بغیر گزر رہا ہے خدا کی قسم اس پر میں موت کو ترجیح دیتا ہوں۔"

شعر

لَئِنْ مَضَتْ سَاعَةٌ فِي الدَّهْرِ وَاحِدَةٌ
لغير وصلكم واقيعة العمري

"زمانے میں تیرے وصال کے بغیر ایک گھڑی بھی عمر کا ضیاع ہے۔"

درجہ سوم: وجد ـــــ یہ ایک عجیب حالت ہے کہ جس کو زبان بیان نہیں کر سکتی اور قلم لکھ نہیں سکتا۔ بہت اونچا مقام ہے۔ جب خداوند کریم آپ کو اس مقام کی نعمت عطا فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ مقام کیا ہے۔ اور اس کی کیفیات کیسی ہیں۔

میرے عزیز، صاحب وجد پر پوری دنیا انگوٹھی کے حلقے کی مانند تنگ ہو جاتی ہے

اسے کسی مقام پر قرار نہیں آتا اور فریاد کرتا ہے ؎

طال شوقی یا سرور بہجتی
وجدت فھو حی بالذی انت تعرف
وصادت علی الارض حلقۃ خاتم
وبی منک وجد دائم لیس یوصف

درجہ چہارم: بے صبری —— عاشق اس مقام پر طاقت سے خالی ہو کر اشتیاق کی آگ میں جل کر بے قرار و بے آرام ہو جاتا ہے۔ انجام و نتائج سے بے نیاز ہو کر دن رات جوشِ شوق میں فریاد کرتا ہے ؎

اَلصَّبْرُ عَنْکَ مَذْمُوْمٌ عَوَاقِبُہٗ
وَالصَّبْرُ فِیْ سَائِرِ الْاَشْیَاءِ مَحْمُوْدٗ

"اگرچہ ہر چیز میں صبر قابلِ تعریف ہے مگر اے محبوب آپ کے معاملہ میں صبر کے نتائج ناپسندیدہ ہیں"۔

بیت ؎

تا بود مرا طاقت بودم بشکیبائی
چوں کار بجاں آمد اکنوں من و رسوائی
سر پنجۂ صبرم را پیچیدہ و بروں شد دل
اے صبر ہمیں بودت بازوئے توانائی

"جب تک مجھ میں طاقت تھی میں صبر کرتا رہا۔ جب جان نکلنے لگی اب میں ہوں اور ذلت میرے صبر کے پنجہ کو مروڑ کر دل نکل گیا۔ اے صبر کیا تیرے بازوؤں میں یہی طاقت تھی؟"

جوانمردا عِشْقٌ وَصَبْرٌ ضِدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ وَالْجَمْعُ بَیْنَھُمَا لَیْسَ بِاِمْکَانٍ

"عشق اور صبر ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ضدیں ایک جا اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔"

بیت ؎
دل کہ عاشق و صابر بود مگر سنگست
زعشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگست

"وہ دل جو عاشق ہو اور صابر بھی تو وہ پتھر ہے۔ عشق اور صبر میں ہزاروں میل کا فاصلہ ہے۔"

درجۂ پنجم: صبابت ـــــ اس مقام میں عاشق مدہوش ہو جاتا ہے اور غلبۂ عشق میں مستقل بے ہوش۔ اس کی آنکھ روتی ہے اور دل جل کر کباب بنتا ہے۔ اس طرح سے کہ ہر دیکھنے والے کو اس کے دل پر ترس آتا ہے۔ جسے بھی معلوم ہوتا ہے اس کے ساتھ شفقت کا سلوک کرتا ہے۔ وہ انسان مجنوں کی مانند پہاڑوں میں پھرتا ہے اور محرومی میں صحراؤں کی خاک چھانتا ہے۔ چہرہ زرد، روتی آنکھ سوائے محبوب کے کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔ سوائے محبوب کے نام کے کوئی بات نہیں کہتا۔ بیچارہ ہر وقت اس شعر کا مصداق بن جاتا ہے ؎

ذا نہا کہ خواندہ ام ہمہ از یاد ما برفت
الّا حدیثِ دوست کہ تکرار می کنم

"سب کچھ پڑھا پڑھایا بھول چکا ہوں مگر محبوب کی بات جسے بار بار دہرا رہا ہوں ....
جنوں کے عالم میں پتھروں اور پودوں سے باتیں کرتا ہے اور باد صبا کے ہاتھ دوست کو پیغام بھیجتا ہے ؎

مالی النسیم الیک رسول
تحکی صبابات الھوی وتقول
کلی الیک حشاشۃ مفروحۃ
کیف الوصول وما الیک سبیل

خدا کی قسم کل قیامت کے دن اہل عشق خوشبوئے محبوب پائے بغیر زندہ نہ کئے جائیں گے
اور محبوب کا نام سنے بغیر قبر سے سر نہ نکالیں گے ع

از بہر تو میرم واز برائے تو زیم
"تیرے لیے ہی مرتا ہوں اور تیرے لیے ہی جیتا ہوں۔" ے
بوئے محبوب چو برخاک احبّا گزرد
نہ عجب باشد اگر زندہ کند عظم رمیم

"محبوب کی خوشبو اگر عشاق کے پاس سے گزرے تو عجب نہیں کہ بھربھری (بوسیدہ) ہڈیوں کو نئی زندگی عطا کر جائے۔"

مرتبہ نہم: تبلتم (عشق کی رسوائی)

اس مرتبہ پر عاشق کو بندگی و عاجزی کا پابند بنایا جاتا ہے۔ بے چارگی و نیاز مندی کی زنجیر سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ مسکین و عاجز بن کر عرض کرتا ہے:

یَا نَسِیْمَ الصَّبَا تَحَمَّلْ رِسَالَتِیْ ۔ فَاِنِّیْ مُتَیَّمٌ مُشْتَاقٌ" اے باد صبا میرے پیام کو محبوب کے پاس لے جا کہ میں بے شک ایک عاجز اشتیاق وصال رکھنے والا ہوں۔"

اس مرتبہ کے بھی پانچ درجے ہیں:

درجہ اوّل: تفرّد ــــ اس منزل میں دوست غیر دوست سے منقطع اور جدا ہو جاتا ہے۔ دوست سے اسے اتحاد نصیب ہو جاتا ہے۔ میرے دوست! مجھے معلوم ہے کہ آپ

Marfat.com

کو میری ان باتوں پر حیرت ہو رہی ہے اور یہ حیرت اس بے چارگی کا مظہر ہے جو "ماسوی المحبوب" میں مشغولیت کی وجہ سے آپ کو لاحق ہے۔ خدا کی قسم! اگر آپ میں دیدار و لقائے مقصود کا شوق پیدا ہو جاتا تو آپ مخلوق سے وحشت زدہ ہو کر اہل و عیال سے بھاگ جاتے جس طرح بکریاں شیر سے بھاگتی ہے۔ آپ تنہائی پسند کرتے اور موت کو پسند۔ لوگ آپ پر ہنستے اور کہتے کہ یہ وہم شکار ہے بلکہ سودا کے ابتدائی آثار اس کے چہرے سے آشکار ہیں مگر آپ ان کے حالات پر توجہ نہ کرتے۔ کسی کو شناخت ہی نہ کرتے کہ تو کون ہے؟ کیا ہے؟ کس طرح ہے؟ اور کہاں ہے؟ بلکہ یوں کہتے ؎

در خویش گم کہ من چہ نامم
معشوقم، عاشقم کدامم

"میں اپنے آپ میں گم ہوں مجھے معلوم نہیں کہ میرا نام کیا ہے۔ معشوق ہوں یا عاشق؟ کون ہوں؟"

عزیزم! یہاں تو عاشق خود اپنی ذات سے بھی فارغ ہوتا ہے۔ بیت

حدیث من ورتی بازکن من نہ منم
ہمہ تو گشتم اینک حدیث شد کوتاہ

"میری بات کا تو ورق ہی پھاڑ دو کہ میں اب میں نہیں سب کا سب تو ہو گیا اور قصہ مختصر۔" انسوس اور صد انسوس کہ آپ کو معلوم نہیں وہ کیا مقام ہے کیونکہ یہاں عاشق و معشوق ایک ہو جاتے ہیں مجھے زندگی کی قسم کہ یہ مقاماتِ نبوت میں سے ایک مقام ہے۔ قرآن فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔ "بے شک جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔" وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ "نہیں پھینکیں (کنکریاں) آپ نے جب کہ پھینکیں آپ نے بلکہ اللہ نے پھینکیں۔" اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ۔ "اگر تم اللہ کی مدد کرو تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔"

Marfat.com

میرے عزیز ان آیات میں عجیب اسرار ہیں کہ اس وقت ان سے پردہ اٹھانا مناسب نہیں ۔بس اتنا سمجھ لیں کہ یہاں

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔" ہر چیز ناپذیر ہے اور بقا صرف تیرے ربّ جلیل و کریم کو ہے" جلوہ نگن ہوتا ہے ۔

درجہ دوم استتار ـــــــ یہاں مکمل اخفا کی ضرورت ہے ۔ یہ اخفا ہر دو جانب سے مطلوب ہے ۔یہاں معشوق کی غیرت عاشق کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے ۔ چنانچہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں :

اَنَا غَیُوْرٌ وَاللّٰهُ اَغْیَرُ مِنِّیْ ۔" میں غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت والے ہیں"

میرے عزیز ۔قرآن میں محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو خطاب ہوتا ہے :

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۔ یہ خطاب استتاری کے ضمن میں ہے ۔ حقیقی مقصود وہی ہے اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ ۔ اس انداز بیان کو صفت التفات کہتے ہیں عمومی خطاب اہل دنیا کی طرف ہے اور خبر سے مشرف اہل محبت کو کیا جا رہا ہے ۔ اس فرمان میں ارشاد ہوتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ ۔ پھر وقف ہوا اور پھر فرمایا كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ" تاکہ اغیار سے احوال چھپایا جائے ۔اہل ظاہر تو یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ سیاق کلام مدّ الظّل" کے لیے ہے ۔

دل پیش تو ام دیدہ بجائے دگر ستم
تا خلق نداند کہ تو را می نگرستم

" دل کی نظر تجھی پر ہے ظاہراً کہیں اور دیکھ رہا ہوں تاکہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ تجھے دیکھ رہا ہوں"

عزیز من! "ظل" وہ سایہ نہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں آپ کو اس کا بھی پتہ چلے گا

جبکہ آپ کو اس بات کا علم ہوگا اَلسُّلْطَانُ ظِلُّ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ کا مطلب کیا ہے؟ یہ تو وہ مقام ہے جہاں ایک دوسرے سے غیریت برتتے ہیں۔ یہ بڑا حیرت انگیز مقام ہے حضور علیہ السلام نے جناب حضرت حقیقت الحقائق سے سوائے رمز و کنایہ کے اور کوئی اشارہ نہیں کیا اور اس طرف سے بھی یہی حال ہے۔

را زیست مرا با شب و سریست عجب
شب داند و من دانم و من دانم و شب

"رات کے اوقات میں میرے لیے عجب راز ہوتے ہیں جنہیں میں ہی جانتا ہوں یا اوقات شب" الم۔ المص اور دیگر حروف مقطعات کا یہی مفہوم ہے۔ قاب قوسین اَوْ اَدْنٰی اور فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی اسی لیے فرمایا ہے۔

درجہ سوم: بذل روح ——— یعنی جان بازی۔ اس مقام پہ پہنچ کر عاشق کے لیے روح کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ جاں بازی تو عاشق کا کام ہے۔

از من گماں مبر کہ دل از دوست بر کنم
تا جاں دریں تن است دم از عشق می زنم
گر بشنوی کہ قافلۂ مرد در غمت
اول کسے کہ جاں دہد از بہر تو منم

"میرے بارے میں یہ خیال نہ کرو کہ میں دوست سے دل بردار ہو جاؤں گا۔ جب تک میرے جسم میں جان ہے عشق کا دم بھرتا رہوں گا۔ کبھی تو نے یہ سنا کہ ایک قافلے نے تیرے غم میں موت قبول کی تو تیرے لیے مرنے والوں میں پہلا شخص میں ہوں گا۔"

بیت
سرِ جاناں ندارد ہر کہ دیرا بیم جاں باشد
بجاں گر صحبتِ جاناں بیابی رائگاں باشد

"جان کا خوف رکھنے والے کو محبوب کا خیال نہیں ہوتا۔ محبوب کی ہم نشینی اگر جان کے بدلے ملے

تو مفت سمجھو"

درجہ چہارم و پنجم ـــــــ خوف ورجا۔ ڈر اور امید کے اس مقام پر عاشق بے چارہ کبھی تو قطعی خوف سے لرزہ براندام ہوتا ہے اور کبھی امید وصال سے شاد کام وخوش باش۔ کبھی اندیشۂ فراق اور کبھی امید وصال۔ ؎

زجاں دادن نمی ترسم من اے جان
ازاں ترسم کہ از تو دور مانم

"اے محبوب مجھے جان دینے کا ڈر نہیں۔ ڈر اس بات کا ہے کہ کہیں تجھ سے دور نہ ہو جاؤں"

مرتبہ دہم: وَلَہٗ

اس مقام پر بڑی مصیبتیں اور عظیم خطرے پیش آتے ہیں۔ دوری میں عذاب اور قرب میں حیرت لاحق ہوتی ہے اور ہر دو حالتیں سخت ترین ہیں ؎

گر ببینمت جاں می رود ور ننگرم خود چوں زیم
حیراں اندر کار خود کت جاں دہم یا بنگرم

"اگر تیرا دیدار کروں تو جان جاتی ہے اور اگر نہ دیکھوں تو کیسے جیوں۔ مجھے اپنے معاملے میں حیرانی ہے کہ جان دوں یا دیکھتا رہوں"

کبھی تو عاشق زار محبوب کی خود رائی کے ہاتھوں عالم حیرت میں ہوتا ہے اور کبھی اس کی شاہانہ سرفرازی کی وجہ سے ہیبت زدہ ہو جاتا ہے کہ معلوم نہیں کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ ؎

ندانم ہر چہ گردد آخرین کار
مرا دل والہ و معشوق خود کام

"میں نہیں جانتا کہ انجام کار کیا ہو، میرا دل عاشق سرگشتہ اور محبوب خود را ہے"

جوان مردا۔ عزت و جلال کے کمال پر ہوتا ہے اور عاشق عجز و انکسار کی انتہا پر۔ تو ایسے عالم میں پھر حیرت و دہشت اور کیا حاصل ہوگا۔

حیرت اندر حیرت ست والہی در والہی
اندرین رہ صد ہزاران عقل عاقل مبتلاست

"حیرانی در حیرانی اور سرگشتگی در سرگشتگی ہے۔ اس راستے میں ہزاروں عقل مندوں کی عقلیں گرفتار ہیں"۔

اس مرتبہ کے بھی پانچ درجے ہیں:

درجہ اوّل سوال ـــــ حضرتِ محبوب سے نہایت تضرع، عجز اور انکسار سے سوال کرنا

عزیز من! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ معشوق سے سوائے معشوق کی ذات طلب کرنے کے اور کچھ نہ مانگنا چاہیے۔ وگرنہ عاشق نہ ہوگا۔

مرا لبان تو باید شکر چہ سود کند
بجائے یاد تو یاد دگر چہ سود کند

"مجھے ہونٹ چاہیئے شکر کا کیا فائدہ تیری یاد کے علاوہ کوئی اور یاد بے کار ہے۔"

عاشق کا سوال کئی قسم کا ہوتا ہے۔ بعض تو ایک مقررنوعیت کے سوال کرتے ہیں جو ظاہر الفاظ پر مبنی ہوتا ہے اور بعض سوال کو خفیہ طریقے سے کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اپنے آپ کو محبوب کے سپرد کر دیتے ہیں یہی کامل لوگ ہیں۔ بعض محبوب تو اپنے لیے طلب کرتے ہیں اور بعض خود کو محبوب کے لیے مانگتے ہیں مگر یہ ہے کہ ہر عبارت و اشارت سے مراد ان کی سوائے محبوب کے کوئی اور نہیں ہوتا اور کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ عاشق کے دل کی آنکھ حضورِ معشوق کے نور کے بغیر منور ہی نہیں ہو سکتی اور اس کے سینے کی آگ وصال محبوب کے آبِ حیات کے بغیر تسکین ہی نہیں پاتی۔ وہ تو بیچارہ عرض کرتا ہے

من چوں زیم کہ روئے دگر خوش نمی کند
ایں چشم روسیہ کہ بروئے تو خو گرفت

"محبوب! میں کیسے زندہ رہوں کہ کوئی اور چہرہ مجھے اچھا ہی نہیں لگتا۔ اس بدبخت آنکھ

Marfat.com

نے تیرے رُخِ انور کی زیارت ہی کی عادت کرلی ہے۔"

ازراہِ بے چارگی و جوشِ عشق کبھی کبھی اپنے احوال کے لیے یوں سوال کرتا ہے ،

مرا تا چند از خود دور داری
دلم زار و تنم رنجور داری
چو آتش در زدی بارے ہمیں بیں
ہمیں باشد کہ خود را در داری

"محبوب! مجھے تم اپنے آپ سے کب تک دور رکھو گے۔ میرے دل کو شکستہ حال اور بیمار بنائے رہو گے۔ جب آگ لگائی ہے تو کم از کم اُسے دیکھو تو سہی کیا یہی وجہ ہے کہ تم اپنے آپ کو دور رکھ رہے ہو۔"

درجہ دوم : تشرب —— یہ مقام سلسبیلِ عشق سے شراب ناب پینے کا ہے۔ اس مقام پر بھی عاشقوں کے کئی مذہب ہیں اور ہر مذہب کے کئی انداز اور مقام ہیں۔ بعض تو شرابِ نابِ عشق کو جامِ درد سے پیتے ہیں:

اَلَمِیْ مَا مِثْلُہٗ اَلَمٌ
وَسُقَامِیْ مَا دُوْنَہٗ سَقَمٌ

"میرا درد بے مثال اور میرے مرض سے آگے کوئی مرض نہیں۔"

شرابِ دردی نوشم ز ہجرت
بنا شد ہیچ خوشتر زیں شرابے

"تیری جدائی میں شرابِ درد پی رہا ہوں۔ اس سے بہتر کوئی شراب نہیں۔"

بعض شرابِ عشق کو اشتیاق کے جام سے نوش فرماتے ہیں اور کہتے ہیں

شَرِبْتُ الْعِشْقَ کَاْسًا بَعْدَ کَاْسٍ
فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَمَا رُوِیْتُ

Marfat.com

"میں نے شرابِ عشق کے جام پر جام اٹھائے نہ تو شراب ختم ہوئی اور نہ ہی میں سیراب ہوا"
بعض غم کے پیالے سے اس شراب کو پیتے ہیں اور بعض تاسف اور دردِ شدید کے جام ہیں ؎

اَدْہَشَنِیْ حُبُّہٗ وَاَقْلَقَنِیْ
یَا حَسْرَتَا کُلُّہٗ وَیَا اَسَفَا

"اس کی محبت میں مجھے مدہوش اور قلق میں مبتلا کر دیا۔ اس تمام پر حسرت و افسوس!
بعض خوف۔ امید اور اسی طرح ہر ایک عاشق کی اپنی اپنی آزمائش ہے۔ اگر اسی طرح پوری کی پوری تفصیل لکھوں تو خط طویل ہو جائے گا ؎

نَمُوْتُ وَنَحْیَا سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ
کَذٰلِکَ الْعَاشِقِیْنَ ضُرُوْبٌ

"ہم لحظہ بہ لحظہ مرتے اور زندہ ہوتے ہیں۔ یہی عشاق کی مثالیں ہیں۔"

درجہ سوم، سُکر ـــــ بعض عارف لوگوں کا قول ہے
مَنْ سَکِرَ بِکَاسِ الْمَحَبَّتِہٖ لَا یَصْحُوْا اِلَّا بِمُشَاهَدَةِ الْمَحْبُوْبِ "جو جام محبت سے سرشار ہوا وہ مشاہدہ محبوب کے بغیر ہوش میں نہیں آتا۔"

جوال مردا

اَلْمَحَبَّةُ سَکْرَةٌ فِیْ حَیْرَتٍ وَحَیْرَةٌ فِیْ سَکْرَةٍ وَالْمُحِبُّ سَکْرَانٌ وَمِنْ خُمَارَةِ حَیْرَانٌ نَحِیْفٌ مِسْکِیْنٌ حَزِیْنٌ بَاکِی الْعَیْنِ مُصْفَرَّةُ الْخَدَّیْنِ مَبْهُوْتٌ

"محبت حیرت میں مخمور رہنا یا نشہ میں حیرت زدہ ہونا ہے۔ عاشق مست ہوتا ہے اور اس کی مستی میں حیرت ہوتی ہے۔ عاشق کی علامات۔ ناک بہتی ہوئی۔ کمزور ناتوان و بے چارہ جان۔ غمزدہ و دلگیر روح۔ آنکھیں روتی ہوئی۔ رخسار زرد اور چہرہ حیرت زدہ۔"

درجہ چہارم: اضطراب و بے خودی ـــــ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی

Marfat.com

خدمت میں ان کی بیماری کے دوران عرض کیا گیا کہ آپ کے لیے طبیب لائیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ طبیب نے ہی تو مرض دیا ہے۔ ایک عاشق کو دیکھا گیا کہ تنہائی میں رو رہا ہے اور فریاد کر رہا ہے کہ آگ۔ آگ۔ ہمسائے دوڑے۔ اس سے پوچھا کہ آگ کہاں ہے۔ تو وہ بہت سخت رویا اور ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر کہنے لگا۔

نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ۔ "اللہ کی آگ روشن ہے جو دلوں کو پہنچنے والی ہے۔"

عزیز من! عاشقوں کی بیماری بہت لمبی ہے۔ اس مقام پر شفائے علیل بقائے خلیل میں ہے۔ محبت کی خاصیت بھی یہی ہے کہ بے چارہ چاہنے والا ہمیشہ اضطراب و بے قراری و بے چینی میں گرفتار اور انواع و اقسام کے امراض و آلام میں مبتلا رہتا ہے۔

پیوستہ ز دوست در بلایم
در محنت و درد مبتلایم
رنجور شدم ز دوری دوست
خبر وصل کہ می دہد شفایم
از بسکہ ضعیف و زار گشتم
در چشم اجل ہمی نیایم

"محبوب کی طرف سے ہمیشہ گرفتار بلا ہوں۔ دکھ درد اور رنج و غم کا شکار رہوں۔ اس کی جدائی میں بیمار ہوں بجز وصال شفا کا کوئی وسیلہ نہیں۔ جتنا کمزور نحیف ہوا جا رہا ہوں موت کی نظر میں نہیں آ رہا ہوں۔"

درجہ پنجم: تلف ـــــ بعض عارفین سے پوچھا گیا کہ یہ کون سا مقام ہے۔ فرمایا۔ اس مقام کی پہلی منزل بے چارگی و رضامندی سے روح کا پیش کرنا ہے اور تلفِ جان پر راضی ہونا ہے۔ اس کے بعد کی منازل کا اندازہ اسی سے کر لیں۔

۶۔ یزمن اگرچہ بعض عشاق کے نزدیک مرنے میں راحت ہے۔ مگر خدا کی قسم ان کی سمجھ کامل نہیں۔ افسوس! کہ ان کو معلوم ہوتا کہ مرنے کے بعد قلق و اضطراب بڑھ جاتا ہے ایسے اندوہ وغم سے دوچار ہوتے ہیں جو ناقابل بیان ہے۔ کیونکہ عشق کا مقام دل ہے۔ غم و حزن کے رہنے کی جگہ دل ہے۔ اور دل کے لیے موت نہیں۔ وہ باقی رہنے والا ہے۔ بلکہ جب روح کا پرندہ جسم کے پنجرے سے رہا ہوتا ہے اور محبوب کی محبت کی فضا میں پرواز کرتا ہے تو بلاشبہ عشق میں اضافہ ہوتا ہے اور مزید شوق کا موجب بنتا ہے۔ میرے نزدیک اس کمال کو کوئی زوال نہیں۔ کیونکہ عشق کامل وہی ہے کہ زندگی، موت، وصال، ہجر، کمی، بیشی وغیرہ سے پاک اور مبرّا ہو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا۔ اگر پردہ اٹھا دیتے تو پھر بھی میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوتا۔"

عاشق جس قدر مقام مشاہدہ میں رہے اس کے اشتیاق میں ذرہ بھر نقص نہ واقع ہوگا۔ شوق ومحبت کی آگ کمی سے پاک ہوتی ہے ہجر ووصال اور وصال و ہجر میں کوئی فرق نہیں سمجھتا بلکہ اپنے آپ کو اپنے آپ سے تمیز نہیں کرسکتا ۔

جمال در نظر و شوق ہم چناں باقی
گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گداست

"محبوب کا حسن پیش نظر اور شوق وصال اسی طرح قائم ہے۔ گدا کو اگر دونوں جہان دے دیں تو پھر بھی گدا ہے۔"

اگرچہ پلک جھپکنے اسے ہزاروں زہر کے بھرے شربت پلائے جائیں تو پھر بھی از راہ اشتیاق یہی کہے گا۔

ہزار شربت زہر ار بمن دہی بمثل
ز عشق نعرۂ ہل من مزید برخیزد

"اگر ہزار زہر دے پھر بھی عشق "اور ہے" کا نعرہ بلند کرتا ہے"۔

جوان مردا۔ یہاں ایک اور "راز" بھی ہے جو میں آپ کو بیان کرتا ہوں۔ کاش آپ اسے اچھی طرح سمجھ لیں۔ وہ راز یہ ہے کہ محبوب حقیقی کا وصال "محال" نہیں ہے مگر" ملاقاتِ ذاتی" محال ہے۔ یہی تو وہ درد ہے جس کا کوئی علاج نہیں اور یہی پریشانی ہے جس کا کوئی چارہ نہیں ؎

از آتشِ عشق در گدازم آہ
کارم چوں بدیں رسید انّا للّٰہ

"آہ عشق کی آگ سے پگھل رہا ہوں۔ معاملہ جب یہاں آپہنچا تو انا للّٰہ وانا الیہ راجعون"۔

یہاں عاشق مرتبہ فنا تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ اس فنا سے فانی ہو جاتا ہے اور اس فنا میں بقائے ابدی، حیاتِ ابدی، سرمدی یعنی ہمیشہ کی زندگی پالیتا ہے۔

لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ "اس میں اوّلین موت کا ذائقہ ہی چکھیں گے اور عذابِ جحیم سے بچ رہیں گے"۔

؎
تا مرد زخود فانی مطلق نشود
اثبات ونفی او محقق نشود
از خویش بروں آ تا او تو شوی
ورنہ بگزاف آدمی حق نشود

"جب تک انسان اپنے وجود کو مطلق فنا نہیں کرتا اس کے وجود کا ظاہر ہونا اور نہ ہونا پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچتا۔ اپنے آپ سے باہر آجا تاکہ تو وہ ہو جائے۔ ورنہ محض لاف زنی سے آدمی حق نہیں بنتا"۔

اس شعر میں "اسرار" کے خزانے ہیں۔ سمجھ اس کو ملی جس کو مل گئی۔ وصلی اللّٰہ علی محمد وآلہ اجمعین۔

Marfat.com

عشق کے رنج و تکلیف اسی وقت تک ہیں جب تک کہ عاشق موجود ہے۔ جب اُسے فنا مطلق حاصل ہو جاتی ہے تو پھر وہ کہاں ہے اس سے آگے عشق و عاشقی و معشوقی کا بیان کسی کے بس کا نہیں ؂

قلم بشکن ورق سوز و سیاہی ریز و دم درکش

حمید ایں قصہ عشق است در دفتر نمی گنجد

"قلم توڑ دے اوراق جلا دے۔ سیاہی انڈیل دے اور چپ سادھ۔ حمید یہ عشق کا قصہ ہے دفتروں میں کیسے آسکتا ہے۔

نہم: رضا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ "وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ ان سے راضی ہو گیا"۔ حضور نے فرمایا:

اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا اِبْتَلَاہُ فَاِنْ صَبَرَ اِجْتَبَاہُ وَاِنْ رَضِیَ اِصْطَفَاہُ۔

"جب اللہ پاک کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اسے آزمائش میں ڈال دیتے ہیں۔ اگر صبر کر جائے تو برگزیدہ بنا دیتے ہیں اور اگر اس آزمائش پر راضی رہے تو منتخب فرما لیتے ہیں:

کسی عارف نے کہا ہے:

مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰہِ فَلَیْسَ ھُوَ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ۔ "جو اللہ کی تقدیر پر راضی نہ ہو تو وہ اللہ کے بندوں میں شامل نہیں ہے"۔

عزیز من! قضائے الٰہی پر راضی رہنے کی کیفیت صحیفہ محبت میں بیان ہو چکی ہے اللہ کریم آپ کو اپنی رضا کی نعمت سے نوازیں۔ یہ سمجھ لیں کہ عقل و بصیرت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان قضا پر رضا کا اظہار کرے۔ یہ فرض عین ہے کیونکہ جس کا حکم فرما دیا گیا اس میں کمی بیشی تقدیم و تاخیر، روک ٹوک کا تصوّر ہی محال ہے اور رضا کی حد یہ ہے کہ ناپسندیدہ و ناگوار

امور پر بھی راضی ہو جائے اور قضا کا پوری رغبت سے استقبال کرے ۔ اگرچہ انسانی مزاج ناپسندیدہ امور سے گریز کرتا ہے لیکن اس گریز کو صدق و یقین کامل سے دور کرے ۔ یہ بات تو تحقیق شدہ ہے کہ اس کی قضا کو موڑنے والا اور اس کے حکم کو لوٹانے والا کوئی ہے ہی نہیں ۔ مگر اہل کمال کا مقام یہ ہے کہ وہ ناپسندیدہ باتوں میں بھی چہرہ کھلا رکھتے ہیں اور جو کچھ انہیں تقدیر سے ملتا ہے اسے تحفہ و ہدیہ ہی تصور کرتے ہیں ۔ بلکہ اگر کوئی دن بغیر رنج و تکلیف کے گزر جائے تو پریشان ہو جاتے ہیں ۔

قرآن پاک کا ارشاد سنیے :

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ ” تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک ایماندار کہلانے کے لائق نہیں ہوں گے جب تک آپ کے حکم کو اپنے متنازعہ امور میں قول فیصل نہ مان لیں ۔ اور پھر ان کے دل میں بھی فیصلہ کے بارے میں انقباض نہ ہو اور یوں اسلام لائیں جیسے اسلام لانے کا حق ہے “

عزیز من ! جب امت کا معاملہ رسولؐ کے ساتھ یہ ہے تو پھر بندے کا معاملہ خدا کے ساتھ اس سے بہتر ہونا ضروری ہے ۔ چونکہ ایک انسان کے لیے انجام کار نامعلوم ہوتا ہے ۔ اس لیے نعمت اور نقمت (ضد نعمت ۔ ذلت) میں امتیاز نہیں کر سکتا ۔ اُسے چاہیئے کہ حدود رضا سے باہر نہ آئے ۔ کیونکہ بہت دفعہ نقمت کی صورت میں نعمت پوشیدہ ہوتی ہے ۔ قرآن کا فرمان ہے : عَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ ۔ ” شاید تم کسی امر کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور جسے تم پسند کرتے ہو تو وہ برا ہو “

جواں مردا ۔ اپنے کام خدا کے حوالے کر دو ۔ جھگڑا ترک کر دو ۔ تاکہ پکے ایماندار بن جاؤ ۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین ۔

Marfat.com

دہم: مقامِ ذکرِ مرگ

اگرچہ قبل ازیں ذکر گزر چکا ہے۔ مگر یہ مقام ان دس بنیادی مقامات میں سے ہے اس لیے اس کا بیان جداگانہ بھی ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: لذات کو ختم کرنے والی باتوں کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ پوچھا گیا کہ حضور، ہادم اللذّات کون سی چیز ہے۔ ارشاد فرمایا: "موت۔ پس موت کا ذکر واجب ہے کیونکہ اس کا حکم دیا گیا ہے۔ بلاشبہ موت کے ذکر میں عظیم فائدے ہیں:

مگر عوام کے لیے فرمایا گیا ہے کہ موت ہادم اللذّات ہے اور "خواص" کے لیے فرمانِ نبویؐ یہ ہے:

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔ "موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے"۔

میرے عزیز۔ محبوب کے وصال سے بہتر کونسی چیز ہے اور اگر موت اس کا وسیلہ بنتی ہے تو اس طرح وہ ہمہ تن لذّت ہی لذّت ہے۔ اس حدیث میں عجیب اسرار ہیں۔ جیسا کہ سورج کی روشنی تمام اجرام سماوی چاند ستاروں کی روشنیوں پر غالب ہے۔ اسی طرح لذت کو روکنے والی موت تمام لذّات پر غلبہ کر کے بلاشبہ "ہادم اللذّات" بن جائے گی۔

موت کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مرگِ عوام۔ وہ صورتِ بشری کا فنا پذیر ہونا ہے۔ اور اس میں تمام جاندار شریک ہیں۔

۲۔ موتِ خواص۔ یہ اوصافِ بشری کی تبدیلی ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ("موت سے پہلے مر جاؤ")

سیدنا ابوبکرؓ کے بارے میں فرمایا گیا۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مَیِّتٍ یَمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلَی ابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ۔ "جس نے زمین کے سینے پر چلتے ہوئے مردہ کو دیکھنا ہو تو وہ ابن ابی قحافہ

Marfat.com

(سیدنا ابوبکر) کی طرف دیکھے۔"

دوست! عوام کی موت خواص کی موت کے مقابلے میں نہایت آسان ہے کیونکہ اوصاف بشری کے بدلنے میں ہر لحظہ سینکڑوں موتوں کا امکان ہے۔

میرے بھائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے۔ احوال و اوصاف بشری کے بدلنے میں ہر ممکن کوشش کریں اور

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰی "اللہ کی عادات میں اپنے آپ کو ڈھالو۔"

کے حکم کی پیروی میں دل وجان سے کوشش کریں۔ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیں۔ شیطان اور نفس کی مکاریوں سے لاپرواہ ہوں۔ ہر وقت اپنے شیخ کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔

جوان مرد! مجھے خود معلوم نہیں آپ کو کیا بتاؤں۔

وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا "اور نہیں بہت ہی کم مقدار میں علم دیا گیا ہے۔"

صرف اس انعام پر جو کہ حق تعالیٰ نے بموجب اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ مجھے اکرام فرمایا ہے تھوڑا سا آپ کے فہم کے مطابق لکھ دیا ہے۔ کیونکہ فرمان ہے:

كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ۔ "لوگوں سے ان کی فہم کے مطابق بات کرو"

مجھے معلوم نہیں کہ آپ اس قدر تحریر کو فہم کریں گے یا نہیں۔ فہم کر لینے کا مطلب تو یہ ہے کہ علم کو عمل سے سجا لیا جائے۔

اس صحیفہ کو نااہلوں سے چھپانے کا کہا جاتا ہے اور اہل وصلاحیت رکھنے والوں سے اسے نہ چھپائیں اور ہمیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اللہ کریم ہمیں اور آپ کو لاف وگزاف سے محفوظ رکھے۔ اور:

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ

(خدائے توانا و برتر کے ہاں سچوں کی بیٹھک میں ہوں گے۔)

Marfat.com

کی نعمت سے متاع اندوز کرے۔ اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔ اس عظیم معبود سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔

والحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

Marfat.com

بیسواں صحیفہ

کیفیات و واردات

فراقک یا حبیبی قد توارث
همو ما ثم حزنا مستطیلا
"تیرے ہجر نے اے دوست غموں کو چھپا لیا پھر غم لمبے ہونے چلے گئے"

آنجا کہ توئی من آمدن نتوانم
وانجا کہ منم تو خود نیائی دانم
"جہاں آپ ہیں وہاں میرا آنا ممکن نہیں اور جہاں میں ہوں مجھے معلوم ہے کہ آپ نہیں آئیں گے۔"

فقیر حقیر اور ضعیف بے تدبیر احمد جو کہ غفلت میں ڈوبا ہوا اور خواہشات سے آشنا ہے جس کے پاؤں برائی کے کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آپ کو اخلاص سے سلام و دعا پیش کرتا ہے۔

بعد ازاں عرض پرداز ہوتا ہے کہ حضرت شیخ (ذکرہ اللہ بالخیر) کے خاک آستانہ کی برکت سے یہ بندہ بخیریت ہے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے۔

گراں قدر بھائی کا مکتوب بہت مدت دراز کے بعد موصول ہوا۔ مضمون واضح ہوا۔

روشن شد دایں دیدہ از آں نامہ نو

Marfat.com

(یہ آنکھیں تیرے خط سے روشن ہوئیں)

اس بدحال کے احوال تقریر و تحریر میں آنے کے قابل نہیں جمعیت قلبی پریشان اور پریشانی جمع ہے۔ مجھے بتلاؤ کہ اس حال میں کیسے جی رہا ہوں۔ نہ تو ہاتھ دامن مقصد تک رسائی حاصل کرسکا ہے۔ نہ پاؤں میں طاقت ہے کہ بلاؤں کے دائرے سے نکل بھاگوں۔ چونکہ احباب و ہمنشیں موافق قریب نہیں نہ کوئی ہمدم محرم راز ہے کہ چند لمحے اس سے انس و محبت کی زندگی گزار سکوں نہ کوئی ہمقدم ملتا ہے کہ جس کے ساتھ محنت کے ویرانے میں اُس کے ساتھ چل سکوں۔ تو پھر اے جان عزیزاں میرا حال ایسا حال ہے کہ خدا کرے ایسا حال کسی کا نہ ہو۔

عزیز من۔ ہم بڑے سخت سست پڑے ہوئے ہیں۔ دن کو کھانا رات کو سونا ہمارا کام ہے۔ گویا ہمارے لیے

یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ "یوں کھاتے ہیں جیسے چوپائے"

ہمارے لیے درست ثابت ہو گیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ

(انسانوں اور جنوں کو عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے)

کے حکم کو ہم پس پشت ڈال چکے ہیں۔ "المال والبنون"۔ "مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی آرائش ہیں" کے جمال پر ہم نے اپنی نظریں لگائی ہوئی ہیں۔ والباقیات الصالحات "اور نیکیاں ہمیشہ رہنے والی ہیں" کے سرمائے کو ہم بھلا چکے ہیں۔

افسوس! اتنی پیاری عمر ضائع ہو گئی۔ خاک بر سر پا کہ ہم سخت ذلت کے ساتھ پیٹ کی آگ پرستی میں مشغول ہیں۔ اگر حضرت شیخ (ذکرہ اللہ بالخیر) کے قدموں کی خاک کے صدقے اس طرف (حق کی طرف) کی کشش ظاہر ہوئی تو ہم پر کھانا، سونا حرام ہو جائے گا۔ اب اگر کوئی شخص ادھر کی بات بھی کرتا ہے تو ہم اسے دشمن سمجھتے ہیں اور دیوانہ خیال کرتے

معنا سے

Marfat.com

کاین ہمائے عشق او بر ہر کہ سایہ افگند
بادشاہی گردد او در ہر دو عالم سرفراز

"کیونکہ یہ عشق کا ہما (مبارک پرندہ) جس کے سر پر سایہ ڈالتا ہے وہ بادشاہ اور ہر دو عالم میں سر بلند ہو جاتا ہے"۔

ہاں۔ اے عزیز

مبرا گردد از خوردن منزا باشد از خفتن ؎
مسلم گرددش شاہی مہیا باشدش مردن

"کھانے سونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ بادشاہی اس کے لیے مقدر ہو جاتی ہے اور موت نصیب"

عزیز من! جب تک غم واندوہ دریا یقین کے ہاتھ سے ہمیشہ نہ پیا جائے اور شوق و محبت نامرادی و محرومی سے دل وجان نہ ہاری جائے کبھی بھی مراد دل تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ ؎

ملک طلبش بہر سلیمان ندہند
منشور غمش بہر دل وجان ندہند
درماں طلبان ز درد او محرومند
کاین داد بطالبان درماں ندہند

"اس کی طلب کی سلطنت ہر مسلمان کا مقدر نہیں۔ اس کے غم کا فرمان ہر دل وجان کو عنایت نہیں ہوتا۔ علاج کے متلاشی لوگوں کو اس کے درد سے محروم رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ درد (درد عشق) طالبان علاج کی قسمت میں نہیں"۔

ایک تو رو رہا ہے۔ رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ (اے رب میں بیماری میں مبتلا ہوں) اور دوسرا فریاد کر رہا ہے رَبِّ زِدْنِیْ حُزْنًا (اے رب میرا غم بڑھا دے) محمدؐ اور محمدؐ میں بڑا فرق ہے۔

Marfat.com

اور جب تک جسم کو غم کی کٹھالی میں نہ پگھلائے اور اپنی جان کو محنت کی بھٹی میں نہ ڈالے اور دل کو درد کی سندان پر کوٹ کوٹ کر باریک نہ بنائے ہرگز محبوب کی معنبر و خوشبودار زلف کی ہوا کے جھونکے کعبۂ وصال کے باغیچے میں یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّونَہٗ (وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں) کے دماغ تک نہ پہنچیں گے۔ یہاں ایسا ہوشیار مست چاہیئے کہ اس کام میں چست ہو۔

اے تراخارے بپا نشکست کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

"اے وہ انسان جس کے پاؤں میں کبھی کوئی کانٹا بھی نہ چبھا ہو کیا جانتا ہے کہ شیر مردوں کا کیا حال ہے جو کہ مصیبت کی تلوار کے وار اپنے سر پر سہتے ہیں۔"

ہمارے لیے اس بیان میں حیرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل نہیں۔

ایں خود چہ حیاتست کہ من دارم اے دوست
اے وائے بریں زیستن گر ہی باید زیست

"اے دوست! یہ کیسی زندگی ہے جو میں گزار رہا ہوں۔ ایسی زندگی پر افسوس جسے یوں گزارنا پڑتا ہے۔"

میں چاہتا تھا کہ دل کباب شدہ و جگر سوختہ کا کچھ احوال ظاہر کروں۔ تحریر کو اس قابل نہ پایا اور قلم کو عاجز دیکھا اور خیر الکلام ما قل و دل (بہترین کلام مختصر اور مدلل ہوتا ہے) کے مطابق بات کو مختصر کیا ہے۔

عشق آمد و عقل کرد غارت
اے دل شنوی بدیں عبارت
دل خواست کہ در عبارت آرد
وصف رخ او باستعارت

Marfat.com

از شمع رخش زبانہ زد
ہم عقل بسوخت وہم عبارت

"عشق آیا اور عقل اُڑ گئی۔ اے دل اس بیان کو سن۔ دل نے چاہا کہ محبوب کے چہرے کے اوصاف استعارے کی زبان میں بیان کرے۔ اس کے چہرے کی شمع نے شعلہ نکالا جس سے عقل اور بیان دونوں جل گئے"۔

عزیز کو چاہیے کہ دست آرزو کوتاہ کریں۔ ہوس کے پاؤں حرص کے دامن سے نکال لیں۔ قلاشوں کی طرح خونخوار صحرا

اِنِّیْ اخْتَرْتُ اَنْ اَکُوْنَ فَقِیْرًا۔ اَشْبَعُ یَوْمًا وَاَجُوْعُ یَوْمَیْنِ۔ (میں نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ ایک بھوکا فقیر بن جاؤں۔ جو ایک دن سیر اور دو دن خالی پیٹ رہتا ہے) میں دوڑ دھوپ کروں۔ ظاہری و باطنی دشمن پر

اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَجْرِیْ مِنْ اِبْنِ آدَمَ مَجْرَی الدَّمِ فَضَیِّقُوْا مَجَارِیَهٗ بِالْجُوْعِ وَالْعَطْشِ (بلاشبہ شیطان ابن آدم کے خون کی گزرگاہوں میں رواں ہوجاتا ہے۔ پس بھوک اور پیاس سے اس کی راہوں کو تنگ کر دو) کی تلوار سے حملہ کریں ہو سکتا ہے اس طرح

اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ۔ "جس نے مجھے یاد کیا میں اس کے پاس ہوں"۔ کے جمال سے نقاب اٹھ جائے اور محبوب حقیقی اپنا جمال جہاں افروز دکھائے۔ رباعی۔

اے دل بہوس بہ سر کارے نرسی
تا غم نخوری بہ غمگسارے نرسی
چون شانہ بزیر ارّہ تا سر نہ نہی
ہرگز بسر زلف نگارے نرسی

"اے دل ہوس کے ساتھ تو کسی مقام پر نہ پہنچ سکے گا۔ جب تک غم نہ کھائے گا غمخوار

Marfat.com

تک رسائی حاصل کر سکے گا۔ کنگھی کی مانند جب تک آرے کے نیچے نہ جائے گا محبوب کی زلف تک تیری رسائی نہ ہوگی۔"

یہ بات مسلم ہے کہ اگر کسی بچے کو اوائل ہی سے میٹھا کھانے کی عادت ہو جائے تو اسے مٹھائی کی قدر و قیمت کا احساس نہ ہوگا۔ لذت اور مٹھاس سے بھی حسب قاعدہ لطف اندوز نہ ہوگا۔ اگر کچھ وقت کے لیے کوئی کڑوی شے یا بدمزہ چیز اس کے حلق میں ڈالی جاتی ہے اس کے بعد کچھ شکر یا شربت کے قطرے اس کے منہ میں ڈالیں تو معلوم ہو کہ کیا لذت حاصل کرتا ہے۔

دیدار یار غائب دانی چہ ذوق دارد
ابرے کہ در بیابان بر تشنگان ببارد

"تجھے معلوم ہے کہ محبوب غائب کا اچانک دیدار کیا لذت رکھتا ہے۔ اس کی مثال اس بادل کی ہے جو جنگل میں پیاسوں کے اوپر برستا ہے۔"

میرے بھائی۔ جب آپ کو اوقات "تجرید" میسر آتے ہیں۔ تو ان کو اہل و عیال کے بھاری کیچڑ میں نہ پھنسائیں۔ سرا و نچا رکھیں اور دیکھیں۔

مَا لِلْمَعِيلِ وَلِلْمَعَالِي إِنَّمَا
يَسْعَى إِلَيْهِنَّ الْعَزِيزُ الْوَاحِدُ

"مقام بلند کی کیا بات ہے۔ بلا شبہ مقامات بلند کی طرف بے مثال لوگ ہی دوڑتے ہیں۔"

اگر خدا توفیق دے تو ایسا کام کیجئے۔ دنیا کے ایندھن کے حصول کی کوشش نہ کریں۔ آج کل کا غم نہ کھائیں لَا فَاعِلَ إِلَّا اللّٰه (فاعل حقیقی خدا کے سوا کوئی نہیں) کے موتی کان کی زینت بنائیں۔ لَا مَوْجُودَ سِوَى اللّٰه (اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں) کا سرمہ آنکھ میں ڈالیں اور لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (جو کچھ اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے اس کے سوا کچھ نہ ملے گا۔) پر دل کو لگائیں۔ کیونکہ کوئی چیز کوشش سے نہیں ملتی اور کوشش

Marfat.com

کے نہ ہونے سے کسی چیز میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ اس قسم کی چیزوں کے لیے کوشش و طلب کمال غفلت و نقصانِ ایمان مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنی رضا میں رکھے اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بلاشبہ یہ امر اللہ کے لیے آسان ہے۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین

Marfat.com

اکیسواں صحیفہ

استقامت

خداوند کریم آپ کو اور ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو کہتے ہیں:

رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْن۔

(اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں ان کے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے)

فقیر احمد کی طرف سے سلام و دعا قبول فرمائیں۔ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز کی برکات آپ کے شامل حال ہوں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا دشمن خدا ہے اور اس سے محبت کفر ہے اور "آخرت" "غیر خدا" ہے اور اس سے رغبت شرک ہے۔ اور کافر و مشرک ہر دو ہمیشہ خوف و حزن کے قید خانے میں بند رہیں گے۔ پس ضروری ہے کہ اپنی نجات کے لیے ان دونوں سے اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اس سے پاک ہو جائیں۔ اور ان دونوں سے نکلنے کی خواہش رکھیں۔ مذکورہ اشارے میں فکر و نظر سے کام لیں اور بصیرت (دل کی نگاہ) کی آنکھ سے دیکھیں۔

جواں مردا! کلمہ "ربنا اللہ" سے شرکت و مشارکت کی بو آتی ہے۔ یعنی اس کے ساتھ "اپنے ہونے" کا اثبات۔ اگرچہ وہ غیر سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنی اس کے بعد استقامت اختیار کی۔ وَاسْتَقَامُوْا عَلَی اللّٰہِ فَمَا بَقِیَ اِلَّا اللّٰہ۔" انہوں نے استقامت کی اور کوئی باقی نہیں سوائے اللہ کے۔"

میرے عزیز رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ارشاد ہوا

فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ (استقامت اختیار کریں جیسے کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے) اور آپ نہیں جانتے کہ وہ حکم کیا ہے۔

وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا (اور اس کی طرف پورے پورے منقطع ہو جاؤ) یعنی اس کی طرف پوری طرح تجرّد اختیار کر کے ماسوی اللہ سے انقطاع کلی کر لو۔ اور غیر سے اس حد تک کٹ جاؤ کہ اپنے آپ سے بھی تعلق نہ رہے۔ جب اپنے آپ سے تعلق رہے گا تبتّل کی شان پیدا نہ ہوگی۔ کام ناممکن ہوگا۔ حالانکہ ہمیں تو حاصل امر یعنی کام کا نتیجہ درکار ہے۔ ہمیشہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ (ہر شے فانی ہے) کو پیش نظر رکھیں۔ کیونکہ اس آیہ میں بھی بہت ہی حیرت انگیز اسرار ہیں۔ وَمَا یَعْقِلُھَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ (جسے عالم ہی سمجھ سکتے ہیں) اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے حکم کے مطابق مرنے سے پہلے مرجائیں اور اپنے علم سے باہر آجائیں تاکہ معلوم ہو کہ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ (اور تیرے رب کی ذات ہمیشہ باقی رہے گی۔) کی شان کیا ہے۔ اس وقت خوف و غم سے آپ محفوظ ہو جائیں گے۔

تا مردہ بمیر اے برادر تا زندہ شوی بجانِ دیگر

(اے بھائی موت کی حد تک مرجا۔ تاکہ نئی روح لے کر زندہ ہو جائے)

Marfat.com

بائیسواں صحیفہ

اصحاب یمین (دائیں ہاتھ والے) کے طرف سے سلام ہو۔ میرے دینی بھائی کا انجام بالخیر ہو۔ آپ کا پسندیدہ گرامی نامہ خیر و سلامتی کی خبر لیے ہوئے موصول ہوا۔ مضمون سے آگاہ ہوا۔ آپ نے علم دین کے حاصل کرنے کا ذکر فرمایا۔ خصوصی طور پر اسے پسند کیا گیا ہے۔

عزیز من! پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ۔ علم الابدان و علم الادیان۔

علم دو قسم کا ہے۔

علم الابدان۔ علم الادیان۔

اگرچہ علمائے ظاہر نے اس حدیث سے علم طب اور علم فقہ مراد لیے ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہے۔

جوان مردا۔ پیر کی رات ۱۴ ماہ شعبان (اللہ اس کی برکتیں عام کرے) کو مجھ پر اس حدیث کے راز منکشف ہوئے مجھے آپ سے تامل نہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ علم ابدان سے مراد فقہ ہے۔ جس کا تعلق اعضاء سے ہے۔ جیسا کہ نماز، روزہ اور قرآن۔

Marfat.com

پہلے سالک کو چاہیئے کہ ظاہر پہ استقامت اختیار کرے۔ تاکہ باطن تک رسائی حاصل ہو۔ اور علم ادیان علم قلب ہے۔

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (خبردار۔ دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے) دین خالص سوائے علم قلب و معاملہ باطن حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسی علم کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ کَھَیْئَۃِ الْمَکْنُوْنِ لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اَھْلُ الْمَعْرِفَۃِ بِاللّٰہِ۔

(بلاشبہ علم میں ایک صورت مخفی بھی ہے جسے سوائے عارف ربانی اور کوئی نہیں جانتا)

علم قلب کے لیے علم ظاہر شرط ہے۔ حاصل کلام علم یا حاصل کرنے سے ملتا ہے یا عطا سے حاصل کرنے کا تعلق کوشش سے ہے اور عطا عنایت حق سے مربوط ہے۔ حصول کوشش کے ترک کرنے سے نفی ہو جاتا ہے اور عطا ترک کسب سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ کسب عام لوگوں کا حصہ ہے اور عمل "خواص" کے لیے ہے۔

عزیزم۔ علم بنیادی رکن اور مضبوط اصل ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

اَلنَّاسُ عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ۔ "لوگ یا تو جاننے والے ہیں یا جاننے والے ہیں"۔

میرے بھائی پہلے علم حاصل کریں۔ اس لیے کہ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (اہل علم درجات والے ہیں)۔ اسی طرح اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (بے شک اللہ کے بندے جن کو علم ہے وہی اس سے ڈرتے ہیں) کس قسم کا ڈرنا جیسا کہ وَلَمْ یَخْشَ اللّٰہَ میں ہے۔

خدا کی قسم اگر کوئی شخص ایک ذرہ بھی غیر حق سے ڈر رکھے تو وہ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ اِنَّمَا کلمہ "حصر" ہے۔ یعنی ڈرنے والا سوائے "عالم" کے اور کوئی نہ ہوگا۔ اور "عالم" نہ ہوگا سوائے "خاشی" کے جیسے آپ کہیں۔ لَا عَالِمَ اِلَّا زَیْدٌ۔ "سوائے زید کے کوئی عالم نہیں"۔ وَلَا زَیْدٌ اِلَّا عَالِمٌ۔ اور کوئی زید نہیں

Marfat.com

ہوگا سوائے "عالم" کے۔

عزیزمن ۔ اس نص قرآنی کے مطابق اگر کوئی شخص "ہدایہ" "بزدوی" پڑھتا ہے "کنوز" "اشارات" وغیرہ کی شرحیں لکھتا ہے اور اس میں "خشیت" نہیں تو اسے عالم نہیں کہا جا سکتا ۔ مگر ظاہری طور پہ یعنی لغوی طور پہ عالم ہوگا ۔ اصطلاحی طور پہ نہیں ۔ اور یہی بات "بزدوی" و "کشف" کے مصنفین نے اپنی کتابوں میں پیش کی ہے ۔ اور پھر قرآن سے سنیں ۔ فرماتا ہے ۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا (یعنی لم یعملوبہا) كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ۔ (ان کی مثال جن کو تورات دی اور پھر وہ اس کا بوجھ نہیں اٹھاتے یعنی اس پر عمل نہیں کرتے ۔ ان کی مثال گدھے کی ہے جو صرف بوجھ اٹھاتا ہے) اور اس آدمی کی کیا بات ہے جس نے اس روایت کو کافی سمجھا ۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۔

(جو شخص ذرّہ برابر نیکی کرے گا تو وہ اسے پائے گا اور جو برا عمل کرے گا تو وہ اسے پالیگا)

علم ابدان کی غایت علم الادیان ہی ہے ۔ مگر آج صرف اس کا نام اور رسم ہی باقی رہ گئے ہیں ؎

معدوم شد مروّت ، منسوخ شد وفا
زیں ہر دو نام ماند چو سیمرغ و کیمیا

"مروّت ختم ہوئی اور وفا منسوخ ہوگئی ۔ اب ان کے نام ایسے ہی رہ گئے ہیں جیسے سیمرغ اور کیمیا"

عزیزمن ۔ "عالم" حقیقت میں بجز "حق" اور کچھ نہیں کیونکہ "اَلْعِلْمُ" یُطْلَقُ عَلَی الْكُلِّیَّاتِ وَالْجُزْئِیَّاتِ ۔ کیونکہ اَلْعِلْمُ کا اطلاق "کلیات" "جزئیات" پر ہوتا ہے اور اس کا "عارف" "غیر ہوتا ہے" "عالم" نہیں ۔ وَالْمَعْرِفَةُ یُطْلَقُ عَلَی الْجُزْئِیَّاتِ معرفت کا اطلاق جزئیات پر ہوتا ہے ۔ یعنی "اَلْعِلْمُ" سے حقائق وغیرہ کا علم ہو جاتا ہے

Marfat.com

لیکن اس وصف سے سوائے ذاتِ حق کے اور کوئی موصوف نہیں بن سکتا۔ اگر عالم کا لفظ "غیر حق" کے لیے استعمال کرتے ہیں تو وہ ازرہ مجاز ہے اور "حسنِ ادب" کا تقاضا ہے کہ نہ کہیں۔ اسی لیے تو صوفیا کسی کو "عالم" نہیں کہتے بلکہ عارف کہتے ہیں۔

اے عزیز۔ علم عمل کے لیے حاصل کرنا چاہیے تاکہ اس علم سے لذت پائیں۔ کیونکہ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَالَا یَعْلَمُ۔ "جس شخص نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے اس علم کا وارث بناتا ہے جو وہ نہیں جانتا"۔

دنیا کے مال و دولت اور فخر و مباہات کے لیے علم حاصل کرنے سے خدا کی پناہ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجَاهِلِ الْمَغْرُوْرِ بِعِلْمِهِ الْبَائِعِ دِیْنَهُ بِدُنْیَاهُ۔ "میں اس جاہل فریب خوردہ سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جس نے اپنا دین دنیا کے عوض بیچ ڈالا"۔

عمل ظاہری و باطنی پاکیزگی سے کرنا ضروری ہے۔ بمطابق وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ یہ طہارت سوائے ترکِ ماسوے اللہ حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ فرمایا۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ مشرک پلید ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

عملے نکو نکردم بجہاں چو عامل آید ؎

چہ برم بہ پیشِ خواجہ کہ ہمہ شکستہ دارم

"میں نے کوئی نیک عمل نہ کیا جب وقت آیا تو مالک کے پاس کیا لے جاؤں گا جبکہ سب کچھ ٹوٹا پھوٹا ہے"۔

سبحان اللہ! میں کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ یہ جان لیجئے کہ بہترین علوم حق تعالیٰ کے صفات و ذات کی معرفت ہے۔ یہی کبریت احمر ہے۔ یہی اکسیر کامل ہے۔

یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس کو کوئی شخص نہیں جان سکتا اور اسے سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا اور اسے سوائے اس کے کوئی نہیں پہچانتا۔ اور جس شخص کو اس کا کچھ علم ہو گیا اس کا کوئی نشان پایا تو وہ شخص خود ہی نہیں رہتا۔ ؎

ہر کہ ترا شناخت از دست برفت
دیوانہ شد و والہ و سرمست برفت
او خود بکجا ماند کہ گویم اوست
او رفت بجز تو ہر چہ بود است برفت

"جس نے تیری پہچان حاصل کر لی۔ وہ ہاتھوں سے نکل گیا۔ دیوانہ، مست و شوریدہ سر ہو گیا۔ وہ خود کہاں رہا کہ میں کہوں کہ وہ ہے۔ وہ گیا تیرے سوا جو کچھ تھا وہ سب گیا"

جواں مردا ۔ میری خواہش تھی کہ اس سلسلے میں کچھ اور بھی تحریر کردوں ۔ مگر بقول مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ "جس نے رب کو شناخت کر لیا اس کی زبان گنگ ہو گئی" اب میرے ہاتھ اور میری زبان بے کار ہو چکے ہیں ۔ ہم کہاں اور مدائن کا شہر کہاں بلکہ یہ مطلب مجھ پر کیسے صادق آسکتا ہے اور مجھے اس سے کیا نسبت ہو سکتی ہے مجھے تو اب اس بارے میں لکھتے سے شرم آرہی ہے چونکہ حضرت شیخ (خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی ذکرہ اللہ بالخیر) کی سورج مثال نظر کرم کی برکت سے اس علم سے کچھ معلوم ہوا ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ احباب کو بھی اس میں سے حصہ دیں۔ میں نے اس ارشاد کی تعمیل میں حق تعالیٰ سے امداد طلب کی ہے ۔ اب اس بارے میں چند باتیں سنیے جو آج تک آپ نے نہ کسی سے سنی ہوں گی نہ کسی کتاب میں پڑھی ہوں گی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔ ھُوَ ضمیر "شان" ہے یعنی اَنَّ اللّٰہَ وَاحِدٌ لَا ثَانِیَ لَہٗ ۔ یعنی اللہ واحد ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔

میرے برادر ۔ "واحد" اور "احد" کے درمیان وہی فرق ہے جو اللّٰہ اور الٰہ میں ہے ۔ قرآن فرماتا ہے

وَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۔ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔ ان دو آیات میں اتنے اسرار ہیں کہ کوئی مخلوق ان کو برداشت نہیں کر سکتی ۔ ان میں ایک فرق یہ ہے کہ واحد ایسی چیز کو

Marfat.com

کہتے ہیں جو کہ محسوسات کے اعتبار سے مفرد اور عقلیات کے اعتبار سے مرکب ہو۔ مثلاً زید محسوسات کے اعتبار سے فرد واحد ہے لیکن عقلی اعتبار سے اجزا سے مرکب ہے۔ اور "احد" وہ ہوتا ہے کہ حسی و عقلی ہر دو اعتبار سے مفرد ہو جس کا تجزیہ "ناممکن" ہو۔ اب تمام اجسام مرکب اور اجزائے مادہ سے ہیں۔ صورت اور صفت سے متصور اور متصف ہیں۔ یعنی ہر چیز کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس کے طول و عرض، عمق اس کی جسمانیت پر دلالت کرتا ہے۔

عزیز من۔ یہاں "احد" کے لفظ سے اپنی ذات پاک سے۔ جسم کی نفی کر دی گئی یعنی اس کی ذات پاک کے لیے تجزی اور تبعیض۔ (جزئیات و تقسیم کرنا) جائز نہیں جل جلالہ و عم نوالہ اور اسی لیے جب اس ذات کی احدیت کسی شخص کے دل پر جلوہ گر ہوتی ہے تو "دوئی" رخت سفر باندھ لیتی ہے۔

چوں آفتاب رخش بمیدان مشرق تاخت
ستارگان ز پرتو او مضمحل شدند

"جب اس کے چہرے کو سورج نے میدانِ مشرق میں جلوہ نمائی کی تو اس کے پرتو سے ستارے پریشان حال ہو گئے۔"

مندیش ازیں حدیث و در پوش کفن ؎
مردانہ دو دستِ خویش آنگاہ بزن
در شہر بکوئے یا تو باشی یا من
کاشفتہ بود کار ولایت بدو تن

"اس بات کا ڈر نہ کر اور کفن پہن لے اس معاملے میں بہادروں کی مانند ہاتھ ڈال شہر اور گلی میں یا تو رہ سکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ دو آدمیوں کی موجودگی محبت کے کام میں مخل ہوتی ہے۔

Marfat.com

اللہ الصمد بمعنی مفعول۔ من صُمِدَ اِلَیہ۔ ای قصد۔ جس کی طرف رجوع کیا جائے۔
ھُوَالسَّیِّدُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَھُوَ کُلُّ شَیْئٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ "وہ ایسا سردار ہے کہ جس نے زمین و آسمان پیدا کیے۔ وہی سب کچھ ہے اور سب کچھ پر بااختیار ہے۔"

یہاں سے ہی اس نے عجز و مجبوری کی نفی اور قدرتِ کاملہ کو ثابت فرما دیا ہے۔
ان معانی کے ادراک کے دوران مجھ پر منکشف ہوا کہ حَیٌّ وَقَیُّوْم کے لفظوں میں ایسے اسرار ہیں کہ جن سے پردہ اٹھانا محال ہے۔ بفرمان:
لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ۔ "اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل فرماتے تو آپ پہاڑ کو خوفِ خدا سے ریزہ ریزہ ہوتا دیکھتے۔"

کے بود کیں نقاب بردارند
تا بدانی تو طعم زہر زا قند

"یہ پردہ کب اٹھائیں گے۔ جب جان لے گا کہ تو زہر کا ذائقہ چکھا دیں گے۔"
اس وقت تک صبر کریں جبکہ مجاہدہ و ریاضتِ کامل سے آپ کے دل کی آنکھ میں وسعت پیدا ہو جائے۔ باطنی نظر میں استطاعت آجائے۔ اس وقت آپ دل کی زبان سے کہیں گے

پناہِ بلندی و پستی توئی
ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

"بلند و پست کی پناہ تو ہے سب "عدم" ہیں جو ہست ہے وہ صرف "تو" ہے۔"
کَمْ یَلِدْ۔ لِاَنَّہٗ لَمْ یُجَانِسْ وَلَمْ یُشَابِہْ وَلَمْ یُشَاکِلْ حَتّٰی یَکُوْنُ مِنْ جِنْسِہٖ صَاحِبَۃٌ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ وَّلَا وَلَدٌ۔ "لم یلد نہ وہ پیدا کرتا ہے کیوں کہ اس کی کوئی جنس نہیں نہ کوئی مشابہ نہ کوئی ہم شکل کہ اس کی جنس میں سے اس کی بیوی نہ

Marfat.com

اس کی کوئی بیوی ہے نہ بیٹا۔

یہاں سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ادنیٰ اور اعلیٰ سے تعلق کی نفی کر دی گئی ہے۔

نہ ہیچ کس بتو ماند نہ تو بہیچ کسی
کجا روم چہ کنم و بکہ نگہ کنم
نہ صبر آنکہ کے دمے بے توام قرار بود
نہ زور آنکہ زدرد فراق آہ کنم

" نہ تو کوئی تیری طرح ہے اور نہ تو کسی کی مانند ہے۔ میں کہاں جاؤں کیا کروں اور کس کو دیکھوں نہ تو مجھ میں صبر ہے کہ تیرے بغیر مجھے قرار ہو۔ نہ طاقت کہ تیرے فراق کے درد میں آہ کر سکوں "۔

وَلَمْ يُوْلَدْ۔ قدیم و ازلی ہونے کا وصف۔

میرے بھائی! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ تُوُلُّدْ بعض کی بعض سے تحلّث ہے، جو کوئی مولود ہوگا محدث (قدیم کی ضد) ہوگا۔ جیسا کہ مقولہ ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ مُحْدَثٌ۔ یہ سبب کلی اور مشبتہ عام ہے۔ یعنی ہر کوئی اس کے اثبات کا معترف ہے۔ یہ بھی مسلم ہے کہ کُلُّ مَوْجُوْدٍ لَيْسَ بِقَدِيْمٍ۔ ہر موجود قدیم نہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے یہ قول سالبہ کلّی ہے اور ہر ایک کی نفی کرتا ہے۔ اور یہاں اعلیٰ کی ادنیٰ سے اضافت (تعلق) کی نفی ہے ان الفاظ سے ماننا پڑا کہ

اَنَّهٗ قَدِيْمٌ لَا بِدَايَةَ لِاَوَّلِيَّتِهٖ وَلَا نِهَايَةَ لِاٰخِرِيَّتِهٖ۔ سُبْحَانَ مَنْ ضَلَّتِ الْعُقُوْلُ فِيْ بِحَارِ عَظْمَتِهٖ وَجَلَالِهٖ وَكَلَّتِ الْاَلْسِنَةُ عَنْ اِسْتِيْفَاءِ وَصْفِ عِزَّتِهٖ وَجَمَالِهٖ یعنی کہ بلاشبہ وہ قدیم (ضدِ حادث) ہے۔ جس کی اولیت کی ابتدا اور آخری ہونے کی انتہا نہیں۔ وہ پاک ذات ہے جس کی عظمت و جلال کے سمندروں میں بے چاری انسانی عقلیں سرگرداں ہو گئیں۔ اس کی عزت و جمال کے وصف کو کماحقہٗ بیان کرنے

Marfat.com

سے زبانیں گنگ ہوگئیں۔

میرے بھائی جو اس کلمہ پر پہنچ گیا۔ وہ اپنی منزل مقصود پہ پہنچ گیا۔ جو اس دریا میں غرق ہوگیا وہ پیراک بن گیا۔ جو اس صحرا میں فنا ہوگیا۔ وہ "بقا" کے وجود سے مشرف ہوگیا۔ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ (ہر چیز فانی ہے سوائے اس کی ذات کے) کے مقام پر ظاہر ہوگیا اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ (جس مقام پہ فقیری تمام ہوتی ہے وہ اللہ ہے) کے فرمودہ سے اس کے راز و نیاز ہوتے ہیں۔ فَسُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ (میں پاک ہوں میری کیا شان ہے) کا قول حضرت عزت کی نقاب کشائی کرتا ہے (لموای اعظم من نوائے محمد) کی تشبیہ اس مقام پر رونما ہوتی ہے اور لیس فی الوجود الا اللہ ولا موجود سوای اللہ اس کی معاونت کرتے ہیں اس وقت اگر منصور کی مانند "انا الحق" کہے تو وہ معذور ہے۔

از بسکہ دو دیدہ در خیالت دارم
در ہر چہ نگہ کنم توئی پندارم

"میری دونوں آنکھیں تیرے خیال میں لگی ہوئی ہیں جسے دیکھتا ہوں تجھے ہی سمجھتا ہوں۔"

افسوس کہ کھل کر لکھنے میں یہ شعر رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔

انشاء اللہ اگر اجازت مل گئی تو مزید لکھوں گا۔ نیز یہ بات بھی ہے کہ کھل کر کیسے لکھیں

قدرِ گل و مل بادہ پرستاں دانند
نے تنگ دلان و تنگ دستاں دانند

٭ پھول اور شراب کی قدر رندانِ بادہ خوار جانتے ہیں۔ تنگ ظرف و نا اہل اس سے

واقف نہیں۔"

عزیز من ، ان کلمات میں سے ہر ایک میں اپنے بھید ہیں کہ خدا کی قسم اگر لکھوں تو کوئی شخص برداشت کرنے کی ہمت نہ لائے اور میں خود بھی انہیں نہ لکھ سکوں اور میرے جیسے سینکڑوں اس کام سے عاجز رہیں ۔ بارشاد خداوندی

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۔ " اگر زمین کے سارے درخت قلمیں ہوں اور سمندر سیاہی اس کے بعد سات سمندر اور لائے جائیں تو سب ختم ہو جائیں مگر کلمات خداوندی ختم نہ ہوں ۔"

یہ اسرار خداوندی بغیر اہلیت رکھنے والے کے بیان نہیں کیے جا سکتے ۔ ظاہری علمائے ان کو غیر معقول طامات میں سے خیال کرتے ہیں ۔ حالانکہ یہ ایسا نہیں ہے ۔ یہ حالات تو انبیائے کرام علیہم السلام اور خواص اولیائے عظام علیہم الرضوان کے ہیں ۔ سبحان اللہ میں اصل مطلب سے کہاں چلا گیا ۔ استغفر اللہ العظیم ۔

اے عزیز ۔ اللہ کریم آپ کو توفیق ارزانی فرمائے ۔ جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ اس ذات سبحانی کا جسم نہیں اور قدیم (حادث کی ضد) ہے تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عرض (جوہر کی ضد) نہیں تو اس بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہ ذات "واجب الوجود" ہے ۔ اپنی جلالت شان کے اعتبار سے انسانی حواس عشرہ کے دائرے میں آنے سے ماوراء ہے ۔ یہ امور اس کے افعال نادرہ سے واضح ہو گئے ہیں ۔

موجود ہر آنچہ ہست از وست
نے بلکہ ہر آنچہ ہست ہمہ اوست

"جو کچھ موجود ہے اس سے ہے نہیں بلکہ اگر کچھ ہے تو "وہی" ہے ۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔ کاش آپ کو معلوم ہوتا کہ یہ کیا ترکیب اور کونسی

Marfat.com

عبارت ہے۔

عزیزمن۔ ذاتِ مقدس باری تعالیٰ "جوہر" ہے۔ اس دلیل سے جو کہ میں نے لفظ "احد" کے ضمن میں کہی۔ احد ایسی چیز کو کہتے ہیں کہ جو حسّی اور عقلی اعتبار سے مفرد و مجرّد ہو۔ اور جوہر مفرد اور مجرّد ہوتا ہے۔ اس میں تجزیہ اور تبعیض (جزئیات و تقسیم) نہیں ہوتی۔ لفظ "احد" کا بھی اس پر اطلاق ہوتا ہے۔

اس آیت میں "احد" کے لفظ نے اس ذاتِ مقدس جل وعلا سے ہر چیز کے برابر مساوی۔ مثل۔ مماثل اور کفو ہونے کی نفی کر دی ہے۔ کیونکہ کفو کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز اس کے متوازی یا مثل یا مماثل ہو اور اس کے لیے تو ارشاد ہوتا ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ "اس کی مثل کوئی نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے"۔

یہاں پر مساوات کی اضافت کی بھی نفی ہے اور مشبہ و معطلہ کے مذہب کی بھی تردید ہے۔ اہلِ سلوک کی اصطلاح میں اسے "جوہر" کہا جا سکتا ہے اور یہ ایسا راز جس کی پردہ کشائی کسی حال میں درست نہیں۔

جوانمردا۔ یہ باتیں اہلِ معرفت کی ہیں اور میرے اور ان کے درمیان "بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ" ایسا پردہ ہے جسے ہٹایا نہیں جا سکتا۔ اللہ کے سوا اللہ کو کوئی نہیں پہچان سکتا یہاں تو قدسیوں کی آنکھوں میں مٹی جھونک دی گئی ہے۔ ہاں بھئی وہ خود غنی ہے اور غیر کے بیان اوصاف کرنے سے مستغنی و بے نیاز ہے

وَ بِوَجْہِہَا مِنْ وَجْہِہَا قَمَرٌ
وَ بِعَیْنِہَا مِنْ عَیْنِہَا کُحْلٌ

"محبوب کا چہرہ ہی محبوب کے چہرے پر چاند کا پرتو ڈال رہا ہے اور اس کی آنکھیں اس کی آنکھ میں سرمے کا کام دے رہی ہیں)

افسوس صد افسوس۔ عمر مختصر ہے وقت تنگ ہے اور تقدیر و قضا غیر معلوم ہے مجھے یہ باتیں مدہوش کر رہی ہیں۔ زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ یہ تو فضل اللہ یؤتیہ من یشاء کا دریا ہے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ مجھے اس میں کچھ دیا گیا ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ کو جان لیں ولا احصی ثناء علیک (اور تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا) کو پڑھتے رہیں۔ استغفر اللہ واتوب الیہ من جمیع ماکرہ اللہ قولا و فعلا و خاطرا۔" میں اللہ کی بخشش کا طلب گار ہوں۔ اور توبہ کرتا ہوں ہر اس قول، فعل اور وسوسے سے جو اسے ناپسند ہے۔

والحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

تئیسواں صحیفہ

میرے بھائی اللہ تعالیٰ آپ کے دونوں جہان کے مقاصد پورے کرے۔ آپ نے اپنے خطوط میں تحریر فرمایا ہے کہ لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہ کے بارے میں کچھ لکھیں۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ اس مقام کی خبر آپ کو اس وقت تک نہ ہو گی جب تک کہ لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہ (اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے) کا جلوہ آپ کے دل پر پرتو نہ ڈالے گا، اور لَا فَاعِلَ اِلَّا اللّٰہ (اللہ کے سوا کوئی فاعل حقیقی نہیں) کا ظہور آپ پر نہ ہو۔ یہاں دل میں گزر سکتا ہے کہ عقیدہ تو جبریہ کا ہے۔ کیونکہ جس دنیا میں آپ ہیں وہاں تو انسان اپنے فعل میں مختار ہے۔ اگرچہ حقیقت میں نہ فاعل ہے۔ نہ مختار۔ اور نہ کسی بات پہ قدرت رکھتا ہے اور وہ اختیار جس کی بنا پر آپ اسے مختار کہتے ہیں دراصل اضطرار (بے اختیاری) ہے۔ کیونکہ ازل میں جو حکم ہو چکا ہے وہ اسے کیے بغیر رہ نہیں سکتا۔ لَا رَادَّ لِقَضَائِهٖ وَلَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ "نہ اس کی قضا کو کوئی لوٹا سکتا ہے اور نہ اس کے حکم کو واپس کر سکتا ہے" اس کا (انسان کا) کرنا نہ کرنا اضطراری ہوتا ہے۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ "اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے۔ ان کے لیے کوئی اختیار نہیں)

Marfat.com

آپ تو جانتے ہیں کہ اضطراری اختیار غیر معتبر ہوتا ہے۔ فقہاء کو دیکھیں کہ یہ چارے کہتے ہیں۔

"بندے کو مارنے کا اختیار ہے۔ اگر ضروری ہو تو"

عزیز من! رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔ جب قضا و قدر کی بات چل رہی ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ وگرنہ یہاں میں ایسا بیان پیش کرتا کہ عقل کی دنیا درہم برہم ہو جاتی معاذ اللہ میں جبریہ کے مذہب کی رعایت میں بات نہیں کر رہا۔ باوجود اس کے ہو چکی ہے مذہب کے سردار وہ لوگ ہیں جنہیں واقعی بزرگی سے نوازا گیا ہے۔ وہ اپنی مرضی کے اعلیٰ مقامات پر پہنچے ہیں اور ان مقامات کی حالت "انیت" خودی میں مٹا چکے ہیں یمحو اللہ ما یشاء (اللہ جو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے) بے چارہ انسان اپنے آپ کو نہ پہچان سکا اور نہ اپنی ذات میں مصروف رہ سکا۔ وجود کو عدم محض سمجھ لیا۔ محاسبہ کی نظر کو ختم کر دیا اور

اے ہر کہ ترا دیدہ خود را گم کردہ

وائے ہر کہ ترا شناخت سخن کم کردہ

"اے محبوب حقیقی جس نے تجھے دیکھ لیا اپنے آپ کو گم کر بیٹھا اور جس نے تجھے پہچان لبابات کم کر دی۔"

اس قول میں گم ہو کر اس کی زبان سے نکل گیا۔ لَا فَاعِلَ سِوَی اللّٰہ۔ (اس کے سوا کوئی فاعل حقیقی نہیں۔) لوگوں نے اس جملے کو دستور بنا لیا اور ایک مذہب باطل میں سرگرداں ہو گئے۔ رباعی:

دیوانہ بہار دید گفتا کہ دے است

در شیشہ گلاب دید گفتا کہ مے است

ہر کس بزبانِ حال ہر شے گفتند

جنیدن ہر کسے از انجاست کردے است

Marfat.com

"دیوانے نے بہار دیکھی اور سمجھا کہ خزاں ہے ، صراحی میں عرق گل دیکھ کر شراب بتلانے لگا۔ ہر شخص نے اپنی زبان حال میں راز کی بات کہی۔ ہر شخص کی حرکت اس کے اپنے مقام سے ہے"

کُلُّ اِنَاءٍ مُّتَرَشِّحٌ مَا فِیْہِ ۔ "ہر برتن سے وہی کچھ ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے"

عزیز من ۔ جب تک تیرا "تو ہونا" درمیان میں ہے بلاشبہ تیرے فعل کی نسبت تجھ سے ہی ہو گی ۔ قرآن سے سنیں ۔

عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ (اللہ نے معاف کیا آپ کو کہ آپ نے کیوں اجازت نہ لی) اور جب تجھ کو تجھ سے واپس بلا لیتے ہیں تو پھر جو تجھ سے صادر ہو گا اس کی نسبت اپنی طرف کر لیں گے جیسا کہ

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ ۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی میں فرمایا ۔

در راہ تو اے یار چو کفر است دوئی
من نیستم و ہر چہ کہ آں ہست توئی

"اے دوست! تیرے راستے میں "دوئی" کفر ہے میں نہیں ہوں جو کچھ ہے تو ہے ۔"

اور یہ دنیا دوسری ہے ۔ یہاں حلول و اتحاد والا مسئلہ دل میں پیدا ہو گا ۔ ہر گز نہیں ۔ ہر گز نہیں ۔ اے عزیز معدوم کو وجود سے اور محدث کو قدیم سے کیا تعلق اور کیا نسبت ؂

چہ نسبت با تو ام اے یار چالاک
کہ تو مہری و من یک ذرہ خاک

"اے چالاک دوست ۔ تیرے ساتھ مجھے کیا نسبت کہ تو سورج ہے اور میں ایک ذرہ خاک ہوں ۔"

لیکن میں آپ سے ایک مثال بیان کرتا ہوں جو کہ آپ کے فہم کے قریب ہے ۔

عزیزم ۔ بعض ماہرین فلکیات کہتے ہیں کہ دنیا (عالم سفلی) حرارت کا "کرہ اثیر"

Marfat.com

سے ہے اور وہ آگ فلک قمر کی گہرائیوں میں سے ہے۔ اور اس کی گرمی سورج کی شعاعوں کے ساتھ زمین تک پہنچتی ہے۔ زمین چونکہ انتہائی کثافت میں ہے تو وہ پور النفوذ نہیں کر سکتی۔ اور واپس لوٹ جاتی ہے۔ زمین سے ۱۶ ہزار گز کی بلندی پر ہوا کو گرم کرتی ہے اور اگر آپ پانی کا قطرہ سورج کی شعاع کے سامنے رکھیں تو آگ وہ قوت جو اس میں ہے اس قطرے پر عمل کرتی ہے۔ بلاشبہ وہ اسے بخار بنا دیتی ہے اور ہوا میں معلّق رکھتی ہے اور چونکہ پہلے سے زیادہ لطیف ہو جاتی ہے اور اثر زیادہ ہو جاتا ہے۔ اسے کرۂ زمہریر سے گزارتے ہیں اور اثیر تک پہنچتے پہنچتے آگ کی تاثیر اختیار کر لیتی ہے۔ پھر پوری کی پوری آگ بن کر اس کی صفت سے موصوف ہو کر "اسم واحد" کے دائرے میں داخل ہوتی ہے۔ اس مقام پر اگر اس کے بارے میں آپ سے کوئی سوال کرے تو بلاشبہ آپ اسے آگ کہیں گے پانی نہیں۔

عزیز من۔ اگر یہاں پر آپ تھوڑا سا غور فرمائیں تو آپ کو اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ (جہاں فقیری تمام ہوتی ہے وہ مقام الوہی ہے) کی شان معلوم ہو جائے گی پھر اگر اس قطرہ سے کوئی نشان نچلی دنیا میں ظاہر ہو تو آپ کیا کہیں گے۔ آگ یا پانی؟

جواں مردا۔ آتش اس مقام سے بہت اوپر ہے کہ اپنی ذات کے ساتھ اس قطرہ میں حلول کر جائے اور یہ قطرہ اس سے کہیں پست تر ہے کہ عین آگ ہونے کا دعوے کر سکے۔ مگر اوصاف کے تناسب کی بنا پر اتحاد ہو گا اور یہ بھی حقیقت میں اتحاد نہیں بلکہ اتّصاف ہے اور وہ لوگ سخت جاہل ہیں جو اتحاد اور اتّصاف میں فرق نہیں کر سکتے۔ ان لوگوں کا مبلغ علم ہی اتنا ہے۔ ان کی معانی کی تائید اس بزرگ کے قول سے ہوتی ہے جس نے فرمایا:

اِنَّ الْاَشْیَاءَ الْمُتَشَاکِلَۃَ یَسِیْرُ بَعْضُہَا بَعْضٍ وَتَشْتَاقُ تَآلَفَتْ وَاِذَا اَتَآلَفَتْ صَارَتْ شَیْئًا وَّاحِدًا۔ فَاِذَا الْجَوْہَرُ الْاِلٰہِیْ الَّذِیْ

Marfat.com

فِی الْاِنْسَانِ وَیَنْطِقُ بِہِ الْقُرْاٰنُ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ اِذَا صَفَا وَکَمُلَ اِشْتَاقَ اِلٰی مَا یُنَاسِبُہٗ۔

"بلاشبہ اشیاء جو باہم ہم شکل ہوتی ہیں ان میں سے بعض کی طرف رخ کرتی ہیں۔ جب ان کی آرزو ملنے کو تیز ہو جاتی ہے تو آپس میں مل جاتی ہیں اور جب مل جاتی ہیں تو یک جان" ہو جاتی ہیں۔ تو اس طرح انسان کے اندر کا جوہر الٰہی جس کے بارے قرآن نے فرمایا۔ "میں نے اس میں اپنی روح پھونک دی" جب صفائی پاتا ہے اور کمال حاصل کرتا ہے تو اسے بھی اشتیاق وصال اس ہستی کی جانب ہو جاتا ہے جس سے وہ نسبت رکھتا ہے"۔

میرے عزیز ان کلمات کے ظاہری انداز سے جو کہ میں لکھ رہا ہوں بوئے کفر آ رہی ہے۔ اگرچہ ایمان و اسلام کی حقیقت ان سطور کے اندر موجود ہے۔ ان کے بیان کے لیے زبان کہاں سے لاؤں۔ کیونکہ اس زبان کو برداشت کرنا ہر کسی کا کام نہیں بلکہ اس کے تحمل سے تو زمین و آسمان عاجز ہیں۔

کرا خود طاقتِ آں کار باشد
نہ ہر کس محرم اسرار باشد

"اس کام کی کس کو طاقت ہے۔ کوئی بھی ان رازوں کا واقف نہیں"۔

عزیز من جب قطرے کے ذرات بدل گئے۔ تو پانی نہ رہا۔ آگ کا اثر ان میں ظاہر ہوا۔ مجبوراً ہم نے اس نتیجے (اثر کو) آگ سے تعبیر کر لیا۔ یہاں سے آپ کو علم ہو گیا کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا کیا مطلب ہے۔ یہیں فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا کی بات ذہن نشین ہو گی۔

میرے عزیز۔ آپ کو کیا پتہ کہ آدم کو فرشتوں کا مسجود بنانے میں کیا راز تھا۔ اور ابلیس کو سجدہ سے رک جانے میں کیا امر پوشیدہ تھا۔ یہاں عقل مبہوت و حیرت زدہ

Marfat.com

رہ جاتی ہے اور عقل والے دیوانے بن جاتے ہیں۔ قرآن میں آپ نے پڑھا ہے کہ وَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا۔ اور آپ کو معلوم نہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان سے اظہارِ بیزاری کرتا ہے۔ قرآن پڑھنے سے کیا ہوتا ہے۔ جب تک قرآنی علوم انسان کے سینے میں نہ آجائیں۔ عام انسان کہاں اور قرآن کہاں؟

میرے عزیز۔ خدا نور ہے۔ قرآن نور ہے۔ محمد نور ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ نور کیا ہے؟

يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (اے اللہ اپنے نور کی جانب جسے چاہتا ہے راہنمائی کرتا ہے)

جواں مردا۔ چراغ کے فلیتے پر جو آگ رکھ دی جاتی ہے جس نے سارا فلیتہ آتش پذیر ہو جاتا ہے۔ آپ اسے آگ کہتے ہیں یا نہیں۔ اگرچہ یہ وہ اصلی آگ نہیں جو کرۂ اثیر میں ہے۔ بلکہ ایک ایسا جسم ہے کہ جس نے آگ کی صفت اختیار کر لی یہی تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کا مفہوم ہے۔ سُبْحَانِيْ مَا اَعْظَمَ شَانِيْ کے مطلب سے بھی یہاں پر پردہ اٹھتا ہے۔ یہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آگ کے اجزا دیئے کے فلیتہ میں ہیں۔ ہم مانتے ہیں۔ اور جواب میں یہ عرض کرتے ہیں کہ ایسے اجزا کا وجود اس آیہ کریمہ میں بھی موجود ہے۔

وَكَلِمَتُهٗٓ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ۔ (مریم کی طرف کلمہ و روح اس کی طرف سے ڈالے گئے۔)

میں اس مکتوب کو ایک بزرگ کے اس قول پر مختصر کرتا ہوں۔ جس میں سالک کے فنا کی علامت بیان کی گئی ہے۔ فرمایا۔ فنا کیا ہے۔ سالک کے دنیا و آخرت میں اپنے نصیب سے فارغ ہو جانے اور اللہ سے منسلک ہو جانے کے بعد اپنے وجود اور قسمت

Marfat.com

دیدار سے بھی گزر جانے کے بعد اس کی فردیت میں گم ہو کر انفرادیت حاصل کرتا ہے۔ اور جب یہ مقام نصیب ہو جاتا ہے تو اسے معیت کا شرف اور غیر اللہ سے قطع تعلق مل جاتا ہے۔

برادر عزیز کو اس خط میں اگر کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے لکھیں تاکہ اس کا اطمینان بخش جواب تحریر کیا جائے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ ومایعقلھا الا العالمون۔ "اسے سوائے علماء کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔" واستغفر اللہ العظیم۔ وصلی اللہ علی محمد وآلہ اجمعین

Marfat.com

چوبیسواں صحیفہ

خواجہ عزیز الدین کے نام

برادر عزیز دینی خواجہ عزیز الدین خدا ہمیشہ آپ کو با تقوے رکھے اور رضائے خداوندی میں زندگی گزاریں۔

عرض ہے کہ یہاں احوال بخیر ہیں۔ پیارے بھائی کا لکھا ہوا خط موصول ہو چکا ہے۔ مضمون روشن ہے کہ سابق خط میں سے چند کلمے مشکل ہیں۔ مثلاً

لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہ۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ۔ سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ لِوَائِیْ اَعْظَمُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ وَلَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہ۔ اَنَا الْحَق۔ یہ کلمات اور چند احادیث جو اس مضمون پر روایت کی گئی ہیں۔ ان کے معنی کیا ہیں۔

عزیز من! قبل ازیں میں نے آپ کو لکھا تھا مگر آپ کو سمجھ میں نہ آیا۔ مجھے ہر بار اس موضوع پر لکھ کر حق تعالیٰ سے شرم آ رہی ہے۔ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَان (حیا ایمان ہے) کیونکہ یہ کلمات اہل معرفت کے ہیں اور میں اس میں سوائے نام کے اور کچھ نہیں جانتا۔ معرفت سے آگے کی جو لوگ بات کرتے ہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں اور معرفت کا بھی کیا کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ (جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی

Marfat.com

زبان گنگ ہو گئی ہے) کس طریقے سے اس کی خبر دی جا سکتی ہے۔ کون سی عقل اور کون سا دانشور اس مقام تک پہنچ سکا ہے۔ ع

اینجا نہ رسد نہ ورق ہر سودائی

"ہر جنونی کی کشش وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔"

مگر حدیث:

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ (میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے خواہش کی کہ پہچانا جاؤں) نے مجھے دلیر بنایا ہے اور اجازت دی ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم کے مطابق وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ (اور سائل کو نہ جھڑکو) جتنی مجھ میں استعداد ہے اس کے مطابق لکھوں۔ اگرچہ بعض کلمے اور اشارے دوسری بار آئیں گے مگر فائدہ مزید سے خالی نہ ہوں گے۔

اب یہ جان لیں کہ عارفوں کی چار قسمیں ہیں۔

اوّل۔ عوام عوام

دوم۔ عوام

سوم۔ خواص

چہارم۔ خواص خواص

عوام عوام اہل تقلید ہیں اور تقلیدی ایمان پہ زیادہ اعتبار نہیں ہوتا۔ یہ گروہ اکثر خلل اور نقصان اور لغزش کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس گروہ میں اکثر لوگ سوائے ظاہری اسلام کے اور کچھ نہیں رکھتے۔ ہم یہاں ان لوگوں کا ذکر نہیں کریں گے۔

دوم۔ عوام۔ ظاہری دانشور لوگ ہوتے ہیں جو دلائل و براہین کے طریقے سے اپنے مقصود پہ نظر رکھتے ہیں۔ وحدت سے کثرت کی طرف چلتے ہیں۔ اس لیے ان کی نظر فعل۔ صفت۔ موصوف پہ پڑتی ہے۔ مثلاً خط کو دیکھتے ہیں اور تصوّر کر لیتے ہیں کہ یہ قلم

Marfat.com

نے لکھا ہے۔ پھر ان کی نظر انگلیوں پر جاتی ہے جن سے خط لکھا گیا۔ پھر ہاتھ پر جس کی وہ انگلیاں ہیں۔ پھر ہاتھ کی طاقت پر، پھر لکھنے کے ارادے پر پھر ارادہ کرنے والے پر۔ ذات مرید ارادہ کرنے والے کی ذات ۔ اگرچہ گروہ مجبور ہو کر مانتے ہیں اور پھر کہتے ہیں

لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ وَصِفَاتٍ وَاَفْعَالِہٖ۔ (وجود سوائے اللہ کے کوئی نہیں اپنی صفات و افعال کے ساتھ)

عزیز من۔ اس گروہ کی بصیرت کی آنکھ بہت محدود ہوتی ہے۔ ان کو ظاہر بیں اگرچہ مومن کہتے ہیں مگر حقیقت بیں کامل نہیں ہوتے۔ ان لوگوں کی اکثریت ہے۔ عزیز من اہل ظاہر شریعت کے نزدیک صفت عین ذات نہیں اور فعل غیر ذات ہے اور نظر عین کفر ہے سوم: خواص: یہ لوگ طریقت کے امام ہیں۔ ان کی نظر دیکھنے والی ہوتی ہے لیکن غبار و بخار کی وجہ سے بہت زیادہ روشن اور صاف نہیں ہوتی۔ یہ لوگ پہلے گروہ کی نسبت تھوڑے ہوتے ہیں۔ ان کی نظر فعل پر نہیں ہوتی اور " وجود " میں " صفت و موصوف " کے سوا کسی کا تصور نہیں کرتے۔ یعنی صفت اور ذات تک ان کی سوچ کا دائرہ ہے۔ " وجود " کو مادہ اور صورت میں لازم و ملزوم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ وَصِفَاتِہٖ ان دونوں قسموں کے لوگ ظاہر و باطن ہر دو پر نظر رکھتے ہیں۔ شریعت میں وہ مسلمان ہیں لیکن اہل حقیقت کی نظر میں نہیں۔ قرآن فرماتا ہے۔

اَتَتَّخِذُوْا اِلٰھَیْنِ اثْنَیْنِ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔"

اے بھائی! علماء کے نزدیک صفت اگرچہ غیر نہیں ہوتی مگر عین بھی نہیں ہو سکتی۔ اور جب عین نہیں تو اس پر نظر رکھنا شرک ہوگا۔ اور جب حقیقت کی آنکھ سے دیکھیں تو ایک کافر ہوگا، دوسرا مشرک۔

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ۔ (ان میں اکثریت ایسے ایمان والوں کی ہے جو درحقیقت مشرک ہیں) مگر صرف ایسی صورت میں جب کہ وہ اس

Marfat.com

پر فرمائش رہا کو صدق و یقین کے ساتھ جبر کریں۔ ان کا دلوں میں توحید و استقامت کے ساتھ ماسوا کی نفی کرتے ہوئے گزر جاتیں۔ پھر ممکن ہوگا کہ وہ اہلِ ایمان کی لڑی میں پرو لیے جائیں۔

چہارم ۔ خواص خواص : یہ گروہ اہلِ حقیقت ہے ۔ ان کی نظر بڑی وسیع ۔ دو رہین نہایت صاف اور روشن ۔ ان کی نظر ذات پاک کے سوا کہیں نہیں پڑتی جو کچھ ذاتِ حق کے سوا ہے ان کی نظر میں فنا ہے۔ بلکہ یہ لوگ اپنی ذات کو بھی گم کر بیٹھے ہوتے ہیں ۔ ان کی زبان پر سوائے "لیس فی الوجود الا اللہ" کے اور کچھ رواں نہیں ہوتا ۔ اس قسم کے لوگ زمانوں اور ملکوں میں کمیاب ہوتے ہیں ۔ جیسا کہ آج روئے زمین پر ہمارے شیخ ذکرہ اللہ بالخیر ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

قل اللہ ..... ثم ذرھم (کہو اللہ ... پھر ان کو چھوڑ دو)

عزیز من ! قرآن شریف اس قسم کے تین گروہوں کا ذکر کرتا ہے ۔

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ

"پس ان میں اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے ۔ اور ایک درمیانی راہ اختیار کرنے والا ہے اور بعض وہ ہیں جو نیکیوں میں سبقت اختیار کرتے ہیں۔"

کاش ! آپ کو ان سابقوں کی کیا خبر ہے ؟

وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۔ (سبقت اختیار کرنے والے ہی قریب بارگاہ ہیں) درجہ قرب کو آپ جانتے ہیں کہ کیا ہے ؟ فرمایا گیا۔

قَرِيْبُ الشَّيْءِ يَأْخُذُ حُكْمَهٗ ۔ "کسی چیز کا قرب اس کا حکم حاصل کر لیتا ہے۔"

خدا کی قسم ! یہاں اگر ذرہ برابر بات ظاہر کردوں تو علم کی دنیا میں تہلکہ مچ جائے ۔ شیخ الشیوخ قطب العالم کے پاک مصلیٰ کی قسم ۔ میرے دل میں جوش پیدا ہوا کہ قریب

الشئی یاخذ حکمہ کے بارے میں کچھ لکھوں۔ میں نے حضرت شیخ کو دیکھا کہ انگلی مبارک دہن مبارک پر رکھے ہوئے رُکنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔ لیکن خاموش ہو گیا۔ انشاء اللہ خط کے آخری حصے کے بعض کلمات سے آپ پر کچھ روشن ہو جائے گا۔ مگر یہاں پر

سرّیست دریں جا کہ جز مردنداند ؎

کایں سرنہ آنست کہ ہر کس بخواند

"یہاں ایک ایسا راز ہے کہ سوائے جواں ہمت کے کوئی نہیں جانتا۔ یہ وہ راز نہیں جسے ہر ایک پڑھ سکتا ہو"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معزز گروہ کے بارے میں یہ اشارہ فرمایا ہے

اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ رِجَالًا مَنْزِلَتُھُمْ مَنْزِلَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ "بلا شبہ میری امت میں بعض شخص ہیں جن کی منزلت قیامت کے دن میری طرح ہوگی"

عزیز من آپ کو کیا معلوم کیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی منزلت اللہ کریم کے ہاں کیا ہے۔ کیا آپ کو ان جوانمردوں کی منزلت کی خبر ہے جن کے لیے فرمایا گیا

یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ "قیامت کے دن انبیاء کرام ان پر رشک کریں گے"

رسول کا مقام تو یہ ہے کہ فرماتے ہیں: اَنَا مِنَ اللّٰہِ (میں اللہ کی طرف سے ہوں) پھر فرمایا

اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ "آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سب قیامت کے دن میرے جھنڈے تلے ہوں گے" سبحان اللہ کیا مقام ہے اور کیا مرتبہ ہے۔ اس سے کھل کر کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔

جواں مردا۔ سلوک کے مقامات کی تشریح حضورؐ سے نہیں۔

اوّل رجب فضل پر نظر رکھی تو فرمایا

Marfat.com

اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ ۔ "میں تیرے عذاب سے تیرے عفو کی پناہ میں آتا ہوں"۔ یعنی ایک فعل سے دوسرے فعل کی التجا کی۔ پھر اسے نقصان رتبت خیال کیا۔ یہاں سے ترقی فرمائی تو نظر صفت پر پڑی۔ وہاں کہا

اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ "میں تیری ناراضی سے رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں"۔ یعنی ایک وصف دوسرے وصف کی پناہ مانگی۔ اس کو کمال نقص خیال کرتے ہوئے آگے ترقی فرمائی تو نظر ذات پر پڑی تو کہہ اٹھے

اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ ۔ "میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں"۔ یہاں انقطاع ماسوا ہو گیا گو ذات سے بھاگ کر ذات میں پناہ تلاش کر لی۔ یہاں فانی ہوئے۔ اور فرمایا

لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ ۔ "تیری تعریف شمار سے باہر ہے۔" "ذات" میں محو ہو گئے۔ تو فرمایا:

اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ "تو اسی طرح ہے جس طرح میں نے تیری تعریف کی"

عزیز من! آپ دیکھ رہے ہیں کہ حضورؐ نے کس طرح ترقی فرمائی۔ یہاں تک کہ "ذاتِ حق" کے سوا ہر چیز سے نظر ہٹالی اور مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کی شان اپنالی۔ یہ مقام مقام سلوک ہے۔ مگر مقام جذبہ اور ہے۔ حالت جذب میں اس جملہ کا اشارہ فرماتے ہیں۔

یَا نُوْرُ وَیَا نُوْرَ النُّوْرِ یَا مُنَوِّرُ ۔ یعنی یہاں پر اوّل نظر ذات پر ہے اور کسی وجود کو اس کے سوا موجود تصوّر نہیں کرتے کیونکہ اس کے علاوہ جو کچھ ہے "موحدٗ" ہے۔ موجود نہیں۔ پس جو کچھ دوسرا دیکھا اسی سے دیکھا اور اس کی ملکیت میں دیکھا۔ جب دوسری نگاہ جو کچھ "اس کا ہے" اس پہ ڈالی اور وہ اس کی صفت تھی تو "نور النور" فرمایا۔ اور تیسری نظر "جو کچھ اس سے تھا پر پڑی یعنی افعال پہ پڑی تو فرمایا "منور النور" پس تینوں مقامات پر اسی کو دیکھا۔ غیر کو نہیں۔ یہاں جمال غیر کا تو سوال ہی نہیں۔

Marfat.com

ہر دیدہ کہ اے جان جہان دید ترا
در ہر دو جہان در نظرش ہیچ نیاید
واز دیدن اغیار دلش چشم بدوزد
زیرا کہ شود سوختہ گر چشم کشاید

"اے جانِ جہاں! جس آنکھ نے تجھے دیکھ لیا۔ دونوں جہان میں کوئی بھی پھر اس کی نظر میں نہ جچا۔ غیروں کے دیکھنے سے اس کے دل کی آنکھ بند ہوگئی کیونکہ اگر آنکھ کھولتا ہے تو جل کر راکھ ہوجاتا ہے۔"

ایک بزرگ نے قسم کھا کر فرمایا کہ چالیس سال گزر گئے ہیں کہ میں نے سوائے خداوند تعالیٰ کچھ اور نہیں دیکھا۔ آپ کو معلوم ہے یہ کون سی نظر ہے یہ دل کی نظر ہے کہ خدا کے سوا کسی کو موجود نہیں جانتی۔ یہ عالم دل کی کہانی اور روح کے مقامات ہیں جن کا اعتبار ظاہری آنکھ نہیں کرتی۔ چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تینوں مقامات پر نظر اتحاد ہے۔ اس لیے وجود وہی ایک وجود ہے۔ نظر وہی ایک نظر ہے "فنا اور محو"۔ اس مقام پہ طلب فرمایا: رَبِّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔ "اے میرے پروردگار مجھے نور بنا دے"۔ پھر محو ہو کر نورِ محض ہو گئے۔ تو قرآن نے خبر دی۔

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ۔ "اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین (قرآن) تمہارے پاس آئے۔" یہی وجہ ہے کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

جوان مردا۔ خدا نور، قرآن نور، رسول نور، اور نور وہی ایک ہے۔

اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ "اللہ آسمان وزمین کا نور ہے"۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں عاشق معشوق اور عشق سب ایک ہوجاتے ہیں۔ عاقل ومعقول وعقل سب ایک ہوجاتے ہیں اور لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللہ (اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں) کی جلوہ گری

Marfat.com

ہوتی ہے ؎

گفتم کہ پیامبری تو یا پیر
گفت کہ دوئی ز راہ برگیر
چوں نیک بدیدم آں نکو بود
او دمن دپیر ہر سہ او بود

"میں نے سوال کیا کہ تو پیغمبر ہے یا شیخ۔ فرمایا دُوئی کو ہٹادو۔ جب میں نے غور کیا تو پتہ چلا انہوں نے ٹھیک کہا۔ وہ میں اور شیخ سب ایک تھے۔"

آیت مبارکہ سَنُرِیْهِمْ آیَاتِنَا فِي الْآفَاقِ (ہم اپنی آیات انہیں آفاق میں دکھائیں گے) عوام کے لیے ہے اور وَفِیْ أَنْفُسِهِمْ (اور ان کی جانوں میں) خواص کے لیے ہے۔ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ (کیا تیرا رب کافی نہیں ہے) خواص الخواص کے لیے ہے۔ مگر اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ۔ (بے شک وہ ہر شئے کا احاطہ کرنے والا ہے) کا "راز" میں بھی بیان نہیں کر سکتا۔ کہ اس کا احاطہ کرنا تمام چیزوں کا ذات سے ہے یا وہ اپنی ذات سے سب چیزوں کے ساتھ ہے۔ وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو) وَمَا یَکُوْنُ نَجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ (جب تین سرگوشیاں کر رہے ہوں تو ان میں چوتھا وہ ہوتا ہے) اور سب کے ساتھ اس کا "ہونا" انشاء اللہ آپ کو حاضری پر بیان کیا جائے گا۔ کہ اس کا انداز کیا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ میری عقل مصلحت کوش اجازت نہیں دے رہی کہ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (اور تمہاری جانوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے) کے بارے میں کچھ لکھوں یا وَنُنْشِئَکُمْ فِیْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (ہم پیدا کرتے ہیں تمہیں اس چیز میں سے جو تم نہیں جانتے) کو بیان کروں۔ خدا کی قسم ربّ العزت نے ان دو آیات میں اتنے لطائف و عجائبات رکھے ہیں کہ اگر ایک رمز بھی بیان کروں تو کوئی شخص اس کی برداشت کی تاب نہ

Marfat.com

لائے ۔عجیب اسرار ہیں ۔ان کا خفیہ رکھنا فرض ہے کیونکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

اُستر ذہبک و ذہابک و مذہبک (اپنا راستہ چلنا اور جانا خفیہ رکھو) میری جان ان پر قربان کر ان حروف میں کتنے رموز بیان فرما دیئے۔ آپ نے کچھ اور فرمایا اور لوگوں نے کچھ اور سمجھ لیا۔

صیّاد ہمو ، صید ہمو ، دانہ ہمو

ساقی و حریف و مے و پیمانہ ہمو

شکاری وہی ، شکار وہی اور دانہ بھی وہی ۔ساقی ، مدمقابل ، شراب و پیالہ بھی وہی۔ کئی دن ہوئے یہ شعر میرے ورد زبان رہا۔ انشاءاللہ عشق عقل پر غالب آکر رہے گا اور جاءَ الْحَقُّ وَ زَھَقَ الْبَاطِلُ کی آواز سنائی دے گی۔ اس وقت شاہدان معانی کے حسن کا پردہ بیان سے اٹھاؤں تو ان رموز کا محبوب جھلکی دکھا سکے۔ شعر

العقل عقلۃ الرجال

والعشق محلل العقال

العقل یقول لا تخاطر

والعشق یقول لا تبال

(عقل آدمیوں کا بندھن ہے اور عشق رسیوں کو کھولنے والا، عقل کہتی ہے خطرے میں نہ پڑ اور عشق کہتا ہے پرواہ نہ کر) انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہر روز ۷۰ مقامات پر ترقی فرماتے اور ہر بار پہلے ادنیٰ کو اعلیٰ مقام کے مقابلے میں کمتر اور گناہ تصور کرتے ہوئے استغفار فرماتے۔ چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے:

فَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً ۔ (دن میں ستر بار استغفار)

Marfat.com

کرتا ہوں) ورنہ آپ تو گناہوں سے معصوم تھے۔ اور لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ کے خطاب سے آپ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس صورت میں اگر وہ بات نہیں جو میں نے لکھی ہے تو اس کلام کے ذریعے تحصیل حاصل کی گئی ہے جو دراصل نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ طلبِ مزید میں رہتے اور مقام و مرتبہ آپ کا بڑھتا رہا۔ جب آپؐ درجاتِ کمال پر ترقی فرماتے تو مقامات کمتر پر استغفار کرتے۔ قرآن کریم حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی اسی ترقی کے بارے میں فرماتا ہے:

وَکَذٰلِکَ نُرِیۡ اِبۡرٰھِیۡمَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ”اور اس طرح ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمان و زمین کے اختیارات دکھاتے رہے) ان کو الوہیت اور ربوبیت پردہ میں دکھائی گئی اور اس پر ھٰذَا رَبِّیۡ کہا۔ ہو سکتا ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ نے دوستی (خلّت) کی ابتدا میں یہ کیا ہو کیونکہ دوست دوستی کے شروع میں عالم مثل میں کوئی بات کرتا ہے تو اس کو دوست کے غلبۂ حال اور شدتِ اشتیاق پر محمول کیا جاتا ہے۔

از غایتِ شوق و اشتیاق رویت
در ہر چہ نظر کنم بدانم کہ توئی

”محبت کی انتہا اور تیرے دیدار کے شوق میں جہاں نظر کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں تو ہی ہے“
جس طرح سے کہ فرشتوں نے آدمؑ میں وَنَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ کے ”سر“ کو پایا تو بے دریغ سجدہ ریز ہو گئے۔ مگر استاد (ابلیس) کو واسطہ حجاب بن گیا اس نے صورت پر نظر رکھی اور کہا ءَاَسۡجُدُ لِمَنۡ خَلَقۡتَ طِیۡنًا۔ ”کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔“
فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَنَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ۔ افسوس جب قضا آتی ہے تو اندھا بنا دیتی ہے۔ حالانکہ ایسا نہ تھا کیونکہ حقیقتاً اس کا مطلب

Marfat.com

یہ ہے فَقَعُوْا لَہٗ رُوْحِیْ ھٰذَا سَاجِدِیْنَ۔ " وہ اس روح کے سامنے سجدہ ریز ہوئے"
یہاں سجدہ تو اسے ہوا آدم کو کب ہوا۔ ابلیس کو آدم کے ظاہر وجود نے آزمائش میں ڈال
دیا۔ وہ لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہ سے غافل ہو گیا اور جب حکم نافذ ہو چکا تھا تو اسے
چون وچرا کی گنجائش نہ تھی۔ اس نے یہ سمجھا کہ وہی ہے اور سب کچھ اسی سے ہے۔ اس
نظر نے اسے سجدہ کرنے سے روک دیا اور اس سعادت سے محروم رہ گیا۔ یہ مصیبت اسے
اپنے نقطۂ نظر کی وجہ سے اٹھانی پڑی کیونکہ اس کی نظر میں ابھی میں باقی تھی۔ اسی لیے کہا
اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ (میں اس سے بہتر ہوں)

عزیز من! عاشق کامل وہ ہے کہ وجود میں صرف معشوق کو دیکھے۔ لوگوں نے مجنوں
سے پوچھا۔ تو کہاں رہا؟ اس نے کہا لیلیٰ۔ پوچھا کیا کرتے رہے۔ جواب دیا۔ لیلیٰ۔ اس
طرح جتنے سوال کیے گئے وہ لیلیٰ لیلیٰ ہی جواب دیتا رہا۔ ہاں ہاں۔ چونکہ وہ سب "لیلیٰ"
بن چکا ہے۔ مجبوراً لیلیٰ ہی کہتا رہا۔ انشاءاللہ جہاں اس مقام کو بیان کروں گا تو سارے
"اسرار" اس سلسلے میں وہاں عرض کر دوں گا۔

جوان مردا! یہ وہ مقام ہے جہاں استاد شاگرد اور شاگرد استاد بن جاتا ہے۔
وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ (اللہ جسے چاہتا ہے اختیار عطا فرماتا ہے)
فَمَحَوْنَآ اٰیَةَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَآ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً۔ (ہم نے رات کی
نشانیاں مٹا دیں اور دن کی ظاہر کر دیں۔)

یہیں سے معلوم ہوا کہ سعادت نفخۂ الٰہی تمام نوع بشر میں موجود نہیں۔ نہیں خدا کی قسم
یہ نفخہ تو تسویہ کے بعد حاصل ہوتا ہے اور میرے عزیز اس تسویہ (ساخت) سے مراد
اعضا کا تسویہ نہیں بلکہ اخلاق کی درستی واستواری ہے اور یہیں وہ مقام ہے جہاں سے
پردہ اٹھانا فی الحال ممکن نہیں۔ یہاں پر ایک دوسری آیۂ کریمہ
فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَاسْتَوٰٓی اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا۔ (جب وہ بلوغت کو

Marfat.com

کو پہنچے تو نسو یہ حاصل کر لیا تو ہم نے انہیں علم و حکمت عطا کی۔ سے معنی واضح ہو جاتے ہیں لیکن اس راز کو محرم راز ہی جانتے ہیں

سبحان اللہ۔ بُن کہاں سے کہاں چلا گیا۔ بات حضرت ابراہیمؑ کی ترقی کی ہو رہی تھی چنانچہ ارشاد ہوا:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَآى كَوْكَبًا۔ "جب رات چھا گئی تو ابراہیم نے ایک تارہ دیکھا"

میرے عزیز، نہ وہ رات تھی جسے آپ رات کہتے ہیں نہ وہ تارا تھا جسے آپ ستارہ سمجھتے ہیں۔ وہ ابراہیمؑ کی ترقی کا سفر تھا۔ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف اور نور کے بعد نور کا ظہور ہو رہا تھا۔ مگر آپ اس مقام میں محو نہ تھے مجبوراً وَجَّهْتُ وَجْهِيَ (میں اپنا رُخ خالق ارض و سما کی طرف کرتا ہوں) فرمایا۔

عزیز من! مقام محویت پر "وجہی" (اپنا رخ) کہاں رہ جاتا ہے۔ وہاں تو "الذی" کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ وہاں تو سب کچھ وہی تھا یہ نہ تھا۔

تا مرد ز خود فنائے مطلق نشود
اثبات و نفی او محقق نشود
توحید حلول نیست نابودن نست
ورنہ بگزاف آدمی حق نشود

"جب تک انسان مطلق فنا حاصل نہیں کر لیتا اس کا نفی اثبات پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچتا توحید و حلول، نہیں۔ وہ انسان کا معدوم ہونا ہے۔ کبھی شیخی بگھارنے سے آدمی "حق" نہیں ہو جاتا۔

ذرا دیکھئے کہ مقام محبت سے منزل خلّت (دوستی) تک کتنا فاصلہ ہے جیسا کہ عرش سے زیر زمین تک۔ میرے عزیز۔ سچے سالک کا یہی حال ہے۔ ہر لحظہ اس کا کام

Marfat.com

ترقی پذیر اور اس کے اوقات ہر دم پیشرفت کر رہے ہوتے ہیں۔
مگر ہمارا حال یہ ہے کہ ہر روز پست سے پست تر مقام کی طرف جا رہے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ اوپر کی طرف پرواز ہے۔
وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (اور وہ گمان میں ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں) جتنا آگے بڑھتے ہیں پیچھے چلے جاتے ہیں۔
جی ہاں۔ جب فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ (ہم نے تیرے پردے ہٹا دیئے تو آج تیری نظر لوہے کی مانند ہے) کی ندا آتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ تو مسلمان ہے یا کافر۔ آپ اپنی کافری کے بارے میں کیا معلومات رکھتے ہیں۔ خدا کی قسم سچے سالک کو ان مقامات سے گزرنا پڑتا ہے۔ جب "کافری" کے مقام پر پہنچتا ہے تو ظلمات کے بعد ایمان کی صبح طلوع ہوتی ہے۔ کفر کے پردوں سے اسلام کی دلہن رخ اختیار کرتی ہے۔ یہیں پر فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ اللَّیْلُ رَاٰ کَوْکَبًا (جب رات چھا گئی تو تارا دیکھا) کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے۔
آپ کو معلوم ہے عرش سے پرے کے حجابات کیا ہیں؟ سیاہ و سفید نور کو آپ کیا سمجھتے ہیں۔ سالک خون جگر دے کر ان مقام تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ تب کہیں جا کر فنا کا داعوار اپنی خوشبو سالک کے مشام جان تک پہنچے دیتا ہے۔
کفر و اسلام بشر کی صفات ہیں۔ جس مقام پر بشر ہی نہ رہے ہر دو صفات موصوف کے ساتھ ہی عدم ہو جاتی ہیں۔ وَیَمْحُو اللّٰہُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ (اللہ باطل کو محو کر دیتا ہے اور حق کو اپنے کلمات سے درجہ اثبات تک پہنچاتا ہے) کے معنی اس مقام پر روشن ہو جاتے ہیں۔ جب تجھے کفر و ایمان کی خبر ہو گی تو اس دنیا سے بے خبر ہو جاؤ گے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک بزرگ نے دوسرے بزرگ کو لکھا کفر حقیقی میں داخل ہونا اور اسلام مجازی سے نکلنا ایک ہی بات ہے۔

Marfat.com

چناں مستغرق آں نور گردی
کزاں لذت ز ہستی دور گردی
در انجا کفر و ایمان سہو گردد
بجز حق ہر چہ باشد محو گردد

"تو اس نور میں اس طرح ڈوب جائے کہ اس کی لذت میں وجود ہستی کی پروا نہ کرے۔ وہاں کفر و ایمان بھول جاتے ہیں۔ حق کے سوا ہر چیز معدوم ہو جاتی ہے۔"

اس مقام پر اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہ کا دیدار ہوتا ہے۔ مَیں نے کئی بار اپنے خواجہ کی زبانِ مبارک سے سنا کہ فرماتے تھے اللّٰہُ وَلَا سِوَاہُ "اللہ کے سوا کوئی نہیں"۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ مقولہ کس مقام کی خبر دے رہا ہے۔ کوئی عام شخص اس مقام پر کب رسائی حاصل کر سکتا ہے اور کون سی عقل اس کا ادراک کر سکتی ہے۔ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِی (ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا) کہہ کر غیروں کی آنکھ کو اس جمال کے ذوق سے محروم کر دیا۔ اس میں یہی تو کہا ہے لایعرف اللّٰہ غیر اللّٰہ۔ غیر اللہ اللہ کو نہیں پہچان سکتا۔ دونوں مقولوں میں تضاد معنی یا اختلاف نہیں ایک ہی ہیں قرآن سے سنیے ارشاد ہوتا ہے:

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (اگر تم اللہ کی مدد کرو تو اللہ تمہاری مدد کرے گا)

یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچی ہوئی ہے کہ باری تعالیٰ مدد مانگنے سے پاک اور بے نیاز ہے۔ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ بلکہ نصرت تو اللہ کی طرف سے آتی ہے مگر جب کہ رسولؐ بشری لباس سے باہر آ گئے تھے۔ اور محو حق ہو گئے تو "وہ" یہ اور "یہ" وہ بن چکے تھے۔ اس مقام پر یوں فرمایا۔ یعنی وہ نہیں کہ سب کچھ میں ہوں ۔

اینجا ہمہ وحدت است اے دوست
در عالم ما دوئی بنا شد

"دوست یہاں سب ایک ہیں۔ ہماری دنیا میں دُوئی کا تصور نہیں"۔

Marfat.com

آپ ذرا توجہ فرمائیں کہ حضور نے فرمایا ہے
مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ "جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا" اور
قرآن نے اس کی گواہی یوں دی۔
مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے
اللہ کی اطاعت کی) اور اس سے زیادہ کھول کر یوں کہا۔
اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہ (بے شک
جو درخت کے نیچے بے آپ سے بیعت کر چکے ہیں انہوں نے اللہ سے بیعت کی) اللہ کا
ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

کاش کتنے اسرار ہیں جو اس آیت نے برملا کہہ دیئے ہیں۔

آنہا کہ بودہ است ہمہ گشت ہوئی
مارا بمیان ہیچ نماندہ است دوئی

"وہ جو کہ تھے سب "وہ" ہو گئے۔ اب ہمارے لیے درمیان میں "غیریت" نہیں رہی"
مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے اس کا مفہوم کیا لیا ہوگا۔ کیونکہ وہ معانی جو حروف کے لباس
میں موجود ہیں سوائے پاکیزہ دل کے کہیں اور جلوہ گر نہیں ہوتے۔ کیونکہ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ
الْاِیْمَان۔ پاکیزگی ایمان کی صفت ہے۔ اور دل ماسوی اللہ کو ترک کیے بغیر پاک نہیں ہوتا
دوست! اس کام (سلوک) کی ابتدا ہی طہارت سے ہے جیسے کہ ظاہری نماز بغیر
وضو کے درست نہیں ہوتی۔ دل کی پاکیزگی کے بغیر ذکر جائز نہیں ناپاک آدمی (جنبی
جس پر غسل واجب ہو) کا ایک بال بھی اگر ان دھلا رہ جائے اس کی جنابت (ناپاکی)
باقی رہتی ہے۔ اسی طرح دل میں اگر حق کے سوا کوئی اور چیز ہو تو دل کی جنابت باقی ہوتی ہے
تو دل کو ہرگز فلاح نصیب نہیں ہوتی۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی۔ (کامیاب ہوا وہ جس
نے مکمل پاکیزگی حاصل کرلی) جب تزکیہ ہو گیا تو ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی (رب کو یاد کیا

Marfat.com

اور نماز پڑھی) کی حالت ملے گی۔ فصلی کی منزل طہارت دل کی تحلیل کے بعد آتی ہے۔ تب حکم ملتا ہے کہ مجھے یاد کرو۔ اس طرح کہ تمہارے دل میں میرے سوا کوئی نہ ہو۔ فصلی کا تقاضا یہ ہے کہ جل کر خاکستر ہو جائے اور محو ہو جائے تا کہ سوائے "مذکور" کے اور کچھ نہ رہے "بس" کی رحمت رخت سفر باندھے اور توحید کی نعمت نزول فرمائے۔

عزیز من! کس طرح دل میں غیر کا ڈیرہ ہو سکتا ہے جبکہ فرمایا

اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (بے شک مسجدیں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو) اور فرمایا

وَاذْكُرْ اِذَا نَسِيْتَ پتہ چلا کہ کیا ارشاد ہوا یعنی اُذْكُرْنِیْ اِذَا نَسِيْتَ غَيْرِیْ (یاد کرو مجھے جب تمہیں غیر نے مجھے بھلا دیا ہو)۔ جب تک کہ تو اس کے "غیر" کو اور خود اپنے آپ کو بھلا کر اسے یاد نہیں کرے گا تو تو غیر کے ساتھ اس کی یاد بھی حرام اور شرک ہو گا۔

یا یاد خودم یاد خدا شرک بود
تا من نشوم زخود جدا شرک بود

"اپنی یاد کے ساتھ خدا کی یاد شرک ہے جب تک میں اپنے آپ سے جدا نہ ہوں شرک ہے)

جوان مردا۔ مومن کا دل اللہ کا عرش ہے اور اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (اور رحمان عرش پر جلوہ گزیں ہے) پتہ چلا کہ یہ کیا ہے۔ مگر کہاں پتہ چلا؟ تم کہاں اور دل کہاں؟ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ۔ (دونوں کے درمیان پردہ ہے جو ایک دوسرے سے تجاوز نہیں کرتے)

آپ کو یہ معلوم نہیں کہ عرش کیا ہے اور "رحمن عرش پر مستوی ہے" کیا ہے۔ وَلٰكِنْ يَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ (مگر میرے بندے کے دل میں میری گنجائش ہے) کیا ہوتا ہے اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ (مومن مومن کا آئینہ ہے) کے معنی کیا ہیں؟ جب

Marfat.com

آپ کو پتہ چلے گا کہ اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہِ تعالیٰ (مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) کے معنی کیا ہیں تو مومن مومن کا آئینہ ہے کا مفہوم بھی واضح ہو جائے گا اور بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یَبْصُرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَنْطِقُ (میرے ساتھ وہ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے مجھ سے اسے قوت گرفت ملتی ہے اور مجھی سے بولتا ہے) کے مطالب بھی اس پر روشن ہو جائیں گے۔ پھر اس سے جو کچھ صادر ہوگا اس سے نہیں ہوگا بلکہ سب حق کی طرف سے ہوگا اور "حق" ہوگا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اسی کی دلیل ہے۔

خواہی کہ سخن ز جان آگہ شنوی
واسرار دروئی شہنشہ شنوی
گم گرد ز خویش تا تراز ہستی خود
بے خود ہمہ اِنَّنِی اَنَا اللہ شنوی

"اگر تم باخبر جان سے بات سننا چاہتے ہو اور رب کائنات کے باطنی اسرار سے باخبر ہونا چاہتے ہو تو اپنے آپ سے گم ہو جاؤ تاکہ اپنی ہستی سے نکل کر اِنِّیْ اَنَا اللہ (بے شک میں اللہ ہوں) کی آواز سن سکو۔

خدا آپ کی مدد کرے۔ یہ جان لیں کہ جب ایک شخص فنا ہو جاتا ہے۔ یعنی "میں" کے دائرے سے باہر آ جاتا ہے اور ذات باری تعالیٰ کے وصف میں محو ہو جاتا ہے۔ تو اسے اتحاد صفاتی حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ اتحاد ایسا ہے جیسے تھوڑی سی مٹی کو پانی میں ڈال دیں۔ اگرچہ ظاہری اعتبار سے ہر دو ایک ہو چکے ہوں گے لیکن ان کے درمیان مناسبت موجود ہوگی۔ اتحاد کی تعریف یہ ہے کہ دراصل ہر دو ایک ہیں ان میں مغائرت (دوئی) نہیں رہی "میں" دوئی ہے۔ جب یہ محو ہو جاتی ہے تو وہی ایک رہ جاتا ہے حضرت باری تعالیٰ نے اس "اسرار" سے خود ہی پردہ اٹھا دیا ہے۔ کہ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ (انسان میرا راز ہے) اور "سر" صفت ہے۔ اور صفت ذات سے جدا ہونے والی

Marfat.com

نہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مقام یہیں درست ہے۔ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ (اللہ جسے چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ کا معنی بھی یہی واضح ہوتا ہے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں میری جان جسم سے اس لیے بھاگ رہی ہے تاکہ تیرے ساتھ ایک ہو جائے۔ اور "دوئی" مٹ جائے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ (ہر شے فانی ہے صرف تیرے رب ذوالجلال والاکرام کی ذات کو بقا ہے) کے معنی بھی یہی ہیں۔

اب ذرا اس آیہ کریمہ پر غور کریں: فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا (جب موسیٰ کے رب نے پہاڑ پر تجلّی ڈالی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے)

میرے عزیز! تجلّی کی اگرچہ بہت سی قسمیں ہیں لیکن درج ذیل بنیادی ضسام سے باہر نہیں۔

ا۔ تجلّیٔ ذات یا تجلّیٔ وجہ اور یہ جس پر جلوہ ریز ہوتی ہے اسے ریزہ ریزہ اور "خر موسیٰ صعقا" بنا دیتی ہے۔ اور جب وہ چیز جس پر تجلّی ڈالی گئی (متجلّی علیہ) محو ہو جاتی ہے تو بلاشبہ بجز جلوہ ریز کے اور کچھ نہیں ہوتی۔ اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا (بے شک مجھے آگ جلتی دکھائی دیتی ہے) کا مفہوم کیا ہے۔ فَلَمَّآ اَتٰھَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیِٔ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَۃِ الْمُبٰرَکَۃِ کیا ہے؟ مِنَ الشَّجَرَۃِ کا مطلب کیا ہے۔ اَنْ یّٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ کے معنی کیا ہیں۔ اگرچہ ان اسرار سے پردہ اٹھانا جائز نہیں۔ آپ کو میں کچھ اشارے کرتا ہوں۔ عزیزم! شاطی الواد الایمن (وادی امین کے کنارے) اس کا سینہ ہے اور وہ بقعۂ مبارکہ دل ہے اور شجرہ سے مراد جان ہے۔ اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ اس درخت کی چوٹی ہے پس حقیقت میں وہی تھا نہ کہ یہ۔ اب پتہ چلا اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ کا مفہوم کیا ہے۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پہاڑ پتھر بنا تھا

Marfat.com

اور تجلی پتھر پر تھی۔ اسی وجہ سے بے ہوشی ہوئی۔
افسوس کہ اکثر مخلوق کی چشم دل سے قرآن کے معنی پردے میں ہیں کیونکہ اِنَّ لِلقُرآنِ بُطْناً وَلِبَطْنِہٖ بَطْناً اِلیٰ سَبْعَۃِ اَبْطُنٍ (بلاشبہ قرآن کا ایک باطن ہے اور اس کے باطن کا ایک باطن ہے حتی کہ سات باطن ہیں)
عزیز من! جو شخص حق تعالیٰ کا کلام پاک بے واسطہ سنتا ہے اور سننے کی تاب لاسکتا ہے۔ پتھر کا ریزہ ریزہ ہونا اسے کیسے بے ہوش کرسکتا ہے لیکن جیسا کہ اس سے کلام تھا تجلی بھی اسی کے دل پر تھی۔ جبل باطنی کا ذکر قرآن پاک سے سنیے۔
وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُھَا جَامِدَۃً وَّھِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ۔ (تو پہاڑوں کو دیکھ کر خیال کرتا ہے کہ جامد ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی مانند گزر رہے ہوتے ہیں)
آپ کو معلوم ہے افاقہ کے بعد توبہ کس بات کی تھی؟ حکم ہوا کہ دل کی طرف دیکھو محبت کی انتہا میں جلدی کی دل پر نظر ڈالی۔ جب محویت حاصل ہوئی تو از خود فانی ہوگئے۔ عالم اتحاد میں چلے گئے۔ افاقے کے بعد پتہ چلا کہ غیر پر نظر کی۔ یہ خطا تھی لہذا توبہ کی یعنی معلوم ہوا کہ افاقہ جدائی کا سبب بنا۔ اور یہ اس ایک نظر کے سبب ہوا جو غیر پر ڈالی۔ پھر توبہ کرتے اور مسلمان ہوتے رہے۔ کہ شاید پھر عالم مشاہدہ میں شرف باریابی حاصل ہو۔

حیف است قوی حیف تو آنجا و من اینجا
زار است قوی زار دل آنجا و تن اینجا

"حیف اور سخت حیف کہ تو وہاں پیر اور میں یہاں۔ بہت زار و نزار رہے کہ دل وہاں اور جسم یہاں۔"
لیکن وہ مقام کہاں پاسکتے تھے کہ وہ تو "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" ہی کے حصے میں تھا۔

Marfat.com

از دولتِ وصالش دانی کہ بخش یا نت
آں کش بجز خیالش در دیدہ نور نیست

"محبوب کے وصال کی نعمت کسے ملی جس کی آنکھوں میں نور اس کے خیال کے بغیر نہیں"۔

جواں مردا! اس نے کلام نہ صرف گوشِ ظاہر سے سنا بلکہ وہ ہمہ تن گوش و دل اور ہمہ تن چشم بن گئے تھے۔

عزیز من یہ مقام ایسا ہے کہ جس نے میرے دل میں درد و غم کا اضافہ کر دیا ہے کہ مجھے ہوش نہیں رہا کہ کیا کہوں۔ اگر مر کر گم ہو جاؤں تو شاید ذرّہ برابر عرض کر سکوں لیکن پھر بھی آپ سے وہ کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

غم دل با تو چہ گویم کہ نداری غم دل
غم دل با کہ تواں گفت کہ دردے دارد

"دل کا غم تجھ سے کیا لکھوں کہ تو دل کے غم سے نا آشنا ہے۔ غم دل تو درد مند سے ہی کہا جا سکتا ہے"۔

عزیز من! اِنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (بے شک اللہ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے) دو دھاری تلوار سے وار ہے۔ اس آیت نے تمام اسرار الٰہی کو فاش کر دیا ہے۔ مگر کم لوگ ہی آگاہی پا سکے ہیں اور میں بھی اس سے زیادہ کھل کر نہیں لکھ سکتا کیونکہ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (اور اگر ہم چاہیں تو سب کچھ چھین لیں جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے) کے ارشاد سے انبیا علیہم السلام لرزہ براندام ہیں۔ میں کیا اور میری حقیقت کیا؟

آں ذرّہ کہ در شمار ناید مائیم
مائیم کہ در ہیچ حساب نائیم

"ہم ناقابلِ شمار ذرّہ کی مانند ہیں۔ ہم تو کسی حساب بھی نہیں"۔

Marfat.com

قصہ مختصر میرے عزیز یہ سب کچھ جو میں نے لکھا ہے معرفت کے چمن کا ذرہ اور عرفان کے سمندر کا قطرہ ہے۔ آپ نے ایک بزرگ کا مقولہ سنا ہے جو فرماتے ہیں عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ (میں نے اپنے رب کو رب ہی سے پہچانا) اور دوسرے بزرگ نے فرما دیا عَرَفْتُ اللّٰہَ بِاللّٰہِ (میں اللہ کو اللہ ہی سے پہچانا)۔ خدا کی قسم دونوں بزرگوں کے مقام میں وہی فرق ہے جو عرش و تحت الثریٰ میں ہے۔ عرفت ربی بربی اور مقام ہے عرفت اللہ باللہ بالکل دوسرا مقام ہے مگر دونوں وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ کے راز ہی کو منکشف کر رہے ہیں۔ لیکن وہ اپنے مرتبے اور یہ اپنے مقام سے۔ ان کی نظر صفت پر ہے اور ان کی نظر ذات پر ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ اگر ونفخت فیہ من روحی نہ ہوتا تو اس کو کون پہچانتا اور آپ خود اندازہ فرمائیں کہ لَا یَعْرِفُ غَیْرُہٗ (اس کا غیر اسے نہیں پہچانتا) کا بادشاہ تنبیہہ کے لیے موجود ہے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس رمز کو بیان فرما دیا ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ رسول کریم اپنے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ (جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا) اور اس مقام پر یہ فرمایا جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ کیونکہ الوہیت کا مقام اور ہے اور ربوبیت دیگر چیز ہے۔ یہاں ایک عجیب راز ہے آپ کو معلوم ہے کہ فرما گئے ہیں نفس یعنی روح حقیقی کو ربوبیت سے کیا مناسبت ہے کہ اس کی معرفت سے معرفت رب حاصل ہوتی ہے۔ معرفت اللہ نہیں۔ خدا کی قسم آگے قلم بردار نہیں ہو سکتا کہ زیادہ لکھوں فقد عرف ربہ میں تیری قوت باصرہ کی بینائی کا قصور ہے۔ ورنہ اسی مقام پر اہل کمال کے لیے ارشاد ہوتا ہے۔ من رآنی فقد راء الحق۔ ان کلمات کے تحت اتنے اسرار ہیں کہ سو میں سے ایک بھی تحریر کر دوں تو ائمہ ظاہر میں سے کوئی بھی ان کی تاب نہ لا سکے بلکہ عقل یہاں مجنون مطلق ہو جائے۔ بلکہ خود میں بھی اس مقام سے آگے لکھ نہیں سکتا۔ سالک

Marfat.com

کے لیے اسی قدر کافی ہے۔ اگر سلوک کے راستے پر گامزن ہوں اور "میں" کے خلاف سے رہائی حاصل کر لیں تو ان سطور کے اندر چھپے ہوئے محبوب کے حسن سے از خود حظ حاصل کر لیں اور غیر کے کہے سننے سے فارغ ہو جائیں۔ ارشاد ہوتا ہے

دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالُ (نفس کو ترک کرو اور بلند ہو جاؤ) جب تک "میں" کے اندر ہیں تو یہی حال رہے گا۔ جب "میں" سے باہر آ جائیں گے تو وہ ہی وہ ہے، خدا کی قسم اس کے سوا کوئی اور نہیں۔

میرے عزیز۔ اب میں تھوڑا سا عام "توحید" کے بارے میں اور قدرے "اتحاد" کے موضوع پر لکھ رہا ہوں اور آپ کو بتلاتا ہوں کہ "الفناء فی الفناء" کیسے واقع ہوتی ہے اور بزرگوں کے اقوال اذا تم الفقر فہو اللہ وغیرہ کے بارے میں عقلی مثالوں اور دلیلوں سے حقیقتِ حال ظاہر کرتا ہوں۔ شاید آپ ان کو سمجھ جائیں۔ قرآن پاک بھی تو مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ اگرچہ اسی موضوع پر اس مکتوب اور پہلے مکتوبات میں میں نے تحریر کیا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ سمجھ نہیں سکے۔ اب میں ذرا زیادہ واضح کر کے لکھتا ہوں۔

اللہ کریم آپ کے دل کو منور فرمائیں۔ سمجھ لیں کہ تیل جو چراغ میں موجود ہے اور آگ جو فلیتہ کو لگی ہوئی ہے۔ ان دونوں میں بیگانگت ظاہر ہے۔ لیکن باطنی اعتبار سے اور ایک وجہ سے وہ غیر از آتش ہے۔ اس کے باوجود ان میں مناسبت یہ ہے کہ جب فلیتہ کے سرے پر آگ روغن پر اپنا عمل ظاہر کرتی ہے اور اسے اپنی جانب کھینچتی ہے اور جب روغن اس تک پہنچ جاتا ہے بلا شبہ وہ اب آگ ہی کے حکم میں ہوتا ہے۔ اب فرمائیں اسے آگ کہیں گے یا روغن۔ اسی مقام پر تو جَذْبَۃٌ مِّنْ جَذَبَاتِ الرَّحْمٰنِ (اللہ کے جذبوں میں سے جذبہ) دونوں جہان کے عمل کو برابر کر دیتا ہے۔ اور پھر پتہ چلتا ہے کہ اِنِّی لَاَجِدُ نَفَسُ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْیَمَنِ (یمن کی طرف سے رحمان کے نفس کو محسوس کرتا ہوں یا

Marfat.com

کے معنی کیا ہیں۔ ہم نے (مریم کی جانب) اپنی روح بھیجی اور بات ہے اور ہم نے (آدم میں) اپنی روح پھونکی اور عالم ہے

نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم انسان کی شہ رگ سے قریب تر ہیں) وَلٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ (اور آپ نہیں دیکھتے) کے معانی اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

آپ نے سنا ہے کہ بعض مرید یہ کہتے ہیں کہ پیر پرستی خدا پرستی ہے۔ اس جملے کا مفہوم آپ نہ سمجھ سکیں گے۔ بعض مریدانِ صادق اہل ظواہر کی وجہ سے تنہائی میں پیر کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور سرعام رخ کعبہ کی طرف کرتے ہیں لیکن ان کے باطن کی قسمت بجانبِ پیر ہوتی ہے ؎

موضعِ شادی توئی و معدنِ جود و کرم
قبلۂ ما روئے تست وقبلۂ ہر کس حرم

"میری خوشی کی جگہ تو ہے اور جود و کرم کا سرچشمہ، تیرا چہرہ میرا قبلہ ہے جبکہ دیگر لوگوں کا قبلہ حرم شریعت ہے۔"

یہ شعر کیا خوب ہے ؎

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
ما قبلہ راست کردیم بر سمتِ کج کلاہے

"ہر قوم کی ایک راہ ہے اور دین اور قبلہ گاہ ہے ہم نے ایک بادشاہ (حضرت شیخ) کی جانب قبلہ درست کر لیا ہے۔"

کیونکہ ان کا جو مقصود و مطلوب ہے بجز پیر کے کہیں اور نہیں سماتا۔ فَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا کا بِسّ اور فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ کا راز یہیں سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ در اصل وہ تھا یہ نہ تھے اور سجدہ اسی کی جانب تھا اس جانب نہ تھا۔ یہاں یہ اندیشہ ہو سکتا ہے

کریوں تو "اتحادِ ذاتی" واقع ہوگیا: تعالی اللہ عن ذالک

عزیز من۔ آپ کو اس حکمت کی خبر نہیں۔ اسی لیے فرمایا:

مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا "(جسے حکمت عطا ہوتی ہے۔ اسے گویا خیر کثیر سے بہرہ ور کیا جاتا ہے)۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ممکن ہے زمین آگ بن جائے اور آگ زمین۔ اور ہوا پانی بن جائے اور پانی ہوا ہو جائے۔ یہ اتحادِ ذاتی نہ ہوگا بلکہ "اتحادِ صفاتی" ہے۔ حکیم لوگ اس کو "تبدل" یا استحالت (ایک حالت سے دوسری حالت میں جانا) کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں صفت میں ہوتے ہیں۔ ذات میں نہیں۔ اور میں نے اتحادِ ذاتی جسم اور جوہر (عرض کی ضد) کی مخالفت کی ہے۔ خاص طور پر ذات واجب الوجود جل ذکرہ (ذاتِ خداوندی) کے ساتھ۔

آپ اگر یہ سوال فرمائیں کہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کے کیا معنی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ اذا تم الفقر فہو اللہ فرمایا گیا ہے۔ اذا تم الفقیر فہو اللہ نہیں کیا۔ فقر کا اتمام ہے فقیر کا نہیں کیونکہ فقیر ذات ہے اور فقر صفت۔ صفت میں اتحاد درست ہے ذات میں نہیں کیونکہ وہ صفت بجز ترک ماسوائے اللہ تمام نہیں ہوتی۔ جب ماسوے درمیان میں سے اٹھ جاتا ہے تو پھر اس کے درخت سے بھی "اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ" کی آواز آتی ہے۔

جواں مردا۔ بشریت بجز صفت الوہیت محو نہیں ہوتی۔ فرمایا:

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ۔ ہاں جب لاہوت ناسوت میں تجلّی فرماتا ہے تو ناسوت بے چارہ معدوم ہو جاتا ہے۔ گویا وہ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ (وہ خشک گھاس کی مانند ہو گیا جسے ہوا اڑا کر لے گئی) وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اب میں کیا نتیجہ نکالوں کہ آپ نے اس آیہ کا مطلب کیا سمجھا ہے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے کہ سورج جب افق سے سر اٹھاتا ہے تو تمام ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّار۔ (آج بادشاہی کس کی ہے۔ ایک غالب اللہ ہی کی ہے) اس حالت میں آفتاب ہی آفتاب ہے۔ ستارے نہیں۔ اگر زمین کا حجاب درمیان میں نہ ہوتا تو ہر ایک ستارہ بھی عالم ظہور میں نہ آتا۔ اگرچہ "اس" کے اور تیرے درمیان بہت سارے حجاب ہیں۔ لیکن سب سے بڑا حجاب یہی "میں" کا ہے۔

خداوند کریم کا حکم ہے:

وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ۔ (اور ان سے قتال کرو یہاں تک فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ ہی کے لیے خالصتاً ہو جائے) یہ قتال آپ کو اپنے نفس اور اوصاف بشری سے کرنا ہوگا۔ تاکہ "تو" کے فتنہ کا قلع قمع ہو جائے اور "للہ" کا منظر سامنے آجائے۔ جب سب "للہ" ہو جائے گا تو سب "اللہ" نظر آئے گا اور یہی مطلوب ہے۔ اسی سے اتحاد صفت ثابت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں فرق کرنے والا سوائے "وجوب خاص" ذاتی نہیں ہے۔

اِنَّمَا جَعَلَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ (بے شک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا۔ اسی لیے اسے خلیفہ بنایا۔ اگر اس صورت پر نہ ہوتا تو خلافت درست نہ ہوتی۔ اور نہ ہی اس کا کوئی بدل ہے۔ کہ اس میں خلیفہ بننے کی صلاحیتیں نا پید ہوں گی۔ اسی لیے حقائق عالم میں اُسے اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ صورت ظاہری میں اور اس کی باطنی صورت بصورت حق پر ہے۔ پس وہ حق ہی حق ہے۔ اسی لیے ہم جب اس کا مشاہدہ کرتے ہیں تو اپنے نفوس کا مشاہدہ ہوتا ہے اور جب اپنے نفوس کا مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ نظر آتا ہے۔

انا من اھوی ومن اھوی انا   ۶۷

(جس سے میں محبت کرتا ہوں وہ میں ہوں اور میں جس سے محبت کرتا ہوں وہ میں ہوں)

اسی وجہ سے تو فرمایا۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یہ بات راسخین فی العلم ہی

Marfat.com

کی سمجھ میں آسکتی ہے۔

اے بھائی اگر ہم دو چراغ ایک دوسرے کے سامنے رکھ دیں تو دونوں چراغوں کا نور ایک ہوگا۔ کیونکہ حقیقت میں وہی ایک نور ہے جو دو چراغوں میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ہیں اور جب ہم اصل پر نظر کرتے ہیں تو سب کو ایک معلوم ہوتا ہے اور وہ "ایک" مختلف آثار کے ظہور سے "متعدد" نظر آتا ہے اور "تعدد" اس دربار میں محال ہے۔ کیونکہ وہ ذاتِ باری ذات و صفات میں "احدیت" کی حامل ہے ۔ یعنی حیات ۔ علم ۔ قدرت ۔ ارادہ ۔ کلام ۔ سمع ۔ بصر اسی طرح ہر صفت میں ۔ کیونکہ اس کی "ذات" کل علم ، کل قدرت ، کل ارادہ کی مالک ہے جبکہ اس کے علاوہ یہ صفات کسی جزوی ہو سکتی ہیں۔ کلی نہیں۔ کوئی خبر، صفت اور اس کے اثرات سبھی "محدث" (قدیم کی ضد) ہیں ۔ اور ہر پیدا ہونے والی چیز (محدث) بے چارہ اور بے بس ہوتی ہے اور طاقت ور شے اپنی قبولیت و قابلیت کے مطابق اس صفت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بلاشبہ اسے درجۂ فنا تک بھی پہنچا سکتی ہے۔ فرمان ربی ہے۔

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً

(بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے خراب کرتے ہیں اور وہاں کے معززین کو ذلیل ترین بنا دیتے ہیں)

میرے عزیز یہ سورج ہر وقت روشن ہے ، لیکن ہر پتھر لعل اور عقیق (قیمتی پتھر) بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ آپ آئینے کو صاف و شفاف کر لیجیے تاکہ آفتاب خود بخود اس میں جلوہ آرا ہو جائے۔ آپ کو اسی وقت میرے بیان کی تصدیق ہو گی۔

جب "صفت ازلی" کا اثر "محدث" پر اثر انداز ہوتا ہے تو قوت حاصل کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ منفعل (اثر پذیر) حالت اضمحلال (ضعف) میں چلا جاتا ہے۔ اس طرح "اتحادِ ازلی" ازلی سے حاصل ہو جاتا ہے اس طرح سے کہ اس کے اور اس

Marfat.com

کے درمیان تفریق (جدائی) نہیں کی جاسکتی۔ قرآن سے سنیئے:
اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ ("بلاشبہ جو اللہ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں وہ اللہ اور رسول میں تفریق کرنا چاہتے ہیں")

میرے دوست اس مقام پر جدائی نہیں خدائی ہے۔

در عالم وصل نز جدائی نبود
سوز دل عاشقاں ریائی نبود
چوں رفت ز تو توئی و تو محو شدی
بے شک و شبہ من بجز خدائی نبود

توحید اس مقام پر ہے اور کلمہ توحید یہاں درست آتا ہے اور جب انسان اللہ کے اخلاق کے ساتھ متخلق (عادی) ہوجاتا ہے تو کامل ہو کر جَذْبَۃٌ مِنْ جَذَبَاتِ الرَّحْمٰنِ سے ترقی کرتا ہے اور

فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَاسْتَوٰی اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا (جب وہ اپنے کمال پر پہنچتا ہے تو مستحکم ہو جاتا ہے تو ہم اسے حکومت و حکمت ہر دو عطا کرتے ہیں) پھر روغن حرارت کو فلیتہ کے سرے پر آگ جذب کرلیتی ہے۔ کرہ اثیر (گرمی کا کرہ) کا اثر پانی کے قطرے پر ہوتا ہے۔ اسی طرح لوہا گرم بقائے وجود کے باوجود آگ کا اثر رکھتا ہے۔

عزیزمن اصل بات یہ ہے کہ حکم غلبہ کو حاصل ہے اور آپ جانتے ہیں کہ غالب کون ہے اور مَنْ غَلَبَ سَلَبَ (جس نے غلبہ حاصل کرلیا اس نے دوسرے کے اوصاف چھین لیے) یہی تو عظیم راز ہے۔ سبحانی ما اعظم شانی۔ لوائی اعظم من لوائے محمد اور نعرہ انا الحق اسی مقام پر آتا ہے۔

Marfat.com

حکم خداوندی ہے۔

وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (اور اس (خدا) کی طرف کنارہ کش ہو جاؤ)

یہ کام اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک کل ماسوی اللہ سے انقطاع کلی نہ ہو جائے اور جب ہو جائے تو سب "وہی" ہو جاتا ہے۔ "یہ" نہیں۔

میرے عزیز! مجنوں اور مجذوب میں بہت فرق ہے۔ مجنوں وہ ہوتا ہے کہ جس کا دماغ اخلاط فاسدہ کے سبب چل چکا ہو۔ یا دیو یا پری کے آسیب سے خلل پذیر ہو اس کی عقل غالب ہو جائے اور جب مرض کو علاج سے دور کر دیا جائے تو مریض پھر عقل میں آ جائے۔ ایسے شخص کی گفتگو کبھی مربوط نہیں ہوتی۔ مگر شاذ و نادر کوئی بات ایسی ہو جاتی ہے جو سننے والے کی طبع سے موافق ہو اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اس کے بشری حواس گم ہو چکے ہوتے ہیں۔ صرف اسی قدر بات معقول کرے گا جتنا اسے روحانی صفائی سے میسر ہو یا شاید جن و پری وغیرہ کے القاء سے کوئی بات درست کر بیٹھے جو اس پہ قبضہ کیے ہوتے ہیں۔ مگر مجذوب کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مجذوب مطلق۔

۲۔ مجذوب مقید۔

مجذوب مقید نبی ہوتا ہے یا صاحب ارشاد و دعوت ولی۔ کیونکہ نبی و ولی ہر دو مجذوب ہیں لیکن قید ہیں۔ بعض بشریت کے مقید ہیں اس لیے کہ مقام دعوت و ہدایت پر مامور ہیں۔ ورنہ انہیں دنیا و اہل دنیا کے ساتھ کیا تعلق۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ جذبہ غالب آنے لگتا تو خداوند تعالیٰ حکم فرما دیتے۔ یہاں تک کہ آپ اپنا دست مبارک ام المومنین کے سینۂ پاک پر رکھتے اور فرماتے اے حمیرا میرے ساتھ باتیں کرو۔ اور ایک حدیث میں فرمایا۔ "تمہاری دنیا میں سے تین چیزوں سے مجھے پیار ہے۔" یہی حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان مجبوری کی بنا پر ہے۔ یہاں تک کہ وصال کے روز

تک سخت تکلیف میں رہے۔ اسی لیے فرمایا:

مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ بَشَّرْتُهٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ (جس نے مجھے صفر کے نکلنے کی خوشخبری دی میں اسے جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دیتا ہوں)

آپ کس حد تک وصال کے خواہاں تھے۔

مگر مجذوب مطلق "صاحب سکر" ولی ہوتا ہے۔ اس کا ظاہر بالکل مجنوں لوگوں کی مانند اور باطن علم کے نور سے منوّر ہوتا ہے۔ اس شخص کے عجیب احوال ہوتے ہیں جن کے ادراک سے عقول انسانی عاجز و قاصر ہوتی ہیں۔ مثلاً لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ کا اختیار اس کے قبضے میں دے دیا جاتا ہے لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسے حاصل ہوتا ہے۔

چاند اپنی روشنی نہیں رکھتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ سورج کس طرح قبول و قابلیت کا اندازہ چاند میں دکھاتا ہے۔ پس مومن اللہ کا آئینہ ہے اور مومن کا دل اللہ کا عرش ہے اور رحمٰن عرش پر مستوی (متمکن) ہے۔

میرے عزیز معنوی عرش قلبِ مومن ہے۔ یہ بندے کا دل ہے جس میں وہ سما جاتا ہے اگر اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی نہ ہوتا تو اس دنیا میں دل کو تمکنت نہ ملتی

آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کیا ہیں؟ اور آپ کی پہچان کیا ہے۔

شعر
اے آئینہ جمال شاہی کہ توئی
اے نسخۂ نامۂ الٰہی کہ توئی

"اے انسان! بادشاہی حسن کے جمال کا آئینہ تو ہے اور مکتوب خداوندی کا نسخہ تو ہے"

ایک بزرگ نے خداوند کریم سے مناجات میں عرض کیا۔ یارب! میری پیدائش میں حکمت کیا ہے؟ تو فرمایا:

"تیری روح کے آئینے میں میری دید ہوتی ہے۔"

Marfat.com

آپ کے دل میں یہ خیال گزرتا ہوگا کہ لاہوت اور ناسوت میں کیا مناسبت ہے اس میں کوئی شبہ نہیں لیکن اگر ناسوت وہ وجود مدتوں کے درمیان ایک وجود ہے جس طرح دو ایام حیض ہیں۔ ایک طہر یعنی کسی عورت نے دو دن خون دیکھا اور دو روز نہ دیکھا پھر دو روز دیکھ لیا اور ان دو کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسی طرح ناسوت کا کوئی اعتبار نہیں۔ وگرنہ محال ہے کہ اس دربار میں کوئی کام بغیر نسبت کے تصور کیا جا سکے۔

اے عزیز! تُو تو پردے میں ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَتَہ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَلْآیَہ (ہم نے اپنی امانت آسمانوں، زمین، پہاڑوں کو پیش کی۔ انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انسان نے اس بارِ امانت کو اٹھا لیا۔) کے راز کا تو واقف نہیں ہوا۔ ونفخت.... الآیہ (اور میں نے اپنی روح اس میں پھونک دی۔) نے اپنا جمال تجھے نہیں دکھایا۔ اسی طرح خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کے نور نے تجھ پر جلوہ نہیں کیا اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کے حقائق تجھ پر منعکس نہیں ہوئے۔ اس میں بے چاری چمگادڑ بینائی کی کمی اور نظر کی تنگی کی وجہ سے سورج کی روشنی کو دیکھنے کی برداشت نہیں رکھتی۔ اور مجبوراً دن کو رات سمجھتی ہے۔

تو از کوری از آفتابے نہ بینی
گنہ بر تو باشد نہ بر آفتاب

"اگر تُو اندھا ہونے کی وجہ سے سورج کو نہیں دیکھ سکتا۔ تو قصور تیرا ہے سورج کا نہیں۔"

آپ کو معلوم ہے کہ سیدنا عیسیٰؑ کو کیوں "روح اللہ" کہتے ہیں اور بعض تو ان کو اس وجہ سے اللہ ہی کہنے لگ گئے۔ کاش ہماری مثال تو ان معانی میں یوں ہے جیسے کسی شہر میں ایک ہاتھی آ گیا۔ اور وہ اس کی پہچان کے لیے گھروں سے نکل آئے۔ ان میں ہر

Marfat.com

ایک ہاتھی کا ایک عضو پکڑ کر اور چھُو کر جو کچھ محسوس کرتا اسے ہی ایک نام اور صفت دے دیتا۔ حقیقت میں ہاتھی ذات واحد تھی لیکن دیکھنے کی نظر اور ہے اور نابیناؤں کی نظر اور جس طرح اس کی نظر مجھ پہ ہو گئی تو کبھی بھی کوئی بات یا آواز پھر نہ نکلے گی ۔ مجھے امید ہے کہ یونہی ہو گا۔

سلطان المحققین مولانا حجۃ الاسلام فرماتے ہیں

" فانی فی التوحید وہ ہے جو " واحد حق " میں یوں مستغرق ہو کہ اس کے غیر کی جانب التفات نہ کرے ۔ اور نہ اپنے نفس کی جانب کیونکہ وہ بھی گویا کہ ایسا ہی ہے جیسے غیر اللہ"۔

میں آپ کو بیان کر رہا تھا کہ طاقت ور کمزور پہ تناسب اور تشاکل کے حساب سے اثر انداز ہوتا ہے ۔ اور کمزور اپنی استعداد اور قبولیت کے حساب سے متاثر ہوتا ہے بلاشبہ وہ قوی کی صفت سے موصوف ہو جاتا ہے اور اس کے نام سے پکارا بھی جاتا ہے یہ نہیں کہ وہی ہو جاتا ہے ۔ آپ نہیں دیکھتے کہ روح حیوانی جو دل میں ہے وہ حقیقت میں روح نہیں بلکہ ایک قسم کا لطیف " بخار " ہے ۔ جو کہ مختلف اخلاط کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے ۔ اور اس بخار کا قوام وحیات (وجود) جو کہ بدن کے قوام (استحکام) وحیات کا سبب ہے صرف بذریعہ روح ہے ۔ جو کہ خزانۂ وحدت سے ہے اور جسم میں کوئی مخصوص مقام نہیں رکھتی ۔ بلکہ یہ روح نہ تیرے اندر ہے نہ باہر اور اس کی حقیقت انسانی عقل سے پوشیدہ ہے لیکن جب اس حقیقت (روح) نے اس (مجاز) یعنی بخار میں اثر کیا اور اس نے اس کی صفت اختیار کر لی ۔ بلاشبہ اسم و وصف میں بیگانگت اور مغائرت ختم ہو گئی ۔ یہ سب کچھ وہ بن گئی اور اس کا نام و نشان ہی محو ہو گیا۔

عزیز من ۔ آپ جانتے ہیں کہ " روح " کیا ہے جس کے لیے فرمایا

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (فرمایئے روح امر ربی ہے) اور یہ " امر " کیا ہے

اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (اسی کے لیے خلق اور امر ہے)

Marfat.com

یہاں سے مجھے معلوم ہوا کہ عالم خلق نہیں۔ ذاتِ الٰہی کی صفت کے اثر اور کچھ نہیں اور اس کی تجلی کا محل و مظہر ہے۔ کیونکہ تجلّی الٰہی کی طاقت سوائے صفت الٰہی کے اور کسی کو ممکن نہیں۔ وگرنہ بشریت کا محو ہونا اور اس پر اضمحلال (کمزور تر ہونا) کی کیفیت کا طاری ہونا سوائے اس صفت کے کسی شئے سے ممکن نہیں۔ یہی جگہ ہے جس پر فرمایا:

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہ

جوان مردا۔ اہل ظاہر کہتے ہیں معرفت روح محال ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے اس کا بیان نہیں فرمایا۔ یہ قول بعض حضرات کی قصورِ عقل و فہم کی وجہ سے ہے۔ وگرنہ خدا کی قسم یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ جن پر سلوک کی ابتدا میں عالم ارواح کو منکشف کر دیا گیا اور روح نے اپنے آپ کو اور دیگر ارواح کو معائنہ و مشاہدہ کیا۔ یہ تو اہل سلوک کا ادنیٰ مقام ہے۔ مولانا حجۃ الاسلام فرماتے ہیں۔

سالک کیلئے منازل سلوک طے کرنے سے پیشتر اللہ کریم کے ننانوے نام (۹۹) اس کا نام اور اوصاف بن جائیں۔ بلکہ ان ناموں اور اوصاف میں سالک محو ہو جائے۔ تخلقو باخلاق اللہ کا مظہر بن جائے تو اسے پتہ چلے کہ من رأنی فقد رای الحق وغیرہ کلمات کا راز کیا ہے۔ پس آپ کو اس فرمان اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَۃٍ کا راز بتاؤں تو خدا کی قسم دنیا درہم برہم ہو جائے۔ اب جاہل یہ سمجھے گا کہ میری مراد اس سے "اتحاد" ہے۔ یہ تو ان کا مبلغ علم ہے۔ بے چاروں کو "اتحاد" اور "اتصاف" کے معنی ہی کی خبر نہیں۔ یہ عالم عالمِ "اتصاف" ہے وگرنہ خداوند تعالیٰ و تقدس کو سوائے اپنے سے کسی سے اتحاد نہیں۔ حقیقتِ ذات کو اپنی صفتِ خاص سے اور صفتِ مخصوص کو ذات سے اور اثر ذات کو صفت سے اور صفتِ ذات کو اثرِ ذات سے "اتحاد" حقیقی ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ اگرچہ اس مکتوب کو میں نے تفصیل سے لکھا ہے لیکن معلوم نہیں کہ آپ کو اس کے مفہوم کا پتہ چلا یا نہیں۔ میں ان کلمات کو اپنے خونِ جگر سے لکھ رہا

Marfat.com

ہوں۔ اور ہر حقیقت کو الفاظ کے پردے میں بیان کر رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ علمائے ظواہر اس کے سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ بعض ان کلمات پر ہنسیں گے اور اسے شیخی سمجھیں گے۔ بعض لاف وگزاف اور ہذیان کہیں گے۔ بعض کے ہاں یہ کفر تصوّر ہو گا۔ یہاں تو ضرورت ہے کہ عارفین جاہلوں کا مذاق بنیں۔ شاید اس گروہ جاہلین نے قصورِ فہم اور عدم معرفت کی بنا پر ایک عارف کے قتل کا فتویٰ صادر کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ آیۂ مبارکہ "یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ" کی تفسیر کروں تو مجھے سنگسار کر دیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں اگر اس آیہ "سرّ" کو ظاہر کر دوں تو صحابہ مجھے بتوں کا پجاری کہیں۔ حالانکہ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کے بارے میں فرمایا

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا۔ ہر شخص وہ علم نہیں رکھتا جو سیدنا علیؓ کو حاصل تھا۔ حدیث میں ہے

کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ۔ (لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کرو)

عزیزمن! جلتی انگلی کو اگر آپ سے پوچھیں کہ کیا ہے تو بلاشبہ آپ کا جواب ہو گا کہ آگ ہے۔ اگرچہ حقیقتاً وہ آگ نہیں بلکہ کسی چیز کی صفت اس نے اختیار کر لی ہے بجور "وہ" نہیں رہی۔ "وہ" ہو گئی ہے۔ یہ حقیقت میں "اتصاف" ہے "اتحاد" نہیں۔ اس کے بعد کے اسرار انشاء اللہ بوقت ملاقات آپ کے سامنے بیان کروں گا۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ آپ کے اور "حق" کے درمیان جو بات "بیگانگت" پیدا کر رہی ہے وہ آپ کی اپنی "ذات" ہی ہے۔ اگر "خودی" کو درمیان سے اٹھا دیں تو پھر "وہ" ہو گا۔ تو نہیں رہے گا۔ حضرت مولانا حجۃ الاسلام فرماتے ہیں!

Marfat.com

اَلذَّاكِرُ وَاِذَا انْمَحَقَ فِي الذِّكْرِ وَخَفِيَ الذِّكْرُ عَنْهُ حَتّٰى لَا يُحِسُّ بِشَيْئٍ مِنْ ظَاهِرِهٖ وَبَاطِنِهٖ بَلْ يَغِيْبُ بِالْكُلِّيَّةِ عَمَّا سِوَاهُ وَيَفْنِيْ عَنِ الْفَنَاءِ يُحَصِّلُ مِنْ ذَالِكَ وُجُوْدًا حَقِيْقِيًّا وَبَقَاءً اَزَلِيًّا"

"ذاکر ذکر میں جب محو ہو جاتا ہے۔ ذکر کو مخفی رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ظاہر و باطن کی کوئی چیز محسوس نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ کلی طور پر غائب ہو جاتا ہے اور فنا سے فنا ہو جاتا ہے تو اس سے اسے ایک ایسا وجود ملتا ہے جو وجود حقیقی اور بقائے ازلی رکھتا ہے"۔

میرے عزیز آپ بھی اسی راستے پر چلیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِي الْهِمَمِ (اللہ ہمت بلند کو پسند کرتا ہے۔) شب بیداری کے سُرمے کو طلب کی آنکھوں میں ڈالیں "جھک کے رہ کر مجھے دیکھو" کی غذا اپنائیں۔ تنہائی، گوشہ نشینی اور تبتل (کنارہ گیری) کو اپنا لباس بنائیں "وقت" کو سواری تصور کریں۔ "جس نے مجھے یاد کیا میں اس کا ہمنشیں ہوں"۔ کے مصلّٰی پر بیٹھ جائیں۔ ماسوی اللہ سے رخ موڑ لیں یہاں تک کہ آیہ مبارکہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو ہماری طرف لیے کوشش کرتے ہیں تو ہم ان کے لیے راہنمائی کی راہیں کھول دیتے ہیں) ان کی رہنمائی کرتی ہے۔ دل کی آنکھ کشادہ ہو جاتی ہے۔ میرے مکتوبات میں سے جو بات آپ کے "علم الیقین" کے درجے کو پہنچی جب وہ عین الیقین کا مقام اختیار کرے اور میری تحریر آپ کی سمجھ میں آجائے تو سمجھ لیں کام بن گیا اور یہ معانی سوائے عنایت ربانی حاصل نہیں ہوتے۔ فرمایا:

مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا۔ "آپ کیا سمجھتے ہیں کہ کتاب و ایمان کیا ہیں۔ مگر ہم نے ایک نور بنایا ہے جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں"

عزیز من۔ یہ راستہ عاشقان جانگداز کا راستہ۔ من و تو کا راستہ نہیں

Marfat.com

چشمِ دگرش ظاہر ان کلمات کے حسن کے سننے دیکھنے سے عاری ہے۔ نظم۔

تو گر بر آسمان یا در زمینی
بدین چشمے کہ داری ہیچ بینی
دگر در جوہرت چشمے شود باز
دو عالم بر تو افشا ندز اعزاز
دراں ساعت کہ آں چشم آیدت پیش
دو عالم در تو گم گردد تو در خویش
توئی آں جوہر عجب ارہ بدانی
کہ برتر زیں جہان و آں جہانی
فرشتہ گر بہ بیند جوہر تو
ہمیشہ سجدہ آرد بہ در تو

"اگر تو آسمان پر ہو یا زمین پر اس آنکھ سے تو کچھ نہیں دیکھ سکتا۔ اگر تیری آنکھ جوہر کو دیکھ لے تو دونوں جہان عزت افزائی کے لیے حاضر ہوں گے۔ جس وقت وہ آنکھ میسّر آجائے گی تو دونوں جہان تیرے سمیت اس میں گم ہو جائیں گے۔ دراصل اگر تجھے معلوم ہو تو تو ہی وہ جوہر عجیب ہے کہ اس دنیا اور اس دنیا سے بڑھ کر ہے۔ اگر فرشتہ تیری اس صلاحیت سے باخبر ہو جائے تو تیرے دروازے پر سجدہ ریز ہو۔"

عزیزمن۔ فنا سے مراد بشریت کی معنوی فنا ہے نہ کہ ظاہری۔ کیونکہ جب آپ میں آپ کا تصرف نہ رہے گا تو پھر آپ میں اور مردہ میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ حضورؐ فرماتے ہیں "مرنے سے پہلے مر جاؤ"۔ امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبرؓ کے بارے میں فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَیِّتٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اِبْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ (جس نے سطح زمین پر کسی مردے کو چلتے ہوئے دیکھنا ہو تو وہ

ابن ابی قحافہ (سیّدنا ابوبکر) کو دیکھ لے۔

میرے عزیز۔ حیاتِ حقیقی سوائے ممات کے حاصل نہیں ہوتی۔ بقائے معنوی ایسی فنا میں ہے۔ برادر عزیز کو اس عریضے میں جو بات مشکل نظر آئے دوبارہ لکھیں تاکہ پھر لکھ دوں انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں قول، فعل اور دل سے ہر ناپسندیدہ رِیٰ کی معافی اپنے رب سے مانگتا ہوں۔ وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد و آلہ اجمعین۔

Marfat.com

بعض معانی میں

میرے دینی عزیز بھائی خدا آپ کو اپنی رضا میں بقا دے۔

اپنے پیارے بھائی کے حکم پر چند باتیں کلمہ لا الہ الا اللہ کے معانی کے بارے میں تحریر کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو علم ہو جائے گا اور امید ہے اس علم سے عمل کو ساتھی بنائیں گے۔ اس کلمہ طیبہ کے بغیر ایمان درست نہیں۔ اللہ آپ کو سعادت دے جان لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ایمان کے ستر اور کچھ شعبے ہیں سب سے بلند تر کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے کمتر "اماطة الاذی عن الطریق" (یعنی راستے میں سے دکھ دینے والی چیز کا دور ہٹانا) کلمہ پڑھنا ہر کسی کے بس کا نہیں بظاہر الفاظ سے پڑھنا آسان ہے۔ مگر جن شرائط کے ساتھ پڑھنا واجب ہے ویسا دشوار ہے۔ اس راستے میں سب سے ادنیٰ کام " اماطة الاذی " ہے

آپ کو معلوم ہے کہ یہ " اماطة الاذی " کیا ہے اور اس کا حکم کیوں فرمایا گیا۔ یعنی وہ سب کچھ جو خدا کے سوا ہے اس کو یہاں تک راستے سے ہٹا دے کہ تیرا اپنا وجود بھی باقی نہ رہے۔ گویا غیر اللہ کی اذیت کو حق کے راستے سے دور کر دے تاکہ

Marfat.com

کلمہ لاالہ الا اللہ درست ہو۔ وگرنہ خدا کی قسم تو تقلید ہی میں پھنسا رہے گا۔ تحقیق تک نہ پہنچ پائے گا۔ ماسوی اللہ کی ایذا کو راستے سے دور ہٹانا فرض ہے کیونکہ جب تک ادنیٰ ہاتھ میں نہ آئے اعلیٰ تک رسائی ممکن نہیں۔ جب ادنیٰ یہ ہے کہ اذیت غیر اللہ کو راستے سے ہٹا دے تو اعلیٰ جو کہ کلمہ لاالہ الا اللہ ہے تک رسائی کیسے ممکن ہو۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ (ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ مشرک ہیں)

اللہ آپ کے دل کو روشن فرمائے۔ الٰہ ایسا اسم عام ہے کہ حق پر اور غیر پر جسے کوئی معبود بنالے اس کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ مگر اللہ اسم خاص ہے کہ جس کا سوائے ذات حق کے اور کسی پر اطلاق نہیں ہوتا۔ اور "الا" نفی مطلق کے بعد اثبات حقیقی ہے اور ساتھ ہی الا یہاں بمعنی غیر ہے۔ نہ کہ استثناد کے معنوں میں یعنی لاالہ الا اللہ بحث کرنے والے اس مقام پر بہت بحث کرتے ہیں۔ یہ غیر کی نفی کی خبر ہے۔ اور سبحانہ و تعالیٰ کا اثبات۔ جو شخص ان مقام کی حقیقت پالیتا ہے تو وہ بجز اللہ کے کسی کی نہیں سنتا۔ شہادت بھی اس کی اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کا رخ بھی سوائے ذات خداوندی کے کہیں اور نہیں ہوتا۔ اور اس کا تعلق ماسوی اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے۔ یہ مقالہ بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ فنا کی حقیقت تک پہنچ کر بقا باللہ حاصل کیا جائے۔

عزیز من۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا جس چیز کو آپ اپنا معبود بنالیں وہی آپ کا الٰہ ہو گی۔ یعنی جس چیز کے حکم اور فرمان کے تحت آپ چلیں گے وہی آپ کی معبود ہو سکتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ (تم نے دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا۔) "الٰہ" کے لفظ کا اطلاق اصنام (بت) پر بھی ہوتا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے۔ لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ (اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا)

Marfat.com

عزیزمن اس بات کو پختہ کرلیں کہ جب تک آپ کا "تو" ہونا آپ میں موجود ہے تو آپ خود پرست ہیں۔ خدا پرست نہیں۔ یہ شرک ہے اسلام نہیں۔ خلیل اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (مجھے اور میرے بیٹے کو بتوں کی عبادت سے کنارہ گیر رکھ)۔ کاش آپ اس کا خیال کرتے کہ یہ "اصنام" وہ نہیں جو آپ جانتے ہیں کیونکہ خلیل اللہ کا مقام ان "اصنام" کی عبادت سے ویسے ہی برتر تھا۔ پھر فرمایا۔

یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ (اے قوم میں پاک ہوں اس سے جو تم شرک کرتے ہو) یہ مقصد تو انہیں پہلے ہی حاصل تھا اور تحصیل حاصل لغو (بے کار) ہوتی ہے

دوست! تبرّی سے مراد اصنام باطنی سے اظہار بیزاری ہے اور یہ ہر کسی کا کام نہیں۔ تبھی تو وَجَّہْتُ وَجْہِیَ (میں اپنا رخ خالق کائنات کی طرف کرتا ہوں ....) کا مقام درست ہوتا ہے۔ جبکہ اَلَّذِیْ میں انسان محو ہو جاتا ہے اور جب محو ہو جاتا ہے تو پھر وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کا مصداق بن جاتا ہے۔

میرے عزیز! باطنی اصنام (بت) ظاہری اصنام سے کہیں زیادہ برے ہیں کیونکہ ظاہری بتوں کی برائی اور باطل ہونا واضح ہوتا ہے لیکن باطنی اصنام کی قباحت چیونٹیوں کے گھر کی مانند خفیہ ہوتی ہے اور بہت کم عقلیں اس کا تصور کر سکتی ہیں۔ سوائے اللہ کی عنایت اور توفیق کے ان سے باخبری ممکن نہیں۔ جہاں "تو" ہے تو اس کا "غیر" ہے اور غیر کی کیا مجال کہ وہ "اس" کے ساتھ جمع ہو سکے۔

آپ کو معلوم ہے کہ اس نے مسجد کو اپنا گھر کہا ہے اور مشرک کا گزر خانۂ خدا میں ناممکن ہے۔ فرمایا:

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (اس سے بہتر سنیں کہ غیر خود کے ذکر سے کیسے روکا جا رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

Marfat.com

اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا" (کہ مساجد اللہ کے لیے ہیں اس کے ساتھ کسی ایک کو بھی نہ پکارو) اس کے ساتھ اس نے آپ کے دل کو اپنا عرش مقرر فرما دیا۔ قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ۔ اپنے سوا کسی کا گزر پھر یہاں کیسے ہونے دے۔ گھر عرش کے لیے ہے اور عرش سوائے بادشاہ کے اور کسی کے لیے نہیں۔ "میں بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں" کا ارشاد بھی ہوا۔ تو معلوم ہوا۔ بیت اللہ اور ہے اور عرش اللہ اور ہے۔

اے دل تو بجا بگو کہ بر خیز

کایں جائے تو نیست جائے جانانست

"اے دل و جان سے کہہ دو کہ تم چھٹی کرو۔ یہ تمہاری جگہ نہیں محبوب کی جگہ ہے"۔ میرے دوست جب تک تیرے اپنے ارادے اور اختیار کا نشان موجود ہے لا الہ الا اللہ کے جمال سے محروم رہے گا۔ اپنا سب کچھ اس بانی کے حوالے کر دے۔ تاکہ کلمۂ توحید کی دلہن کی رخ نمائی ہو۔ اور جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ تیرے سامنے سے اٹھ جائے وہی (اولئک ھم المومنون حقا) (سچے مومن ہیں)

آج ہر شخص اپنے آپ کو مومن کہتا ہے۔ انتظار کریں تاکہ اچھے اور برے میں امتیاز واضح ہو جائے۔

سوف ترى اذا انجلى الغبار

افرس تحتک ام حمار

"جلد ہی تو دیکھ لے گا جبکہ غبار چھٹ جائے گا۔ تو گھوڑے پر ہے یا گدھے پر"۔

کاش آپ شرک سے باہر آتے کہ

اِنَّ اللّٰہَ بَرِیٌٔ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور نفاق سے بیزاری کا اظہار کرتے کہ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ بے شک منافقین آگ کے سب

Marfat.com

سے نچلے درجے میں ہوں گے)

جب تک آپ میں حقیقی ایمان نہیں آئے گا

کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ (اس ذات کے سوئی سب فانی ہیں) کا راز آپ پر نہیں کھلے گا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ اس " ہالک " سے آپ کا ہلاکِ ظاہر مراد ہے، یعنی " اَنَانِیَّتْ " اور خودی کی فنا مطلوب ہے۔ کیونکہ یہ ہلاک (فنا) آپ کے بقائے ابدی کا سبب ہوگا۔ اور اس 'ہالک" میں الا وجہہ (صرف اس کی ذات) جلوہ ریز ہوگی۔ سالک جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو کبریائی کے سرہانے آرام کرتا ہے اور لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ کے جہان میں ندا دیتا ہے۔ اس کے جواب میں لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ کے سوا اور کیا آواز آسکتی ہے۔

کاش۔ میں جانتا ہوں کہ میں کیا کہہ گیا ہوں اگر میں اس ہوش میں ہوتا تو یہ گستاخیاں نہ کرتا۔

یہ کلمات اہل معرفت کے ہیں اور عارف کون ہے؟

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ (جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اس کی زبان گونگی ہوگئی) کمالِ معرفت کی شان میں مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو ملاحظہ فرمائیں۔ لا احصی ثناء علیک (تیری ثنا ناقابل شمار ہے) فرماتے ہیں تو اسی ثناء کے لائق ہے جو تو نے اپنی ذاتِ پاک کی خود فرمائی ہے۔

میرے عزیز۔ ادراک کے پالینے سے اعتراف عجز کر لینا ہی کمال ادراک ہے معرفت اسی کا نام ہے معلومم شد کہ ہیچ معلوم نشد (مجھے معلوم ہوا کہ کچھ معلوم نہیں ہوا)

اس ذاتِ کبریا کو نبی۔ ولی۔ فرشتہ جس حد تک تو جانتا ہے وہ پہچان اس کی اپنی استعداد اور ظرف کے مطابق ہے۔ وہ تو بے شک ایک حد تک ہوگی یعنی متناہی

Marfat.com

حالانکہ معرفتِ ذاتِ حق نامتناہی (غیر محدود) ہے۔ یہ تو ایک ایسا درد ہے جس کا کوئی علاج نہیں ؎

دردیست مرا در دل درمانش نمی بینم
آں قلزمِ اندوہ را پایانش نمی بینم

"میرے دل میں ایسا درد ہے کہ جس کا کوئی علاج نظر نہیں آتا اس غم کے سمندر (قلزم) کا کوئی کنارہ نہیں"۔

کب تک یہ حکایتیں اور قصہ خوانیاں کرتے رہیں گے۔ کچھ وقت عمرِ ضائع کردہ کا ماتم بھی چاہیے۔

استغفر اللہ العظیم۔ صلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین۔

Marfat.com

بجانب خواجہ خیر اللّٰہ دین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللّٰہ الغنی ۔

برادرِ دینی خیر الدین صاحب کے اوقات عبادت خداوندی کی انواع سے آباد رہیں اس ذات کی حرمت کے صدقے جس نے فرمایا:

وَاللّٰہُ غَنِیٌّ وَّاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (اللہ غنی ہے اور تم فقیر) برادرِ دینی کی خدمت میں تاکیداً عرض کیا جاتا ہے کہ ذات پاک باری تعالیٰ عز اسمہ وجل جلالہ کے لیے "غنا" اصلی ہے اور آدمی میں فرعی (جزوی) اور فقیری یا فقر آدمی میں اصلی ہے ۔ اور وہ ذات پاک اس سے اصلاً مبرّا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہرا اصل کو اختیار کیا ۔ فرع کو نہیں ۔ لیکن آدمی کو چاہیے کہ وہ دونوں صفات کا حامل ہو ۔ اگرچہ اہل ظاہر کے لیے یہ مفہوم محال (ناممکن) نظر آتا ہے کیونکہ ہر دو ایک دوسرے کی ضد ہیں اور دو ضدوں کا اجتماع ایک مقام میں ایک وقت میں محال ہے اور یہ ایسا نہیں کیونکہ آدمی کا ظاہر اور باطن ہے ۔ باطن کا تعلق اللہ سے ہے اور اسے چاہیے کہ صفتِ غنا سے موصوف ہو کہ اللہ میں "غنا" اصل ہے اور انسان کا ظاہر بشری ہے ۔ اسے اپنے اصل سے آراستہ ہونا چاہیے اور وہ اصل فقیری ہے ۔ بحکم کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ

الی اَصْلِہ

میرے عزیز! اغنائے باطن اور فقر ظاہر کرنے کے لیے فنا نہیں اور اس کے برعکس (فقر باطن و غنائے ظاہر) کا کوئی اعتبار نہیں۔ فرمایا

اَلْغِنٰی غِنَی الْقَلْبِ۔ لَا غِنَی الْمَالِ۔ قَالَ جَلَّ ذِکْرُہٗ وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَاَغْنٰی (تجھے تنگ دست پا کر غنی کر دیا) یعنی قناعت اور صبر کے ساتھ غنی کر دیا۔

میرے عزیز! انسان کو ظاہراً فقیر ہونا چاہیے نہ کہ باطنی طور پر کہ وہ صفتِ اہل کفر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ مسلمان ظاہری فقر اور باطنی طور پر غنی ہونا چاہیے اور یہ مطلب سوائے ترک دنیا کے نصیب نہیں ہوتا۔ پس جو شخص دنیا کے قریب تر ہے وہ حق سے دور تر ہے اور جس کو مال کی محبت زیادہ ہے۔ معرفت حق کم ہوگی۔ فرمایا رسول کریمؐ نے: کَثْرَۃُ الْمَالِ یُوْرِثُ قَسَاوَۃَ الْقَلْبِ وَالْاِشْتِغَالُ بِہٖ یُوْجِبُ الْبُعْدَ مِنَ اللّٰہِ (مال کی کثرت دل کو سخت کرتی ہے اور اس میں انہماک اللہ سے دوری کا سبب بنتا ہے)

ترک دنیا مسلمان پر واجب ہے۔ دنیا اللہ کی مبغوضہ (معتوبہ) ہے۔ پس جو شخص خدا کے دشمن کے ساتھ دوستی رکھتا ہے خدا کا دشمن ہوگا۔ اور خدا کا دشمن مسلمان نہیں آپ کو معلوم نہیں دوست کا دوست، دوست اور دشمن کا دوست، دشمن اور ان میں اجتماع محال ہے۔

اے دوست ظاہر میں ہر وقت فقیر رہ اور مسکین بن۔ اَلصَّبْرُ عَلَی الْفَقْرِ خَیْرٌ مِّنَ الشُّکْرِ عَلَی الْغِنٰی (فقیری پر صبر امیری پر شکر سے بہتر ہے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کو پیش نظر رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ

Marfat.com

("اے اللہ! مجھے مسکین زندگی اور مسکین موت عطا فرما۔ اور میرا حشر بھی مساکین کے گروہ میں فرمانا") اگر فرماتے کہ اُحْشُرِ الْمَسَاكِيْنَ فِي زُمْرَتِيْ (مسکینوں کو میرے زمرے میں اٹھانا) تو مساکین کو کیا شرف ہوتا۔ خاص طور پر فرمایا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْن سبحان اللہ کیا شان بندگی ہے اور کیا حسن ادب ہے۔ اسی لیے تو فرمایا: اَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَاَحْسَنَ تَادِيْبِيْ (میرے رب نے میری تربیت فرمائی اور میری تربیت خوب ترین ہے) اس تربیت کا تقاضا یہی ہے کہ واحشرنی فی زمرۃ المساکین ہی فرمایا جائے۔

جواں مرد! فقر کی تلخی پر صبر کرنا چاہیے۔ بلکہ نعمتِ فقر پر شکر واجب ہے۔ تاکہ آیہ کریمہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمت میں زیادتی کروں گا) کے مطابق نعمتِ فقر میں اضافہ ہو۔ شکر انسان کو اذا تم الفقر فھو اللہ کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ یہاں پر قلبِ انسانی خالص ہو جاتا ہے اور تقلب (بدلنے) کے مقام سے تمکنت (استقرار۔ استحکام) کی منزلت پر رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ چاہیے کہ تیرے ظاہر و باطن ہر دو اصل سے آراستہ ہو جائیں۔ تاکہ حقیقی اصل بن جائیں۔

میرے عزیز! فقر کا درختِ طوبیٰ بہت بلند ہے۔ سوائے نامرادی کی منزل کے اس کا پھل کھانا مشکل ہے۔ مسکینی کی منزل بہت دور ہے پا شکستہ ہونے کے بغیر اس منزل تک رسائی ناممکن ہے۔ جہاں تک ہو سکے مال جمع نہ کر کیونکہ یہ مال تجھے پریشان کرے گا۔ دنیوی اسباب کو بانٹ دے تاکہ تجھے اطمینانِ قلب نصیب ہو۔ خدا کی طلب میں رہ۔ اپنی مرضی کو چھوڑ دے۔ غیر حق سے اظہارِ بیزاری کر۔ حرص کی آنکھ میں طمع کی مٹی ڈال دے۔ خواہشات کا سر پاؤں کے نیچے روند

اَلْقَنَاعَةُ مَمْلَكَةٌ لَا تَفْنىٰ

(قناعت کی بادشاہی فنا ناپذیر ہے)

کے تخت پر بیٹھ۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ کو مضبوطی سے پکڑ۔ تمام اہل دنیا پر

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کے نشان سے سربلندی حاصل کر۔ فراغت حال کو غنیمت سمجھ وجود میں سوائے "حق" کے اور کسی کو نہ سمجھو اور اپنا سب کچھ خدا کے حوالے کر دے ۔ "انیّت" (مَیں ہوں) کے خط کو دھو ڈال۔ تاکہ مومن حقیقی بن سکے۔ پھر محبوبِ حقیقی کا جمال (لا الہ الا اللہ) میں مشاہدہ کرو گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

استغفر اللہ العظیم ۔ وصلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین

عربی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اے بھائی اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں ۔

یہ جان لیں کہ جس قدر آپ دنیا میں مشغول ہوں گے آخرت سے غافل رہیں گے دنیا تک رسائی آخرت سے اتنی ہی دوری کا سبب بنے گی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کسی بندے کو دنیا کے اموال میں سے جب کوئی شے ملتی ہے تو اللہ کے نزدیک اس کے درجات میں اتنی کمی واقع ہوجاتی ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ عزّوجل کی ذات کریم ہے۔ اس کی مثل یوں سمجھیں کہ مغرب کی طرف چلنے والا مسافر مشرق سے دور تر ہوتا چلا جاتا ہے ۔ دنیا سے محبت نہ کرو۔ اگرچہ اس کا میسّر آنا آسان ہو۔ کیونکہ دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی سردار ہے۔ دنیا اور آخرت کی مثال دو سوتوں (سوکنوں) کی مانند ہے ایک کی رضامندی میں دوسری کی ناراضگی ہے۔ اس کے تھوڑا بھی قریب نہ جاؤ تاکہ اس (آخرت) سے زیادہ دور نہ ہوجاؤ۔

میرے بھائی۔ بلاشبہ اللہ نے اس دنیا کی طرف کبھی نظر نہیں کی جب سے اسے پیدا فرمایا ہے کیونکہ اس سے اسے بغض ہے اور جو شخص خدا کی مبغوضہ شے سے محبت کرتا ہے تو اس کا انجام کیا ہو گا۔ بعض عارف حضرات کا قول ہے جو شخص صبح بیدار اور رات کو سو بار در

Marfat.com

اس کے دل میں ذرہ برابر دنیا کی محبت ہوئی تو اسے مومن نہ لکھا جائے گا۔
میرے بھائی۔ دنیا میں نیک عمل کر اور دنیا کے بدلے آخرت کو اختیار (پسند) کر اور وہاں کے لیے زادِ سفر تیار کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ اللہ کی اطاعت اور رضا حاصل کرنے میں لگ جا۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھائی کریں جیسے اللہ نے آپ کے ساتھ کی۔ آپ پر حسنِ اخلاق، انفاق اور گناہوں کو ترک کرنا بالاتفاق واجب ہے۔ اللہ کریم توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

Marfat.com

بجانب محب اللہ صاحب

کتبت فی فوادی نار شوق
لہا لعب وفی دمعی سحابُ
فلولا النار ید مع طرسی
ولولا الماءُ لاحترق الکتابُ

"میں نے خط لکھنا شروع کیا اور میرے دل میں محبت کی آگ بھڑک رہی تھی جس کے شعلے تھے اور میرے آنسوؤں میں بادل اگر آگ نہ ہوتی تو آنسو خط کو مٹا دیتے اور اگر پانی نہ ہوتا تو خط جل جاتا۔"

بیت

مسلماناں غم دل چوں نویسم
کہ می چکد بخوں دیدۂ مکتوب

"مسلمانو! غم دل کیسے لکھوں کہ خط کی آنکھوں سے خون کے آنسو ٹپک رہے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہماری مدد اپنی روح سے فرمائے۔ سلام مسنون عرض کرنے اور دعائے مسنون پہنچانے کے بعد گزارش ہے کہ اللہ کے فضل و کرم اور ان کے نفوس نفیسہ کی برکتوں سے حضرت خواجہ بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ والثناء۔ آپ کے ضمیر بے نظیر

پر یہ روشن کیا جاتا ہے اللہ آپ کو اپنی سلامتی میں رکھے اور اپنی رضا میں بقا دے کہ میرے بھائی آپ کا خط مدت کے بعد موصول ہوا۔ آپ کی سلامتی پر خدا کا شکر ادا کیا۔ مکتوب کا مضمون معلوم ہوا۔

آپ نے اس سے تعلق خاطر کا اظہار فرمایا ہے۔ بلاشبہ آپ کے معدن اخلاق سے یہی توقع تھی۔ امید ہے اسی طرح یاد فرماتے رہیں گے اور فراموش نہ کریں گے۔ اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ میرے بھائی:

اَلْعُمْرُ قَصِیْرٌ وَالْاَمْرُ عَسِیْرٌ وَالْمَقْصِدُ بَعِیْدٌ وَالْقَاصِدُ قَعِیْدٌ وَالْمَسْلَکُ مَخُوْفٌ وَالسَّالِکُ عَکُوْفٌ فَاَیْنَ النُّزُوْلُ وَکَیْفَ الْوُصُوْلُ۔

"عمر مختصر ہے۔ کام مشکل ہے۔ مقصود دور ہے اور قاصد بیٹھا ہوا ہے راہ خوفناک ہے اور مسافر رکا ہوا ہے تو کہاں منزل مقصود اور کیسا حصول مراد"

عزیزم۔ ہر کام کے لیے شرط ہے کہ بغیر اس کا لحاظ کیے وہاں تک نہیں پہنچ سکتے جو شخص اس راستے پر مجاہدے کی رفاقت اور ریاضت کے زادِ راہ کے بغیر چلتا ہے کنویں میں گرتا ہے اور جو کوئی ماسوائے اللہ سے روگردانی کیے بغیر ادھر کا قصد کرتا ہے اندھا ہے۔

جوان مردا۔ ناخالص سونے کو جب تک نمک نہیں لگاتے اور بھٹی میں نہیں ڈالتے اور چند بار اس کو پگھلاتے نہیں، ہتھوڑی اور سان پر کوٹتے نہیں ہرگز بادشاہ کی انگوٹھی بننے کے قابل نہیں ہوتا۔ اللہ کے فضل و کرم کے بعد حضرت شیخ (خواجہ نظام الدین) کی برکات سے جبکہ آپ کو کنارہ گیری اور ترک و گوشہ پذیری کی سعادت نصیب ہو چکی ہے، جو کہ سالہا سال سے اس فقیر کا مقصود رہا ہے۔ اور آپ کو بن مانگے میسر آ چکی ہے تو اسے غنیمت سمجھیں اور پوری کوشش سے اس کام کے پیچھے لگے رہیں۔ مگر میں کیا کروں۔ نہ آگے بڑھ رہا ہوں اور نہ پیچھے ہٹنے کی ہمت ہے

مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ (بے شک چونکہ میں نے انتہائی کوشش کی نتیجہ

Marfat.com

ہیں کچھ نہ بنا۔ وگرنہ اس راستے میں جو پیادہ منزلِ مقصود پر پہنچ گیا جس نے دروازہ کھٹکھٹایا اسی کے لیے بابِ رحمت وا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ وَجَدَ وَمَنْ قَرَعَ بَابًا وَلَجَّ وَلَجَ (جس نے کوئی چیز طلب کی اور اس کے لیے کوشش کی تو پالی۔ جس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اصرار کیا تو گھر میں داخل ہو گیا)

قرآن میں ارشادِ ربانی یوں ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (اور وہ لوگ جو ہمارے لیے کوشش کرتے ہیں تو ہم ان کو اپنے راستوں کی ہدایت دے دیتے ہیں) ہماری نارسائی ہماری کوششوں کی کوتاہی بلکہ سیدھی راہ پر نہ چلنے کے سبب ہے۔ ع

معکوس می رویم بمنزل نمی رسیم

(الٹے چل کر ہم منزلِ مقصود پر نہیں پہنچ سکتے)

عزیزِ من! حضرت شیخ نے اس فقیر کو مہربانی و رحمت کا حکم فرمایا ہے۔ ان کی صحبت کے فیضان سے اگر میں چار روز بھی اس حکم پر قائم رہوں اور حقِ اطاعت ادا کروں تو اس کے واضح اور روشن اثرات نہ صرف مرتّب ہوں بلکہ مشاہدہ میں بھی آئیں گے۔ مگر چونکہ اطاعت امرِ شیخ پر مداومت (ہمیشگی) نہیں استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ اور اس کام میں مداومت سوائے شیخ کی مہربانی کے میسّر نہیں اور حضرت شیخ کا لطف الہامِ ربانی پر موقوف ہے کیونکہ "ما ینطق عن الھوی" دیکھیں یہ نعمت کب ظاہر ہوتی ہے اور یہ سعادت کب رونما ہوتی ہے۔ کیونکہ شرائط کے موجود نہ ہونے پر مشروط عدم پتہ ہوتا ہے بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہو جاتا ہے۔ میں لوگوں کی تحریروں پر نظر کرتا ہوں تو وہاں سے اپنے غمگین دل کے لیے کوئی فرحت افزا شربت بنانے کی کوشش کرتا ہوں اور جو کہ یہ ترکیب اعتدال آمیز نہیں ہوتی اسی لیے اتنا نفع حاصل نہیں ہوتا اور حضرت

Marfat.com

شیخ کی خدمت میں کھل کر عرض نہیں کر سکتا۔ مجبوراً یہ شعر پڑھتا ہوں ؎

بکرم تو آفتابی چہ کنم اگر نتابی
دل تست ابرِ رحمت من تشنہ در خرابی

"مہربانی میں تو مانندِ آفتاب ہے۔ کیا کروں جبکہ تیری روشنی مجھ پر نہیں۔ تیرا دل رحمت کا بادل ہے۔ میں پیاس سے برباد ہوا جا رہا ہوں۔"

یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں اپنے سوئے ہوئے نصیب پر ہنستا ہوں۔ اور تنہائی میں اپنے محروم نصیب پر روتا ہوں۔ عمر نکل رہی ہے۔ اعضا میں سستی واقع ہو رہی ہے۔ معلوم نہیں کہ اس دروازے کی چابی کب ہاتھ آئے گی اور خزانے کا دروازہ کیسے کھلے گا۔ اس ضعیف کے بھائی ہر ایک اپنی اپنی ہمت کے مطابق طلب و جستجو میں تھے، کوشش کرتے رہے اور منزلِ مقصود تک پہنچ گئے۔ یہ ضعیف طاقت کی انتہائی کمی کی وجہ سے باوجود اپنے تنگ حوصلہ کے تمنا ضرور رکھتا ہے۔ لیکن اس کام کی شرائط کو بجا لانے میں قاصر ہے۔ اس کے قوانین اور اصول ترک کر کے کس طرح ایک کارِ محال کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بیت ؎

ہر کسے در کعبۂ وصلش رسید
من بماندم در میاں ایشاں رسید

"ہر شخص اپنے کعبۂ وصال تک پہنچ گیا۔ میں رہ گیا باقی سارے پہنچ گئے۔"

اے بھائی اس مضمون کے مطابق کہ ضرورت خطرات کو پرورش دیتی ہے۔ میں بھی اب خرابہ و ویرانہ میں نکلوں گا اور دفعتہً باہر نکلوں گا۔ جو ہونا ہے ہو جائے۔

بیت ؎

تا بود مرا طاقت بودم بشکیبائی
چوں کار بجاں آمد اکنوں من و رسوائی

سرپنجۂ صبرم را پیچیدہ بروں شد دل
اے صبر ہمیں بودت بازدئے توانائی

"جب تک مجھ میں صبر کی طاقت تھی کرتا رہا۔ جب کام حد سے باہر ہو گیا ہے تواب بس ہوں اور رسوائی ہے۔ دل صبر کے پنجے کو مروڑ کر باہر نکل گیا۔ اسے صبر تیرے بازوؤں میں یہی طاقت تھی۔"

کیونکہ اگر کچھ بھی نہ ہوا تو پھر بھی فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (اس کا اجر اللہ کے ذمے ہو گیا) فَنَسْئَالُ اللّٰهَ الْوُصُوْلَ اِلَيْهِ وَحُصُوْلَ مَالَدَيْهِ (اللہ سے وصال کا سوال کرتے ہیں اور اس کے پاس جو ہے اس کے حصول کی طلب کرتے ہیں) بحرمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عزیز من! دنیا میں ایسا کام کریں جس کی کوئی اصل ہو۔ ایسا کام اپنے سامنے رکھیں ننگ و نام کو ترک کر دیں۔ رسوم و رواج سے نظر ہٹا لیں۔ جان۔ مال۔ فرزند و عیال سے ہاتھ دھو لیں ترک و گوشہ نشینی اختیار کریں۔ کوئے خرابات (عشق کی گلی) میں داخل ہو جائیں۔ کنارہ گیری پسند کریں۔ اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ (میں ذکر کرنے والے کا ہمنشیں ہوں) کی طرف رخ کریں۔ موتو قبل ان تموتو کے حکم پر عمل کریں۔ اس کے بعد اللہ کے فضل اور عنایت، اور جذبۃ من جذبات الرحمٰن کی امید رکھنا چاہیے۔

عزیز من۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ (کیا تم خیال کرتے ہو کہ (بآسانی) جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تمہارے پاس تم سے پہلے لوگوں کی مثالیں ہیں کہ انہیں تنگی اور تکلیفیں آئیں.....)

جواں مردا۔ اس جد تک تو جنت میں داخل ہونے کی شرط بات ہیں اور بہشت تو اسحاب

ہمت کے ہاں سفر کے برابر ہے لیکن کیا کروں۔

ہر چند نہ ام لائق درگاہِ سلاطین

ناامید نہ ام کا خر بکرم ہم بنوازند گدا را

"اگرچہ میں بادشاہوں کے دربار کے لائق نہیں لیکن ناامید نہیں ہوں کہ آخر اپنے کرم سے فقیر کو نوازیں گے۔ کبھی نہ کبھی نظر سے۔

اس مکتوب میں اپنے بھائی کے حکم کے مطابق چند باتیں اسمائے حسنیٰ میں سے دو اسموں کے بارے میں تحریر کرتا ہوں۔ یعنی ہوالظاہر والباطن

عزیز من۔ هُوَ ظَاهِرٌ فِي كُلِّ مَفْهُوم۔ وہ ہر مفہوم میں ظاہر ہے۔ فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (اور ہر شے اس کی حمد کی تسبیح پڑھتی ہے) شعر

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ آيَةٌ

تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

"ہر چیز میں ایک نشانی ہے جو اس کی وحدت پر دلیل ہے"۔

جواں مرد! جملہ موجودات کی اصل باری تعالیٰ ہے۔ تمام موجودات فرع ہے۔ فرع کا وجود قائم ہونا اصل پر منحصر ہے جب تک فرع اصل سے وابستہ ہو قائم نہیں رہتی یہاں اصل سے میری مراد مادہ نہیں جس کی فرع ظہور ہو کیونکہ یہ نظریہ فلسفہ کا ہے میری مراد یہ ہے کہ صورت کا قیام مادہ کے بغیر نہیں۔ اسی طرح عالم کا قوام و قیام سوائے خالق کے اثر خاص کے اور کسی سے محال ہے۔ نقطے کا قوام مرکز کے بغیر تصور نہیں کیا جا سکتا اور نقطے کے بغیر دائرے کا وجود محال ہے۔ پس بلاشبہ اسی کا قیام اس کے ساتھ ہے ہر شے کی ابتدا اسی سے ہے اور اس کا لوٹنا بھی اسی کی جانب وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ (ہر کام نے اسی کی طرف لوٹنا ہے) وَكُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ (اور ہر

Marfat.com

شے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے) یہ کلام جامع ہے۔ پس جس میں وہ ہے وہ ظاہر ہے کیونکہ حق کے لیے ہر شے میں ظہور ہے۔ اس لیے وہ باری تعالیٰ اپنی ہی تسبیح بیان کرتا ہے اسی لیے فرمایا:

يُسَبِّحُ كُلُّ شَيْءٍ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ یعنی وہ ہر مفہوم میں ظاہر ہے لیکن اس کے ظہور کو سمجھ نہیں پاتے۔ ونحن اقرب اليه منكم ولا كن لا تبصرون۔ کاش! کسی بزرگ نے اسی مقام پر فرمایا

مَا رَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ (میں نے ہر کوئی شے نہیں دیکھی مگر اس میں خدا کو دیکھا) اور وہ باطن بھی ہر مفہوم میں ہے۔ لِاَنَّ الْحَقَّ بِشِدَّةِ ظُهُوْرِهٖ خَفِيٌّ کیونکہ حق اپنے ظہور کی شدت میں پوشیدہ ہے۔ مثلاً آنکھ کی پتلی میں روشنی اور جسم میں روح۔ وہ وجود میں ظاہر ہے اور کیفیت میں باطن ہے۔ حقیقت میں ظاہر ہے اور حقیقت میں باطن۔ وہ ادراک کے لیے ظاہر ہے۔ اور ادراک کے پا لینے کے لیے باطن ہے اور اس بات کے راز کو یہ حدیث ظاہر کرتی ہے۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ کیونکہ تیرا نفس ظاہر۔ باطن۔ اول۔ آخر۔ ازلی۔ ابدی ہے۔

اے آئینۂ جمال شاہی کہ توئی
وای نسخۂ نامۂ الٰہی کہ توئی
بیروں ز تو نیست ہر چہ در عالم ہست
در خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی

(تو جمال بادشاہ کا آئینہ ہے۔ مکتوب الٰہی کا نسخہ ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہے تجھ سے باہر نہیں اپنے اندر تلاش کر جو کچھ چاہتا ہے تو ہے)

اللہ جل ذکرہ نے فرمایا:

Marfat.com

سَنُرِیۡھِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِھِمۡ (ہم اپنی نشانیاں آفاق و انفس میں انہیں دکھلائیں گے) یعنی جو تم سے باہر ہے اور جو تیرے اندر ہے یعنی جو تیرے اندر غیب ہے وہ تجھ سے ظاہر کریں گے۔ کیونکہ وہ حق ہے۔ کیونکہ تو اس کا ظاہر ہے وہ تیری روح ہے۔ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوۡرَتِہٖ اس سے مراد ہے اور اس نے لیے صورت جسمیہ ظاہر ہے اور ظاہر و باطن ہر دو پر مشتمل ہے۔ وَلَمۡ یَکۡفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡد (کیا تیرا رب تیرے لیے کفایت نہیں کرتا کہ وہ ہر شے پہ گواہ ہے) یعنی انہٗ حاضرٌ مع کل شیئٍ یعنی وہ ہر شے کے ساتھ موجود ہے۔ اور ہر شے میں ظاہر ہے۔ شہود غیبت کی ضد ہے۔ یعنی وہ بصیرت (روحانی نظر) سے غائب نہیں اَلَاۤ اِنَّھُمۡ فِیۡ مِرۡیَۃٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّھِمۡ (خبردار وہ اپنے رب کی دید میں شک کرتے ہیں)

جواں مردا۔ یہ آیت وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ (اور وہ تمہاری ذات میں ہے تم دیکھتے نہیں) کے مفہوم کو واضح کرتی ہے کیونکہ یہ آیہ دنیا اور آخرت میں رویت باری تعالیٰ پر دلیل ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی عارف کو پلک جھپکنے کے لیے بھی دنیا میں قرار نہ ہوتا کسی نے کہا ہے کہ تیرے بغیر مجھے ہر دو جہاں میں آرام حرام ہے۔ اَلَاۤ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡط (بلاشبہ وہ ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) محیط" احاطہ" کے لفظ میں مبالغہ ہے۔ اس آیہ کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ لَا شَیۡءَ اِلَّا ھُوَ۔

عزیز من۔ جسے اس بات کا پتہ چل جائے یہ شعر اس کا ورد بن جائے ؎

توئی بہر چہ نظر کنم نہ جز تو

چوں حقیقت ہر چیز و ہر چہ ہست توئی

"جسے دیکھتا ہوں تو ہی نظر آتا ہے تیرے سوا کوئی نہیں جبکہ ہر چیز و ہر موجود کی حقیقت ہی تو ہے۔"

Marfat.com

ایسا شخص دنیا اور آخرت میں اسی کو دیکھتا ہے۔ اس مقام پر معرفت جلوہ ریز ہوتی ہے عروس محبت نقاب کشائی کرتی ہے۔ اس مقام پر محبوب کی نظر میں کسی اور طرف دیکھنے بھی تو حرام ہوتا ہے اور اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر دیتا ہے اور اپنی "خودی" کو فنا کر دیتا ہے ؎

عاشق کسے بود کہ زخود بے خبر بود
زیرا کہ عشق و بے خبری ہر دو توام اند

"عاشق وہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ سے بے خبر ہو کیونکہ عشق اور بے خبری جڑواں بھائی ہیں۔"

اللہ کریم بحرمت نبی کریم محمد علیہ السلام و آلہ الکرام مجھے اور آپ کو یہ نعمت عطا کرے واستغفر اللہ العظیم۔ وصلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین

Marfat.com

اے بھائی! اللہ آپ کو فائدہ دے۔ راضی ہو اور راضی رکھے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو دو اوصاف سے بیان کیا ہے: رحمت اور قہر۔ یہ دونوں اثر ہیں۔ اثر خاص احدیث ذات کی صفت کا نام۔ لہٰذا یہ وصف بھی ہیں اور اسم بھی ہیں۔ پس رحمت سے نور کو پیدا کیا اور قہر سے نار کو۔ یعنی جواہر علویہ کی دنیا میں سب سے پہلے جو پیدا ہوا وہ نور ہے۔ اس کے بعد افلاک اور عالم اجسام سفلیہ میں "نار" کی تخلیق ہوئی۔ نور سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا فرمائے گئے اور "نار" سے ابلیس۔ نور کو مذکر اور نار کو مونث بنایا فسبحان الذی خلق الازواج کلہا۔ "پس پاک ہے وہ ذات جس نے سارے جوڑے بنائے"۔ اس لیے اللہ عزوجل نے فرمایا

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ (ہر شے کے ہم نے جوڑے بنائے) فرد حقیقی (اکیلا) ذات باری کے سوا کوئی نہیں چونکہ نور مذکر ہے اس لیے اس سے پیدا کردہ عالم ملکوت سارا مذکر ہے اور "نار" مونث ہے اس لیے جن و شیاطین جو کہ صفت مونث رکھتے ہیں پیدا کیے گئے۔ پھر بعض اشیاء مردانہ طاقت سے وجود میں آئیں اور بعض زنانہ کمزوری سے اور بعض ہر دو سے۔ تاکہ جوڑے مکمل ہوں۔ ابلیس کی ناقص عقل "صفت اناث" کی دلیل ہے۔ اسی لیے تو کہنے لگا۔ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ۔ میں اس سے بہتر ہوں۔ اپنی فضیلت اس پر ظاہر کی جس کے بارے میں عقل کامل کا فتوے یہ ہے کہ للرجال عَلَيْهِنَّ درجہ (مردوں کو ان پر فوقیت ہے) ابلیس اس سے بے خبر تھا۔ مجبوراً مردود ہوا۔ قرآن فرماتا ہے:

يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ۔ یا۔ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا۔ وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا" (جسے چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکا۔ نر اور مادہ کے جوڑے بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ رہنے دیتا ہے)

آپ کو معلوم ہوا کہ کیا فرمایا گیا۔ یعنی ایک کو جن و شیاطین کی دنیا سے پیدا کیا کہ نار کا

نتیجہ ابلیس ہے اور وہ کافر ہے۔ ایک کو عالم ملکوت سے کہ نور محمدؐ کا نتیجہ ہے۔ وجود میں لایا اور وہ مومن ہے۔ ایک کو دونوں عالم سے پیدا کیا اور وہ مشرک ہے اور جن کو عقیم (بانجھ) بنایا۔ وہ سب معدنیات، نباتات اور باقی حیوانات ہیں۔ یعنی ان سے کوئی عمل کفر یا ایمان کا ظاہر نہیں ہوتا۔ اور ان میں سے کوئی دین اور مذہب وجود میں نہ آیا۔ پس سب سے پہلے جو ان آثار میں سے احدیت ذات کے اثر صفت کے طور پر ظاہر ہوا۔ وہ جوہر فرد تھا۔ اور وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ اس کی دلیل ہے اس سے پھر آگے تمام جواہر کا ظہور ہوا۔ اسی اجسام سفلی میں سب سے پہلے جس کا ظہور رہا وہ "نار" تھی۔ اس سے شیطان کی تخلیق ہوئی اور پھر اس سے سب فسادی اشیاء کا وجود ہوا۔ پس جو کہ "محمد" سے ہے مومن ہے اور جو شیطان سے ہے کافر ہے اور یہ دونوں طرف سے ہے مشرک ہے۔ جو ان دونوں چیزوں میں سے غالب ہوگا اسی کا حکم ہوگا اور انجام کار ہر چیز اپنے اصل کی جانب رجوع کرے گی۔ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (ایک گروہ جنت میں اور دوسرا گروہ دوزخ میں) اسی لیے مومنین کو فرمایا۔ سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَةٍ (اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا) اور کافروں کو کہا ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَی الْجَحِیْمِ (ان کا مرجع دوزخ ہے) یہ تاثیر دو اثر سے ہے۔ جن کا تعلق ذات احدی کی خاص صفت کے اثر سے ہے۔ اس مقام پر ایک بڑا راز ہے۔ آج اگرچہ ایک شخص بظاہر مومن نظر آتا ہے اور دوسرا کافر اور ایک تیسرا مشرک لیکن اعتبار آخر کار ہی کو ہے۔ بلعم باعور سالہا سال تک عبادت کرتا رہا۔ آخر کار کافر ہو گیا اور کئی صحابہ سالہا سال تک بتوں کو سجدہ کرتے رہے لیکن انجام کار رضی اللہ عنہم کی نعمت سے سرفراز ہو گئے۔ اسی وجہ سے اہل بصیرت روتے رہتے ہیں اور دل جلاتے رہتے ہیں کہ معلوم نہیں انجام کار کیا ہوگا

ندانم بر چہ گردد آخریں کار
مرا دل دالہ و معشوق خود کام

Marfat.com

(معلوم نہیں انجام کار کیا ہو۔ میرا دل فریفتہ ہے اور معشوق اپنی مرضی کرنے والا ہے)

اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور سب مسلمانوں کو اپنے عام کرم سے حسن خاتمہ و عافیت بخیر کے انعام سے سرفراز فرمائے۔ اور اہل صلاح کے گروہ میں شامل کرے اپنے کمال کرم و احسان سے۔

دینی بھائی کو اللہ تعالیٰ اہل حق کے طریقے میں سلوک کی منزلیں طے کروائے اور خیریت سے عمر دراز فرمائے۔

مجھے معلوم ہوا کہ عزیز کو اس فقیر کے مکتوبات میں اشکال پیدا ہوئے ہیں اور بعض بگاڑ والے خیالات۔ کیونکہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" (بعض گمان گناہ ہیں) دل میں پیدا ہوئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اس ضعیف کے مکتوبات سے "حلول و اتحاد" کی بو آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے اور آپ کو معاف فرمائے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (حضورؐ کی سیرہ میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے)

عزیزم۔ یہ آپ کی نظر کی کوتاہی اور بصیرت کی کمی کا نتیجہ ہے۔ آپ میری باتوں کو سمجھ نہیں سکے کیونکہ آپ کی دنیا اور ہے اور میری دنیا اور ہے۔ اَنْتَ فِىْ شَانٍ وَ اَنَا فِىْ شَانٍ سخت مجاہدہ اور کامل ریاضت کی ضرورت ہے۔ تاکہ "ذات" میں صفائی پیدا ہو۔ پھر شاید الرحمان علم القران کی عروس نقاب کشائی کرے۔ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِىْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (یہ آیات ظاہرہ اہل علم کے سینوں میں ہیں) جب تک یہ معنی میسر نہ آئیں تو اس وقت تک فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ (ہم نے سلیمان کو ان کا فہم دیا) کی دولت میسر نہیں آتی۔

میرے بھائی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ "حلول و اتحاد" کا مذہب کفر و زندیقی ہے اور میں نے اس کے رد میں اس قدر لکھا ہے کہ مستقل رسالہ بن جاتا ہے۔ اس مکتوب میں چند باتیں آپ کی غلط پریشانی کو دور کرنے کیلئے نئے سرے سے زیادہ کھل کر لکھ

Marfat.com

رہا ہوں تاکہ آپ کے دل کو اطمینان نصیب ہو۔ شاید اس سے آپ کو اور آپ جیسے دوسرے صاحبان کو تشفی ہو۔

عزیز من! قبل ازیں آپ کو لکھ چکا ہوں کہ اللہ کی احدیت ذات اور صفت ہر دو میں ہے۔ ذات باری تعالیٰ و تقدس کثرت اور تعدد سے پاک ہے۔ اس میں "اختلاف احوال" نہیں لیکن اس کی احدیت ذاتیہ کی صفت قائم خاصہ میں اثر خاص ہے اور اسی اثر کی وجہ سے آثار مختلف ہیں۔ محل کے اختلاف کی وجہ سے۔ اختلاف زمانہ کی وجہ سے نہیں۔ جس طرح کہ آپ کہتے ہیں۔ جبّار۔ قہّار۔ ستار۔ کریم۔ منتقم۔ محی۔ ممیت۔ معز۔ اسی طرح باقی صفات میں آثار اسی صفت مخصوص ذاتی کے اثر کے محل ہیں اسی طرح ہمارے ہاں وصف خاصہ کے لیے کوئی اسم نہیں۔ کیونکہ انسان کسی چیز کا نام اس کی پہچان کی بنیاد پر رکھتا ہے۔ اس کے سوا نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو صفت میں تعدّد آجاتا۔ اور صفت خاصہ (الٰہی) تعدد کثرت۔ اختلاف احوال اور تغائر۔ سے بلند ہے اور کوئی ایک شخص ایک وقت میں غضب کرنے والا، اور بردبار، عطا کرنے والا، اور رد کرنے والا قبض کرنے والا اور کھولنے والا نہیں بن سکتا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ اس شخص کے بارے میں جو مقہور یا مغضوب ہے۔ حق تعالیٰ اس پر قہر و غضب کرنے سے قبل قہار اور جبار ہے بلاشبہ اس کے کرم یا قہر یا رد کرنے یا عطا کرنے سے پہلے آپ اس کو نہیں پہچان سکتے یہاں اصل میں اختلاف لازم آتا ہے اور یہ اختلاف ذات حق کے لائق نہیں۔ وہ اس سے بلند تر ہے۔ چنانچہ یہ بات کہ زید بیک وقت اور بیک حال سوار بھی ہے اور پیدل بھی ہے ہنس بھی رہا ہے رو بھی رہا ہے۔ کنجوس بھی ہے کریم بھی ہے۔ معطی بھی ہے اور مانع بھی ہے محال ہے۔ تو پھر یہ بھی محال ہے۔ اور اختلاف ناجائز ہے۔ پھر یہ تنا لوے نام جو آپ جانتے ہیں اور انہیں "اسمائے ذات" کہتے ہیں ان میں آپ غلطی میں کیونکہ یہ نام اس صفت کے اثر کے آثار ہیں جن کا ذکر اوپر گزرا ہے اور اگر انسان تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کے حکم پر ان تمام صفات

Marfat.com

کو اپنے لیے مخصوص کرے اور یہ ممکن ہے اور وہ سب آثار جو کہ وَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ۔ کا نتیجہ ہیں اگر اس انسان سے ظاہر ہونے لگیں۔ تو پھر وہ سب حق ہوگا اور کچھ محال نہ ہوگا کیونکہ اس کو من حیث المعنی والحقیقت (حقیقت و معنویت کے اعتبار سے) اصل کے ساتھ مناسبت ہوگئی۔ یہاں سے پتہ چلا کہ جو فرمایا:

(آدم کی مٹی کو چالیس صبحیں اپنے ہاتھ میں خمیر دیا) کے معنی کیا ہیں؟

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب تمہارے تابع کیا اس اہل فکر کے لیے نشانیاں ہیں) یہ آیہ مبارکہ بھی اسی مضمون کا انکشاف کر رہی ہے:

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ بھی اسی مضمون پر ہے لیکن اکثر لوگ ظاہری نارسائی کی وجہ سے قرآن کریم کی خبر کے مطابق کہ ان میں اکثر نا سمجھ ہیں کیونکہ بارشاد ربانی لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا (ان کے پاس دل ہے لیکن سمجھ سے قاصر ان کی آنکھیں دیکھنے سے عاری اور ان کے کان سننے سے معذور)

مگر اے دوست! یہ تمام آثار اختلاف تاثیر کے سبب اور اختلاف تاثیر اختلاف محل کی وجہ سے مختلف ناموں سے پہچانے گئے۔ یہ تمام آثار اس ایک صفت احدیت کے اثر ہیں جو کہ ذات احدیت سے مخصوص ہے اور ظالموں کے کہنے سے بلند تر ہے نبیوں ولیوں کی عقلیں اس مقام پر حیرت میں ہیں حقیقت میں ذات احدیت میں اگر یوں دیکھیں کہ اس میں اختلاف اور مغائرت ہے تو یہ کفر ہے اور جب آپ نے یہاں معلوم کیا تو یہ امر تحقیق تک پہنچ گیا کہ اتحاد حقیقی ذاتی اس ذات احدیت کے ساتھ اور اس کی صفت مخصوصہ کے ساتھ یا اس کا بعینہٖ حلول دوسری ذات میں محال ہے جو ان کا اعتقاد رکھتا ہے وہ کافر ہے لیکن جو کچھ میں نے

Marfat.com

نکلا ہے وہ یہ ہے کہ اس صفت مخصوصہ کا خاصہ اثر آپ کو حاصل ہو جائے گا تو بلا شبہ آپ کو اس ذات سے خاص مناسبت پیدا ہوگی اور وہ صفت بھی حقیقت میں اس ذات سے متعلق ہے اور ہر دوسرا اثر جو کہ اس اثر مخصوص ذات احدیت کے آثار سے عالم ظہور میں آتا ہے وہ سب ذات احدیت کی بادنسیم کا پھل ہے۔ آپ کا نہیں اور ذات حق کی طرف راجع ہوگا۔ آپ کی طرف نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس ذات عز و جل کو اتحاد اپنے آپ سے آپ کے ساتھ نہیں کیونکہ حقیقت میں وہ غالب ہے مغلوب اور جس کا غلبہ ہوتا ہے اس کا قبضہ ہوتا ہے۔ پس تیرے اور اس کے درمیان فرق ہوا اور یہ فرق وہی ذات خاص اور اس کے وصف کے واجب ہونے کا ہے۔ خواجہ ابوالحسن خرقانی نے شاید اسی مقام پر کہا ہے اَنَا اَقَلُّ مِنْ رَبِّیْ بِسَنَتَیْنِ (ان دو دو برسوں کو دو سال کہہ دیا، آپ ابھی طفل ہیں۔ مردانِ خدا کی عبادت آپ کے فہم سے برتر ہے اور خدا کی قسم اگر ایک دنیا بھی آپ کے زیرپا ہو جائے تب بھی کوئی دوسرا تلاش کر رہے گے جو اس بیان پر آپ کی تشفی کرے۔ بیت ؎

زبان دیگر است مر عاشقاں را
نہ ہر عاقل کند ایں حرف معلوم

"عاشقوں کی زبان اور ہے یہ بات ہر صاحب عقل کے علم میں نہیں"

کلام شاں ہمہ مغلوب باشد
کہ ہر کس را نگردد ہیچ مفہوم

"ان کا کلام سب کا سب مغلوب ہوتا ہے۔ یہ راز ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آسکتا"

اللہ کریم آپ کی زندگی اپنی رضا و محبت میں گزارے۔ سورج کی ذات اور صفت

Marfat.com

مخصوص ہے اور وہ صفت ایک خاص اثر کی حامل ہے اگر کوئی نابینا اسے تین خیال کرے تو اس کا کیا علاج بھینگا شخص اگر ایک کے دو یا تین یا اس سے بھی زیادہ دیکھتا ہے تو کوئی بات نہیں۔ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ (تین نہ کہو) اِنْتَہُوْا خَیْرًا لَّکُمْ (باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہے) حالانکہ حقیقت میں وہی ایک ہے اور یہاں اتحاد ہے۔ افتراق (جدائی) نہیں اور اگر یوں نہ ہوتا تو خود ذات باری تعالیٰ عز اسمہ کی معرفت تک آدمی کو کیسے رسائی حاصل کرنے کا حکم فرمایا جاتا کیونکہ حضورؐ نے فرمایا لا یعرف اللہ غیر اللہ (اللہ کے سوا اللہ کو کوئی نہ پہچان سکا۔) وگرنہ یہ ایک ایسا فرض ہے جس کے بجالانے کی طاقت انسان میں نہ ہوگی اور خدا کا قانون یہ ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا (اللہ کسی نفس کو اس کی گنجائش کے مطابق تکلیف دیتا ہے) ایک بزرگ نے اسی مقام کی شرح یوں فرمائی ہے عرفت اللہ باللہ میں نے اللہ کو اللہ سے پہچانا۔ بلاشبہ اس کی پہچان اس کے بغیر ممکن نہیں۔

کاش آپ غور فرماتے کیسا عجیب نکتہ ہے۔ ایک جگہ یہ ارشاد ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا اور پھر زبان نبوّت سے ارشاد کروایا جاتا ہے لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ پھر حضور فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی اللّٰہَ۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ اور یہ بھی جان لیں کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔ ان آیات کی ترتیب سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ حق یہی ہے۔ وگرنہ یہ کیسے جائز تھا کہ وہ ذات حق جل وعلا اپنے بندے کے ادراک کے آلات بن جاتا اور فرماتا کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّیَدًا وَّلِسَانًا۔ حالانکہ وہ خود اپنی ذات کی کنہ اور ہویت کی تحقیق کو فہم وادراک سے ماورا قرار دے رہا ہے جیسے فرمایا: وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ (اس کے علم کے جزو کا احاطہ بھی ان کے بس کی بات نہیں) اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی آیہ مبارکہ الی آخرہ اس مضمون کو پورا واضح کرتی ہے۔ ہر دو میں تمام مشارکت، مناسبت اور حقیقت کے ساتھ اثر کے اتحاد اور صفت کو ذات

سے مناسبت کو شافی بیان سے واضح کر دیا ہے۔ ہاں یہ بات ہے کہ وَمَا یَعْقِلُہَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ (اسے عالم ہی جانتے ہیں) عالم جانتے ہیں کون ہوتا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ یُحِیْطُ بِالْاَشْیَاءِ بِلَا عِلْمٍ وَلَا دَرْسٍ وَلَا اِکْتِسَابٍ اِحَاطَۃً جَوْھَرِیَّۃً بِاِسْتِبْصَارِ کُنْہِ الشَّیْءِ (وہ ہوں جو اشیا کا احاطہ بغیر علم، درس اور اکتساب کے کرتا ہے یہ احاطہ بمنزلت جوہریہ ہے جس سے اشیاء کی حقیقت کی دریافت حد انتہا تک کی جاتی ہے)

خواجہ ابویزید فرماتے ہیں:

اَلْعَالِمُ الَّذِیْ یَاْخُذُ الْعِلْمَ مِنَ اللّٰہِ بِلَا وَاسِطَۃٍ (عالم وہ ہے جو اللہ سے بلا واسطہ علم اخذ کرتا ہے) ہاں اس کے لیے تو فرمایا۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ عالم وہ ہوتا ہے جو خدا سے علم سیکھتا ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں علم دیتا ہے یہ علم تقویٰ سے مشروط ہے۔ اس کا حصول سوائے ذات خداوندی ممکن نہیں۔

جواں مردا۔ جب وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ جو کہ اس صفت مخصوص کا اثر خاص ہے یہاں حاصل ہو جاتا ہے۔ تو لازماً یہ شان پیدا ہوتی ہے۔ "پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا اللہ نے کیا اور "تو نے کنکریاں نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی) سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق کے کلمات جو مشائخ کی زبان پر عالم سکر میں نکلے سب حق ہیں اور اگر کوئی شخص اس کو حلول و اتحاد کہتا ہے تو کافر ہے۔ ہمارا اس پر ایمان ہے کیونکہ اس کے بغیر اعتقاد ہمارے نزدیک باطل ہے اس "اثر خاص" کو نفخۃ الالٰہیہ۔ امانت قلب یا سر الروح کہتے ہیں اور یہ مخلوق ازلی و ابدی ہے۔ اسی سے تمام "آثار حق" کا ظہور ہے یہ نفس کلی، عقل فعال نور نبوی بفرمان (اوّل ما خلق اللّٰہ نوری) سب اسی سے مراد ہیں۔ اسی سے ظہور پذیر ہوئے اور اسی سے قائم ہیں روح انسانی جسے نفس ناطقہ کہتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے۔

ہر نوع دوسری انواع سے مناسبت رکھتی ہے لیکن نفخ اور نفخت فیہ من روحی کی انسلاک کے استوار کیے بغیر ممکن نہیں جس کے لیے حکم ہوا تخلقوا باخلاق اللہ تعالیٰ، گویا کہ

Marfat.com

فاذا سوّیتہٗ مقدمہ ہے یعنی اذا سویتہ فی الاخلاق الرضیۃ والاعمال المرضیۃ فلمّا بلغ اشدّہ واستوٰی آتیناہ حکما وعلما۔ جب ہم نے اخلاق پسندیدہ اور اعمال صالحہ وخوشگوار میں اسے استحکام بخشا یعنی وہ درجہ کمال کو پہنچا اور مستحکم ہوگیا تو ہم نے علم وحکمت عطا فرما دیئے۔

اس سے بھی واضح تر قرآن پاک کا بیان ہے: اَلَّذِیْ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّہِیْنٍ ثُمَّ سَوّٰىہُ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہٖ (وہ ذات پاک جس نے ہر شے کو خوبصورت ترین حالت میں پیدا کیا اور اس کا آغاز کیا۔ انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔

کیونکہ وہ "فیہ" بدن کے اندر نہیں کیونکہ اس کو بدن کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ اس آیت میں بھی اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَہُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ (یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں ایمان لکھ دیا گیا اور اپنی طرف سے روح کی انہیں تائید دی) اور یہ "و" تعقیب کی ہے تفصیل کی نہیں (یعنی آیت کے پہلے حصے کا آخری حصہ ہے) فَاَیَّدَہُمْ اس جملہ پر گواہی دے رہا ہے۔

میرے عزیز! خداوند کریم آپ کو مقام ارشاد پر فائز کرے اور اپنی رضا کی انتہا سے بہرہ ور کرے۔ یہ سمجھ لیجئے کہ عام مخلوق اس نعمت کے راز سے واقف نہیں ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ بعض لوگ جن کی ناقص عقلیں اس ہوائے لطیف کے جھونکوں سے محروم ہیں۔ ان باتوں کو صوفیوں کی شیخیاں (شطحیات) اور عارفین کے حالات کہتے ہیں۔ فَقَدْ جَاءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ بے شک وہ زیادتی اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے اور جلد ہی جھوٹے جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

کاش اگر کسی کو سلسلۂ موجودات پر واقفیت ہوتی تو جانتا واجب الوجود سے ایک چیز ہی بغیر واسطہ صادر ہوتی ہے۔ اشیائے کثیرہ ترتیب اور واسطوں سے صادر ہوتی

Marfat.com

ہیں کیونکہ ذات باری تعالیٰ ذات وصفات میں "احدیت" رکھتی ہے۔ اور ذات احد سے واحد ہی صدور پا سکتی ہے۔ بلاشبہ محل و مقام کے اعتبارات آثار مختلف ہو سکتے ہیں۔
یہی سورج کو دیکھیں کہ اس کی ذات اور صفت مخصوص ہے۔ اس کے اثر سے بعض زمینیں نرم اور بعض سخت، بعض سیاہ اور بعض سرخ۔ اور بعض تلخ ہوتی ہیں۔ تو پھر کیا کہیں کہ اس کی صفات متعدد ہیں۔ اگرچہ آفتاب بعض کے نزدیک جسم ہے اور بعض اسے جوہر سمجھتے ہیں ورنہ محض ظاہری اندھاپن اور محض جہالت ہے۔ بعض اہل ظواہر نے "تعدد صفات" کے اندر اس کو کثرت خیال کر دیا۔ اور اسی طرح وہ شخص ہے جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات نہ ذات ہیں اور نہ اس کا غیر ہیں۔ یہ خیال بھی کئی وجوہ سے باطل ہے حقیقت میں اس کی صفت "احدیت" بغیر نام کے ہے (غیر مسمات) اس صفت کا اثر خاص ہے۔ یہ اسی "اثر" کے آثار ہیں۔ جس طرح ہم نے پہلے عرض کر دیا کہ علم لائی سے اہل تحقیق خاص کے ہاں یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ اس کی ذات اور صفت متغائر (ایک دوسرے سے جدا) نہیں اور نہ ہی وہ صورت اور مادہ کی حالت میں ہے بلکہ وہ ذات کل قدرت اور علم ہے۔ پس اس علم اور قدرت میں سے ہم جو معرفت حاصل کر سکے وہی کر سکے۔ اس کے کشف کی قدرت ہم میں نہیں۔ میرے اس قول سے بہت ساری عقلیں اور سمجھیں لغزش کھا سکتی ہیں۔ سوائے اس کے جسے خدا محفوظ رکھے اور اپنے غیب پر اسے مطلع کر دے۔
جواں مردا۔ یہ سب کچھ میں نے آپ کو لکھا ہے میں نے اپنی دنیا سے بطور رمز اور مثال کے پیش کیا ہے۔ ان مکتوبات سے میری مراد آپ کو سمجھانا اور معرفت دلانا ہے۔ آپ اور آپ کی مثال دیگر لوگ سوائے مثالوں کے سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں اور میں خود بھی اگرچہ کھول کر قریب الفہم لکھتا ہوں تاہم پھر بھی آپ اپنی سمجھ کے مطابق معرفت حاصل کرنے پر دوگانہ نفل شکرانہ کے طور پر ادا کیا کریں اور جو کچھ آپ کو معلوم نہ ہو سکے تو بدگمانی میں مبتلا نہ ہوں بلکہ مجھے لکھا کریں تاکہ آپ کے دل کی تختی عام میلوں سے پاک و صاف ہو جائے اور لوح محفوظ کے قریب ترین

Marfat.com

پہنچ جائے۔ تاکہ ہر وہ بات جس میں آپ کو شبہ پڑے۔ وہاں سے پڑھ لیا کریں لہ یہ تو سالک کا ادنیٰ مقام ہے۔ اور بلند ہمتی دکھائیں۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ مَعَالِیَ الْهِمَمِ (بلاشبہ اللہ بلند ہمتی کو پسند کرتا ہے) اس راہ میں جواں مردی دکھائیں۔ شاید آپ کی راہ آسان ہو جائے

تا کدامیں سر رسد بر کنگرۂ ایوانِ عشق

ایں ہوس دارند در سر ہا کہ جانبازی کنند

"دیکھیں ایوان عشق کے کنگرے تک کون پہنچتا ہے۔ جانباز و جوانمرد یہی خواہش رکھتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ اور ہدایت عطا فرمائے اور گمراہی اور جہالت سے اپنی پناہ میں لے۔ وصلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین۔

Marfat.com

اکتیسواں مکتوب

شعر

كَتَبْتُ إِلَيْكَ مِنْ قَلْبٍ قَرِيحٍ
حَزِيْنٍ مُشْتَكٍ مُسْتَهَامِ

"میں" ایک بوجھل۔ غمزدہ۔ ذلیل و عاجز اور لاغر و نحیف و تیمار دل سے خط لکھ رہا ہوں

محب وافر اخلاص احمد فقیر آپ کی ذات فرشتہ صفات کے لیے اکثر اوقات سلامتی کی دعا کرتا ہے۔ سلام و دعا پہنچائی گئی اور کی گئی۔ شعر

كَفَى حُزْنًا بِأَنِّيْ مُقِيْمٌ بِبَلْدَةٍ
وَأَنْتَ بِأُخْرَى مَا إِلَيْكَ وُصُوْلُ

"یہ غم میرے لیے کافی ہے کہ آپ ایک دوسرے شہر میں مقیم ہیں اور میرا وہاں تک پہنچنا مشکل ہے۔"

یہاں کے احوال اللہ کے کرم اور حضرت شیخ (ذکرہم اللہ بالخیر) کی برکات سے خیر و صلاح لیے ہوئے ہیں۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے۔ یہ خط اس سلسلے میں تحریر ہو رہا ہے۔

ہر شب بدعای طلبم وصل تو اے دوست
جز دمِ من بیچارہ ازین بیش چہ باشد

"ہر رات دعا میں تیرا وصال طلب کرتا ہوں۔ اس بے چارہ و عاجز کا اس سے زیادہ کیا چارہ ہو سکتا ہے"

کافی مدت سے بھائی کا خط جس سے خیر و سلامتی کی خبر ہوتی تھی موصول نہ ہوا جس سے کہ دل کو تسلی ہوتی اللہ تعالیٰ خیر کرے۔

از جور یار پیرہن کاغذی کنم
کو کاغذ و سر قلم از من دریغ داشت

"اس دوست کی جفا پر کاغذی لباس (علامت احتجاج) پہنتا ہوں جس نے کاغذ و نوک قلم کو ہم سے روک رکھا"

اس وجہ سے تو حیرت اور پریشانی ہوئی۔ یہ بات محبت میں کمی اور پیار میں خرابی پر بھی خیال کی جا سکتی ہے۔ آپ کو چاہیے کہ اس کے بعد اس قسم کا تساہل اپنے دین میں محبت رکھنے والے احباب سے روا نہ رکھیں۔ اگرچہ عزیز کو انتظامی امور اور مراتب میں ترقی ہوئی ہے مشغولیات میں اضافہ کے سبب دوستوں کو فراموش کرنا مناسب نہیں۔ بلکہ ایسے حالات میں دوستوں کی یاد کی زیادہ توقع ہونی چاہیے۔ ایسے بھائی سے تو یہ امید نہ تھی خیر گذرا سو گذرا اس جانب سے محبت کو استقامت حاصل ہے۔ آپ ہمیشہ اپنے مکتوبات شریفہ اور خطوط گرامی سے میل جول کے طریقے کو قائم رکھیں۔ مجھے برادر عزیز کی ملاقات کی خواہش بھی غیر معمولی ہے یہ تو آپ اپنے دل سے ہی پوچھیں کیونکہ دل کو دل سے راہ ہے۔ یہ بیان جتنا بھی عرض کروں سلسلہ دراز ہوتا چلا جائے گا۔

قصۂ عشق چوں سر زلفش
ہر چہ گویم ازاں دراز

"عشق کا قصہ تیری زلف کے سرے کی مانند جتنا بیان کروں اس سے دراز تر ہے"

Marfat.com

شرحِ شوقت کجا تواند داد

قلمم کز دلم شکستہ تر ست

"تیری محبت کی شرح کیسے کی جاسکتی ہے میرا قلم میرے دل سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہے۔"

بیت ؎ غنیمت دار عمرِ وقت خود را

کہ ضائع میرود یارا روا نیست

"اپنے وقت کو غنیمت سمجھو جو کہ ضائع جارہی ہے اور دوست! یہ مناسب نہیں۔"

اور پوری کوشش سے کمالاتِ دین حاصل کرنے میں مگن رہیں اور اس امر کو بڑے کاموں میں تصور کریں۔ اور مسلمانوں کے کام انجام دینے میں اپنی طاقت و ہمّت کے مطابق کوئی کمی نہ کریں۔ اپنے مقام و منصب اور مال و زر سے اہلِ حاجت کی مدد کرتے رہیں۔ اس دنیا کو آخرت کا ذریعہ سمجھیں۔ وہاں کے احباب کو سلام و دعا پہنچائیں۔ بیٹے: ابو محمد اللہ ان کی عمر لمبی کرے کو خصوصی دعا۔ والسلام

بجانب تاج الحق خواجہ محمدؒ

دونوں جہان کی سعادتیں میرے دینی بھائی تاج الحق والدین خواجہ محمد کے احوال میں شامل رہیں۔ ان کا تقویٰ قائم اور خدا کی مرضی و منشا کے راستے پر گامزن رہیں۔

برادرم۔ آپ کا مکتوبِ مرغوب موصول ہوا۔ مضمون سے واقف ہوا۔ آپ کی سلامتی پر خدا کا شکر ادا کیا۔ اس خط سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ قبل ازیں جو خط عزیز ترین بھائی خواجہ سعید الدین (خدا انہیں دین و دنیا کی سعادتیں دے) کو لکھا گیا۔ اس کے بعض کلمات میں آپ کو اشتباہ واقع ہوا۔ اگرچہ تقریر کھول کر کی گئی مگر اشتباہ کا سبب ان کا دنیا کے مشغلوں میں دل لگائے رکھنا ہے اور اَلْاِشْتِغَالُ بِاُمُوْرِ الدُّنْیَا یُوْرِثُ قَسَاوَتَ الْقَلْبِ (دنیا کے کاموں میں مشغولیت دل میں سختی پیدا کرتی ہے) اور باطنی علوم کا سمجھنا سنگدل انسان کے لیے مشکل ہے۔

عزیز من! اُتْرُکِ الدُّنْیَا قَلِیْلُھَا وَکَثِیْرُھَا (دنیا تھوڑی یا بہت اسے ترک کر دو) وَاجْتَنِبْ عَنْ شَوَاغِلِھَا۔ تَسْتَفِیْدُ الْعِلْمَ وَالْفَھْمَ مِنَ اللّٰہِ (اس کی مشغولیات سے کنارہ پکڑو علم سے استفادہ کرو گے اور اللہ کی سمجھ آئے گی)

ارشاد ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا۔ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا (اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو تو تمہارے لیے وہ حق و باطل میں امتیاز کا نشان پیدا فرما دے گا) (ہم نے سلیمان کو فہم دیا اور سب کو حکمت و معرفت عطا فرمائی)

علماء جس کو طریقت کہتے ہیں وہ مثالی اور تمثیلی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

اُمِرْتُ اَنْ اُكَلِّمَ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ (مجھے حکم ہوا کہ لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کروں) وَاُنْزِلَهُمْ عَلٰى قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ (اور ان کو ان کے مقام کے مطابق ٹھہراؤں)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ موت کو قیامت کے دن بھیڑ کی شکل میں لائیں گے اور میدانِ حشر میں ذبح کریں گے۔

افسوس ہے کہ بعض لوگوں نے اس عبارت کو یونہی سمجھ لیا کہ جیسے دنیا میں بھیڑوں کو ذبح کیا جاتا ہے یہی منظر دہرایا جائے گا۔ ان کو علم نہیں یہ ان کا سوئے ظن ہے جس طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا: مومن قبر میں یوں رہتا ہے جیسے سرسبز و شاداب باغ میں اور اس کی قبر اس کے ستر گز تک کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اور بعض یوں کہتے ہیں کہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوتا ہے اور فرمایا قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہوتا ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

ان احادیث سے اگر ان کا مفہوم یہ ہو کہ اس قبر سے مراد وہی قبر ہے جیسے ۱۹ گور کہتے ہیں تو یہ ان علماء ہی کا مبلغ علم ہے میت تو میت ہے اس کا جسم گرمی، سردی، روشنی، اندھیرا، آرام، دکھ کسی چیز کو محسوس نہیں کرتا وہ تو مٹی بن جاتا ہے جس طرح کہ پہلے تھا۔ ویسا نہیں ہوتا جیسے آپ نے گمان کر لیا۔ ان لوگوں کو کیا معلوم کہ عذابِ قبر کیا ہے۔ قبر کے سوال کا مطلب ہے منکر اور نکیر۔ مبشر اور نذیر کون ہوتے ہیں اور کہاں سے آتے ہیں۔ خدا کے فضل سے

Marfat.com

مجھے معلوم ہے۔ خدا کی قسم ایک "رمز" (اشارہ) بھی اگر ظاہر کر دوں۔ اہل ظاہر کی عقلیں درہم برہم ہو جائیں۔ ان کی ناقص فہم بکھر جائے۔ علم کی کمی اور نادانی سے کفر کے فتوے جاری کر دیں اور خود کافر ہو جائیں۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ اہلِ سنت وجماعت کے مذہب کے مطابق کہا ہے لیکن مخفی طور پر۔ شعر

اِنِّیْ لَاَکْتُمُ مِنْ عِلْمِیْ جَوَاهِرَهٗ
کَیْلَا یَرَی الْحَقَّ ذُوْجَهْلٍ فَیَفْتِنَنَا
وَرُبَّ جَوْهَرِ عِلْمٍ لَوْ اَبُوْحُ بِهٖ
لَقِیْلَ لِیْ اَنْتَ مِمَّنْ یَعْبُدُ الْوَثَنَا

"بالیقین میں اس کے جواہر علم چھپاتا ہوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ بے وقوف (جاہل نادان) حق نہ دیکھ سکے اور ہمیں مصیبت میں ڈال دے۔ بعض جوہر تو ایسے ہیں کہ اگر میں ان کی وضاحت کروں تو مجھے یہ کہا جائے گا کہ تو تو ان لوگوں میں سے ہے جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں"

آپ نے یہ سنا ہے کہ اصحاب جنت مجرّد مرد ہوں گے۔ اکثر اہلِ جنت نابالغ بچوں کی مانند ہوں گے۔ ان کو دودھ پیتے بچے تصوّر کرنا چاہیے۔ بچے تو دودھ مٹھائی پر خوش ہو جاتے ہیں۔ ان کے لیے ایسے دودھ کی نہریں ہوں گی جن کا ذائقہ بدلنے والا نہ ہوگا اور شہد صافی کی نہریں ہوں گی۔ سونا۔ چاندی۔ ریشم حوریں۔ محلات پھل اور مشروبات پر یہ لوگ ہی قناعت کریں گے کیونکہ یہ اطفال نابالغ ہیں۔ مگر وہ حضرات جو بالغ ہیں ان کی نوع دوسری ہے۔ حضور صلعم فرماتے ہیں۔ ابوبکر اور عمر اہل جنت کے ادھیڑ لوگوں کے سردار ہیں۔ یہ لوگ بلوغت اور کہولت کی عمروں کو پہنچے ہیں۔ ان کی بہشت اور ہے۔ اس میں نہ تو حوریں ہوں گی نہ دودھ اور شہد کی نہریں ہوں گی بلکہ یَتَجَلّٰی لَهُمْ رَبُّهُمْ ضَاحِکًا (ان کا رب مسکراتے ہوئے ان کے لیے جلوہ فگن ہوگا)۔

گرچہ کہ فردوس مقام خوش است

ہیچ بہ از نعمتِ دیدار نیست

"اگرچہ فردوس (بہشت) اچھا مقام ہے مگر دولتِ دیدار کے سامنے ہیچ ہے)

زندگی کی قسم یہ مقام تو ادھیڑ عمر والوں کا ہے۔ بوڑھوں کا مقام اور ہے وہاں قاب توسین او ادنیٰ کہا جاتا ہے اور یہ مقام کمالِ محمدی سے مراد ہے جو کہ خانقاہِ احدیت کے شیخِ کامل اور بوڑھے ہیں۔ چنانچہ اپنے کمال کی خبر خود ارشاد فرماتے ہیں :

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ ۔ قرآن اس فرمان پر تائیدی نشان یوں لگاتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ۔ انما کے لفظ کو دیکھو کیا پردے اٹھا رہا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ سے کیا اسرار ظاہر ہو رہے ہیں۔

اور آپ اپنے بارے میں اس گمان میں مبتلا ہیں کہ قرآن سمجھتے ہیں۔ افسوس صد افسوس تیرے اور قرآن فہمی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ

قرآن کا محبوب ایسا نازنین ہے جو سخت پردوں میں بیٹھتا ہے۔ کسی نامحرم کی گزر وہاں تک ممکن ہی نہیں۔ اللہ کے جواں مردوں کے سوا اس کے چہرے سے پردہ اٹھانے کی کسی کو ہمت ہی نہیں۔

کٓھٰیٰعٓصٓ کو دیکھیں۔ خدا کی قسم ان مقطعات میں کیا عشق کے کھیل ہیں۔ ان کو سوائے عاشقان جو کہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ کے مقام پر فائز ہیں کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

نہ ہر کس داند این اسرارِ عاشقاں

بریزد بال مرغِ عقلِ فعال

"عاشقوں کے یہ راز ہر آدمی نہیں جانتا۔ عقلِ فعال کا پرندہ یہاں بازو گرا دیتا ہے"۔

عزیزِ من۔ قرآن اور حدیث میں جو کچھ آیا ہے بطورِ مثال ذکر کیا ہے۔ وَیَضْرِبُ اللّٰہ

Marfat.com

الامثال للناس. کیونکہ معنی کا سمجھنا عام لوگوں کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے)

اہلِ فہم بہت کم ہیں ہم بھی چاہتے تھے کہ قیامت کے حالات، قبر کے سوالات، حساب میزان شفاعت، صراط وغیرہ کے بارے میں کچھ رموز آپ کو بیان کرتے مگر آپ لڑکے ہیں بلکہ دودھ پیتے بچے۔ ان رموز کے سننے کی آپ میں ہمت نہیں۔ علم و علوم کی خبر نہیں۔ آپ کی فہم بھی وہاں تک نہیں پہنچتی۔ ان معانی کو پانے کے لیے کان اور آنکھیں چاہئیں اور دل بھی ایسا دل جو آپ کے پاس نہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے:

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا۔

ہر عربی جاننے والا قرآن جاننے والا نہیں ہو سکتا اور نہ ہر لغت شناس محدث بن سکتا ہے۔ کیونکہ عرب کے فصیح لوگوں میں بھی بعض ایسے گزرے جن کو کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (آپ کے قرآن پڑھتے وقت ہم آخرت پر یقین نہ لانے والوں اور آپ کے درمیان ایک خفیہ اوٹ کر دیتے ہیں)

میں نے بارہا آپ کو کہا ہے اور پھر کہتا ہوں کہ اپنے ظاہر و باطن کو خدا کی یاد کے سوا کسی بات میں مشغول نہ رکھیں۔ بلکہ ما سوی اللہ سے پاک رکھیں کیونکہ طہارتِ باطن بھی ہے۔ بلا شبہ لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (اسے پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں) اس کے بعد حسن باطنی کے مشاہدہ کا انتظار کریں۔ جو کچھ کہا گیا ہے اس کی طرف توجہ کریں۔ مجاہدہ اور ریاست میں کوشش کریں مال و خواہشات کو ترک اور اعیال و اطفال کو کم کریں۔ اپنے احوال و اوقات کی نگہداشت کریں کریہ دولت بجز اس طریقے کے اور کسی طریقے سے دستیاب ہونے والی نہیں۔ والسلام!

Marfat.com

تینتیسواں مکتوب

اے دوست کتنی بار آپ کو منع کیا ہے۔ ایک ناپسندیدہ کام میں بغیر مشورہ آپ نے اقدام کر لیا ہے اور اب اس سے پشیمانی حاصل ہو رہی ہے۔ بار ہا آپ کو کہا گیا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جن کو امور شرعی کی چنداں پروا نہیں ہوتی۔ بلکہ اکثر اوقات ایسے لوگوں کے بے مقصد کاموں میں صرف ہوتے ہیں۔ میل جول نہ رکھیں ۔ ان کے کاموں میں دخل نہ دیں۔ اگرچہ ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ (پس جب تجھ پر ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس پر بیزاری کا اظہار کر) ان کی مجلس سے احتراز کرو۔ ان کے ساتھ مل کر کوئی کام نہ کرو۔ کیونکہ حرص و ہوا۔ شیطان اور نفس امّارہ ان پر غالب ہوتا ہے۔ دنیا کی طلب، مال جمع کرنا، اسباب و خواہشات کی کثرت اور حُبِّ جاہ اس چھوٹے گروہ پر مسلط ہوتا ہے۔ ان کے بارے میں فرمایا گیا أُولٰئِكَ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں دنیا کی زندگی میں گمراہ ہو گئیں) یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں شیطان و نفس امّارہ کے کہنے پر کرتے ہیں۔ ان کو تبدیل و تغیر کی فکر نہیں۔ فتنہ و وبال ہی ان کی قسمت ہے۔ ان لوگوں سے اللہ کی پناہ۔ ان لوگوں کی صحبت سے پرہیز کریں۔ کیونکہ صحبت کا اثر مسلّم ہے۔ شعر

Marfat.com

لَا تَصْحَبِ الْکَسْلَانَ فِیْ حَالَاتِہٖ
کَمْ صَالِحٍ بِفَسَادِ آخَرَ یَفْسُدُ
عَدْوَی الْبَلِیْدِ اِلَی الْجَلِیْدِ سَرِیْعَۃٌ
کَالْجَمْرِ یُوْضَعُ فِی الرَّمَادِ فَیَنْجَمِدُ

(ہم سست و کاہل آدمی کے پاس نہیں بیٹھتے۔ کیونکہ کتنے ہی درست لوگ اس کے فساد سے خراب ہو گئے۔ کند ذہن کا اثر چالاک پر اسی طرح مرتب ہوتا ہے جیسے راکھ میں چنگاری منجمد ہو جاتی ہے)

با بداں کم نشیں کہ صحبتِ بد
گرچہ پاکی ترا پلید کند

"بروں کی مجلس میں کم بیٹھ کہ بروں کی صحبت اگرچہ تو پاک ہے تجھے ناپاک بنا دے گی"

سورج اتنا بڑا ہے مگر دیکھو تھوڑا سا بادل کا ٹکڑا اسے نظروں سے اوجھل کر دیتا ہے اور کئی بار میں نے آپ کو نصیحت کی ہے اور پھر کر رہا ہوں کہ کوئی کام چھوٹا ہو یا بڑا حضرت شیخ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہ کیا کریں اور ان کے علم میں لائے بغیر کوئی تجویز شروع کرنا جائز نہیں اور فرمان شیخ کی خلاف ورزی کرنے ہوئے ہر کام باطل ہو گا۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ کیونکہ ان کا فرمان خدا کا فرمان ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی۔ اور ان کا دل وحی الٰہی کا مہبط ہے۔

میرے عزیز یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ (جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے) خدا کی صفت ہے۔ مگر صفتِ شیخ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ ہی ہے اسی لیے تو مریدوں کو پیر کی اطاعت آسان ہے۔ کیونکہ پیرانِ کامل عالم لاہوت (الوہیت) کے شاہباز ہیں۔

جواں مردا۔ اپنی مرضی کے مطابق چلنا غلطی ہے اور بالکل مصیبت۔ مرید کو اپنے ارادے

اور اختیار سے کام کرنا جائز نہیں۔ صوفیاء کا طریق یہ ہے۔ پیر کے حکم پر عمل کریں اور اپنا اختیار ترک کر دیں۔ مثال اَلْمُرِیْدُ بَیْنَ یَدَیِ الشَّیْخِ کَمَثَلِ الْمَیِّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغَاسِلِ یُقَلِّبُہٗ کَیْفَ یَشَاءُ۔ مرید اپنے شیخ کے ہاتھ میں یوں ہوتا ہے جیسے غسل دینے والے کے ہاتھ میں میت وہ اسے جس طرح چاہتا ہے پہلو بدلواتا ہے) بیت

با دو قبلہ در رہِ توحید نتواں رفت راست
یا رضائے دوست باشد یا ہوائے خویشتن

"دو قبلوں کے ہونے ہوتے توحید کی راہ پر چلنا مشکل ہے۔ یا تو دوست کی رضا پر چلیں یا اپنی مرضی کریں)

اپنے کاموں میں اپنے دینی دوستوں اور یاران طریقت (پیر بھائیوں) سے مشورہ فرض عین ہے۔ آپ دیکھتے نہیں۔ قرآن کریم میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ کا فرمان ہے۔ اگرچہ علم و عقل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اہلِ علم و عقل کی نسبت بہت زیادہ ہے بلکہ اس کی مثال سورج اور موتیوں کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود مشورے کا حکم دیا جاتا ہے اور ابھی تک آپ اس امر میں اصرار کر رہے ہیں۔ اس کا کیا علاج؟

نیک خواہاں دہند پند و لیک
نیک بختاں بوند پند پذیر

"بہتر خواہ نصیحت کرتے ہیں لیکن نیک بخت نصیحت قبول کرتے ہیں)
اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی اور عمل کی توفیق دے

عزیز من۔ روزہ، نماز، اور عبادت کی بات پوری ہے پیر کے اشارے کے بغیر مریدان عبادات کی حقیقت کو نہیں پا سکتا اور جو کچھ شیخ کے حکم اور اشارے کے بغیر ہے تو اس میں نفس و شیطان کا دخل ضرور ہو گا۔ مگر آپ اس مداخلت اور شراکت کو نہ پہچان پائیں گے۔ خطرۂ شیطان والقائے ربانی میں امتیاز آپ کے لیے مشکل ہو گا۔

روشن تراز آفتاب باید رائے
تا بشناسد مزاج ہر سودائی

"آفتاب سے زیادہ روشن رائے ہونا چاہیے تاکہ ہر جنونی کا مزاج پہچان سکے۔"

خیر گذشت ہر چہ گذشت۔ اگر شیخ آپ کو جو کچھ ہوا ہے اس پر گرفت کریں اور پیر بھائیوں کو بتا دیں تو پھر کام سخت مشکل ہو جائے گا وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ (اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی زیادتیوں پر مواخذہ کرنے لگ جائیں تو زمین پر کوئی جاندار نہ رہے) وَلٰكِنْ يَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ (مگر بہت سارے لوگوں کو معاف فرما دیتے ہیں)

اس کے بعد غفلت سے کام نہ لیں۔ اپنے دینی و دنیوی کاموں کو شیخ کے سپرد کیجیے۔ اپنی مصلحتوں کی باگ ڈور ان کے حوالے کر دیں۔ اپنے پیر بھائیوں سے مشورہ کیجیے۔ اپنی مرضی اختیار عقل اور خود اکتفائی سے دریغ کریں۔ اپنے تمام احوال سے اس فقیر کو آگاہ کرتے رہیں اس طریقے سے آپ کے دینی و دنیوی امور کا انتظام صحیح رہے گا بلکہ ظاہر و باطن میں ترقی ہوگی۔ آپ نے جو نزدیکیوں کے بارے میں لکھا ہے تو حضرت شیخ کی برکت سے پریشانی نہ ہوگی۔ سید قاسم کے دعویٰ میں بھی بخوبی دفاع ہوگا۔ اپنے بچوں کو اللہ ان کی عمر دراز کرے سلام پہنچائیں۔

والسلام

Marfat.com

چونتیسواں مکتوب

نَحْمَدُهٗ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ. خدا کی حمد کرتے ہیں تم پر سلام ہو، خوش رہو اور (اللہ کی سلامتی) کی بہشت میں ہمیشہ رہو)

احمد فقیر اشتیاق وافر کے ساتھ سلام و دعا عرض کرتا ہے۔ بیت

زحق می خواہد ایں درویش ہر دم
کہ بادا دین و دنیا بر مزید ت

"یہ فقیر خدا سے ہر وقت یہی چاہتا ہے کہ آپ کے دین و دنیا میں اضافہ ہو)

آستانہ خاص حضرت شیخؒ پر ان کی برکات سے حالات بالکل بخیر ہیں بھائی کا خط ملا۔ آپ نے فرشتہ صفات ذات (شیخ) کی سلامتی پر خدا کا شکر ادا کیا ہے۔ بے شک آپ سے اسی بات کی توقع ہے کیونکہ دین کے کام میں مدد اور معین ہیں کیونکہ اصحاب طریقت کے نزدیک دنیا مچھر جتنا بھی اعتبار نہیں رکھتی۔ اس کے جانے اور آنے کی خوشی یا غم نہیں ہوتا بلکہ اس کے جانے سے خوش ہوں اور اس کے آنے سے اندیشناک۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی "اے عیسیٰ جب فقر کا رخ اپنی طرف دیکھو تو اسے خوش آمدید کہو کیونکہ یہ نیکوں کا دستور ہے اور جب دولت کا رخ اپنی جانب دیکھو تو سمجھ لو اس کے جلو میں گناہ اور

عذاب آنے والے ہیں)
درست وہ ہے جو آپ کو گناہوں سے روک لے اور بھائی وہ ہے کہ آپ کو نیکیوں کی راہنمائی کرے۔

آپ بھائی حضرت شیخ کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ آپ کو چاہیے ان کی اتباع میں کوشش کریں۔ یہ کوشش تین طرح ہو سکتی ہے۔ اقوال، افعال، احوال میں ان کی پیروی احوال کی متابعت بہت مشکل ہے۔ آپ اقوال و افعال کی پیروی کرتے رہیں تاکہ آپ کی ارادت درست ہو جائے اور ایسے شخص کو "مرید" کہتے ہیں۔

عمر اور فراغت کو غنیمت سمجھیں۔ شاید جب آپ تمنا کریں تو آپ کو نہ مل سکے۔

نسیحت ہمیں است بر جان برادر
کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

"میرے بھائی نصیحت یہی ہے کہ اپنے اوقات کو حتی الوسع ضائع نہ کریں)

عزیز من جن و انسان کی تخلیق عبادت کے لیے۔ تو پھر یہ عبادت اخلاص کے ساتھ ہونا چاہیئے اخلاص یہ ہے کہ عمل تمام آلودگیوں اور شرک سے پاک ہو۔ ارشاد ہوتا ہے وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ (ان کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت اخلاص سے کریں۔ دین اسی کے لیے مخصوص کریں اور اس راستے میں یک رخ ہو جائیں)

آج ہم میں سے ہر شخص جو عمل کرتا ہے۔ سمجھ لیتا ہے کہ میں نے بڑا کام کیا ہے مگر کل جب یہ آواز آئے گی فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ (ہم نے تیرے پردے ہٹا دیئے اور آج تیری بینائی لوہے کی مانند ہے) اور یہ منظر سامنے آئے گا یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ (جب آدمی اپنے بھائی، ماں اور باپ سے بھاگے گا) تو پھر سوائے حسرت کے کہ کاش میں نے اللہ کی اطاعت کیوں نہ کی اور کچھ حاصل

نہ ہوگا۔ اس وقت یہ آرزو کہ ہمیں واپس دنیا میں بھیج دے تاکہ نیک عمل کر کے آئیں کوئی فائدہ نہ دے گی۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جہاں تک ہو سکے موت کے آنے سے پہلے کچھ کام کر لیں۔ اور اصلی سفر کا سامان تیار کریں اس لیے کہ جب کوچ کا وقت آئے گا تو ایک لحظہ کے لیے بھی مہلت نہ دیں گے اور اس سفر کے لیے توشہ (زادِ راہ) فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے) یہ سامان ہیں تیار کریں تاکہ کوچ کے وقت آپ کو خوشخبری ہے۔ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً (اپنے رب کی طرف خوشی خوشی لوٹ) اور ہمیشہ حضرت شیخ کو حاضر ناظر تصور کریں۔ یہ فقیر اور دوسرے بھائی اس حکم کے مطابق کہ "غائب کے لیے غائب کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے"۔ آپ کے لیے دعا میں مشغول ہیں اور آپ سے اور اُدھر کے تمام بھائیوں سے التماس کرتے ہیں کہ دعا کریں۔ ہمیں یاد رکھیں اور ہمیشہ اپنے گرامی قدر لطیف خطوط سے نواز کر محبت کے طریقے کو جاری رکھیں اور وہاں کے سب یارانِ طریقت (پیر بھائیوں کو سلام پہنچائیں

پینتیسواں مکتوب

نحمدہ (ہم اس کی حمد کرتے ہیں) اللہ کی طرف مبارک طیب تحفہ ہے۔ سلام و دعا کے بعد اپنے پیارے بھائی کی خدمت میں تاکید ہے کہ عمرِ عزیز کے باقی سانس کو غنیمت سمجھیں۔ غیر حق کے ساتھ جس کی پیشانی پر فنا لکھی ہوئی ہے محبت کا تعلق ختم کر دیں۔ زندہ اور لاموت ذات پر توکل کریں۔ دل تو ایسی ذات کو دینا چاہیئے جو مرنے والی نہ ہو ماسوی اللہ سے دل کا خالی کرنا ضروری ہے۔ اور رخ کو مکمل طور پر حق کی جانب لانا فرضِ عین اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اس کا اشارہ کرتا ہے۔

بے چارہ انسان اگر غرور غفلت میں نہ کھو جائے تو اسے تنبیہہ کرنے والے کی کیا ضرورت ہے۔ اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا (لوگ خوابِ غفلت میں ہوتے ہیں جب موت آتی ہے تو خبردار ہوتے ہیں) مگر ایسی خبرداری موت کے بعد مفید نہیں۔ کاش کہ مرنے سے پہلے آگاہی ہو جائے۔ کیونکہ جب منادی یہ کہتا ہے۔ فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (پس ہرگز نفع ایمان ان کو نفع نہ دے گا جب وہ عذاب دیکھ لیں گے) تو سوائے ندامت اور پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

بلاشبہ یہاں سب کچھ کیا لیکن "انا" کو فنا نہ کیا تو کوئی کام نہ کیا۔ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ

Marfat.com

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ (یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو گئے) ہر عمل جو خالصتاً حق کے لیے نہیں وہ ایسا ہی ہے۔

عزیز من۔ دنیا کی دولت اور آخرت کی سعادت یہ دونوں ایک جگہ اکٹھا نہ ہوں گی۔ اگر کر سکتے ہو تو خدا سے سودا کر و اصل زر کا نقصان نہ ہوگا۔ خدا سے تجارت کرو خالص رہو گے۔ وہ تجارت کون سی ہے۔ وہ فراق کی دوزخ سے نجات دلاتی ہے۔ کیونکہ اس کے سامنے وہ دوزخ بہشت ہے۔ ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ (کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی راہ نہ دکھاؤں جو عذاب دردناک سے نجات دلائے۔ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اپنی جانوں اور مالوں سے اس کی راہ میں جہاد کرو۔"

عزیز من! اس راہ میں منافع صرف ماسوائے سے کٹ جانے میں ہے۔ جاہ و مال۔ فرزند و عیال کے نقصان سے اس منافع میں اضافہ ہوتا ہے۔ عزیز سے التماس یہی ہے کہ تنہائی و گوشہ گیری کو لازم کریں۔ صبر و قناعت کے گوشہ کو منتخب کریں۔ گفتگو سے زبان بند کر لیں۔ ظاہر و باطن میں مشغول بحق ہو جائیں۔

قلم بشکن ورق سوز و سیاہی ریز و دم درکش
حسن ایں قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

"قلم توڑ دے۔ ورق جلا دے۔ روشنائی گرا دے اور چپ سادھ لے حسن یہ عشق کے قصے دفتروں میں نہیں سماتے۔

حق تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔

Marfat.com

چھتیسواں مکتوب

خواجہ خیر الدین کے نام

برادر عزیز محرم دین دوست مکرم خیر الدولہ والدین اللہ آپ کے تقویٰ کو دوام بخشے اور اپنی رضا میں بقا دے سلام و دعا کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب بہت اشتیاق سے پڑھا اور مطالب سے آگاہ ہوا۔

حدیثِ شوق با خبار در نمی گنجد

بیانِ عشق بگفتار در نمی گنجد

"محبت کی باتیں خبر میں نہیں سما سکتیں۔ عشق کا بیان گفتگو میں نہیں آسکتا"

اللہ جل شانہ کے کرم کے بعد حضرت شیخ کی برکت سے احوال سب ٹھیک ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ بھائی کا مکتوب سلامتی کی خبر لیے ہوئے عین حالتِ انتظار و طلب میں وصول ہوا۔ کامل فرحت نصیب ہوئی۔

آپ کا عریضہ حضرت شیخ کے حضور بیٹے نظام الدین اور قدرے شیرینی کے ہمراہ پیش کیا گیا اور خط جو آپ نے میری طرف لکھا تھا وہ بھی عرض کیا گیا۔ آپ کے بارے میں بہت مہربانی اور شفقت فرمائی۔ کئی قسم کے کرم کیے۔ اس کے مکمل آثار آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

"ذکر" جس کے بارے میں فرمائش کی گئی تھی اگرچہ پیش ازیں حضرت کی خدمت میں عرض

Marfat.com

کیا گیا تھا اور اس کا جواب بھی لکھا گیا تھا۔ بار دیگر حضور کی خدمت میں یاد دہانی کی گئی۔ حکم ہوا کہ جس طرح میں نے پہلے ذکر اور اوراد کی ترتیب بتائی ہے اسی پر دوام رکھیں۔ انشاء اللہ وقت آئے گا کہ اور بھی فرمایا جائے گا خاطر جمع کے ساتھ کار حق میں مشغول رہیں۔

دوسرے سفر کی دشواری اور راستے کی مشکلات آپ نے سپرد قلم فرمائی ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا کے بندوں کی راہ پر چلنا ہر کسی کا کام نہیں۔ اس گروہ سے محبت بھی ہر ایک کے بس میں نہیں۔ یہ راستہ پر خار ہے اور کام بہت دشوار ہے۔ ہر لحظہ خون دل پینا پڑتا ہے اور ہر قدم پر جان حوالے کرنی پڑتی ہے۔ بھائی صاحب! اگر اس راستے کی خواہش دل میں ہے تو مجبوراً ان حالات سے دوچار ہونے کی توقع بھی رکھیں اَحسِبَ النَّاسُ .....

میرے دوست! آپ کے پاؤں میں تو ابھی کانٹا بھی نہیں چبھا۔ عشق کے بادل کا ایک قطرہ بھی آپ پر نہیں ٹپکا اس کے باوجود فریاد اور شور ہے ؎

اے ترا خارے بپا نخلیدہ کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

"اے دوست جس کے پاؤں میں کانٹا بھی نہیں چبھا آپ کو کیا معلوم اُن شیروں کا حال کیا ہوتا ہے جن کے سر پر مصیبت کی تلواریں چلتی ہیں۔"

اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا اِبْتَلَاہُ (جب اللہ کسی بندے کو پسند کرنے لگتا ہے تو اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے) جیسے وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّھُنَّ (جب ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو انہوں نے پوری کر دیں) کیونکہ "بلا" "ولا" (دوستی) کی تصدیق کرتی ہے۔ جب دوستی کی تصدیق ہو جاتی تو ابتلا سخت تر ہو جاتی ہے

عزیز من! یہاں سب نامراد اپنے آپ کو کامیاب خیال کرتے ہیں اور غموں میں ان کا دل خوش رہتا ہے۔ جان سے ہاتھ دھوئے اور اہل و عیال سے فارغ بیٹھے ہوتے ہیں۔ جس شخص کے سر میں طلب دوست ہوتی ہے وہ پہلے قدم پر ہی جان و جہان کو وداع کہہ چکتا ہے۔

Marfat.com

عاشق جتنا مغموم ہوگا اتنا ہی خوش رہے گا اور جتنا محروم ہوگا اتنا خوش حال۔ مردے محروم رہنے کا حال اس آیہ مبارکہ میں ہے۔ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرَانِیْ (اے رب مجھے اپنا آپ دکھا۔ میں تجھے دیکھوں گا۔ فرمایا ہرگز نہ دیکھے گا)

اے دوست۔ اس راستے میں جان کی کوئی اہمیت نہیں۔ عاشقوں کی تو اگر ہزار جانیں ہوں اور ہر جان ہزار بار اس کو واپس دیں تو وہ اس راہ میں قربان کرنے سے باز نہ رہے۔ ہاں ہاں یہاں جان کو کیا خطرہ اور دل کو کون سا اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر آپ مرد ہیں تو ہمیشہ دوست کی مصیبت (آزمائش) کے مشتاق رہیں اور دوست کے حکم کے منتظر بلکہ عاجزی وزاری کی زبان سے کہیں ؎

ہزار شربت زہر ار دہی بمن مثل
زعشق نعرہ ہل من مزید بر خندد

"زہر کے ہزار شربت بھی اگر تو مجھے دے تو یہاں عشق ہل من مزید (اور ہے؟) کا نعرہ لگائیگا"

بے شک ہر چیز ترک کر کے اس کو اپنی مراد بنا لینا چاہیے۔

با دو قبلہ در رہ توحید نتواں رفت راست
یا رضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

"توحید کی راہ میں دو قبلے بنا کر نہیں چلا جا سکتا یا دوست کی مرضی چلے گی یا اپنی۔"

بے شک اور بلاشبہ کیا یہ خوش خبری آپ کے کانوں تک نہیں پہنچی۔ اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ الْقُلُوْبِ لِاَجْلِیْ (میں اپنے لیے ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہوں) حضور نے فرمایا:
اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ۔ لِاَنَّ فِی الْمَسْکَنَۃِ اِنْکِسَارًا وَّلِلّٰہِ اِنْکِسَارٌ اِعْتِبَارٌ۔ اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ اور قیامت کو مسکینوں کے گروہ میں اٹھانا کیونکہ مسکینی میں انکسار ہے اور انکسار کا محبوب کے ہاں اعتبار ہے۔ انکسار کا مقام بہت بلند ہے۔ درجہ "عبدیت" رکھتا ہے۔ مگر آپ میں اس مقام کی طاقت کہاں؟

Marfat.com

جواں مردا ۔ مردوں کے کام اور ہیں ۔ نامردوں کی دنیا اور ہے ۔ اب اگر طلب صادق ہے تو دعا کرتے رہیں اور قبولیت ، دعا کے وقت خدا سے مانگیں شاید آپ کو عارفِ خدا کی پہچان میسر آجائے ۔ جس کی برکت سے گلشنِ مقصود کی خوشبو آپ کی روح کی قوتِ شامہ محسوس کرے ۔ خط لکھتے ہوئے قرآن کریم کی ایک آیت کے معنی دل میں گزرے ۔ جی چاہتا ہے کہ ان معانی کو آپ سے چھپا رکھوں ۔ قرآن کا ارشاد ہے :

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا (اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے) میرے بھائی جان لو کہ حقیقی مومن قلبِ روحانی ہے ۔ کیونکہ عالمِ ربانی سے تعلق رکھتا ہے ۔ کیونکہ قولِ خداوندی ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اور اس کو ہلاک کرنا اس طرح سے ہے کہ اس کو ماسوی اللہ میں مشغول رکھا جائے ۔ اور جس نے اسے قتل و ہلاک کرنے کی کوشش کی فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا (اس کی سزا ہمیشہ کی دوزخ ہے) اور اس ذاتِ جلّ وعلا کے دوست برداشت نہیں رکھتے ۔ اللہ نے فرمایا ۔ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ (کیا اور جو تھا مردہ پس ہم نے اسے زندہ کیا) تم یہ گمان کرو کہ اس بات پر قدرت رکھتے ہو ۔ یہ زندگی اسی کی طرف سے ہے ۔ نفسِ منحوس کو قتل کرنے کا حکم ہے ۔ کیونکہ وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے ۔ اور فرمانِ خداوندی ہے قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاللّٰهِ اور فرمایا قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (ان سے اس وقت تک قتال کرو کہ فتنہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کے لیے ہو جائے) حضورؐ نے فرمایا ۔ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرے پہلو میں تیرا نفس ہے ۔ یہ امر واجب کے حکم میں ہوتا ہے ۔ لہٰذا دل کو زندہ کرو نفس کو قتل کرو ۔ اور نفس کے قتل میں درحقیقت تخلق باخلاق اللہ (اللہ کی عادات میں اپنے آپ کو ڈھالنا) کی تکمیل ہے ۔ نفس کے اوصاف پاکیزہ ہونا اور اس کی خواہشات کو رد کرنا اور اس کی مرادات کو اختیارات کو منسوخ کرنا یہ سب آثارِ بشریت مٹانے کے کام آتے ہیں اور اسی سے ایمان اسلام ۔ احسان تکمیل پذیر ہوتا ہے ۔ اور اللہ توفیق دینے والے ہیں ۔

عزیز من طلب و مقصود بہت کمزور ہے۔ نا پختگی بھی ہے ہر دانِ طریقت کی پختگی تک آپ کو حاصل نہیں ہوئی تا کہ حقیقت تک رسائی ہوتی۔ میں آپ کو بار بار لکھ رہا ہوں کہ ہزار ہزار کوس اس دنیا سے دور بھاگیں تا کہ اللہ کے کرم و فضل سے آپ کے دل کی آنکھ کھل جائے۔ اور عروس معانی جلوہ نما ہو۔ نا امید نہ ہوں وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا (اور یہ اللہ پر آسان ہے) وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ (اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو) مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ وَجَدَ (جس نے کوئی چیز طلب کی اور کوشش کی تو پالی) کوشش کریں اور سخت محنت کریں۔ فَاِنْ اَصَابَہَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُکُلَہَا ضِعْفَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْہَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (اگر زبارش ہوئی تو اس کے پھل دگنے ہوئے اور اگر نہ ہوئی تو شبنم ہی کافی اور اللہ کریم جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔ ان کو دیکھنے والا ہے)

Marfat.com

سینتیسواں مکتوب

بجانب خواجہ خیرالدّین

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ ۔ برادرِ عزیز جانی و محب دوستانی خیرالدین صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو طریقِ حق پر چلائے۔ سلام پیشِ خدمت ہے اور عرض ہے کہ بلندی کے راستہ معرفت پر چلتے ہوئے خلوت، عزلت، قطع تعلقات کی شرائط کی رعایت کرنی پڑتی ہے تاکہ اس کے دل کا محل وسوسوں اور ناپاکیوں کے خس و خاشاک سے پاک ہو جائے لیکن ان شرائط کی پابندی ضروری ہے۔ شرط کی نفی پر مشروط کی نفی لازم ہے یعنی شرط پوری نہ کرے تو مشروط تک رسائی نہ ہوگی۔

عزیزمن! اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ پاکیزگی ایمان کی شرط ہے وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ۔ ظاہر و باطن گناہ کو ترک کرو۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ دولت نصیب ہو جائے۔ دل کا محل پاک ہو جائے تو پھر وہاں خوبصورت شاخانہ کی عمارت تعمیر کرے اس میں جو خرابیاں ہیں ان کو محمود (قابل تعریف) خصلتوں سے مرمت کرے پھر وہ بادشاہ (حقیقی) کے پایۂ تخت کے قابل ہوگا۔ اس محل کو اللہ کے ذکر سے آراستہ کرے۔

یہاں آپ کو غلط فہمی نہ ہو جائے۔ یہاں اللہ کے ذکر سے مراد "کچھ اور" ہے۔ خدا کی قسم "کچھ" اور"۔ جب ذکر میں استقامت ہو جائے گی تو "ذاکر" "مذکور" میں فنا ہو جائیگا

Marfat.com

اس طرح سے کہ نہ ذکر رہے گا اور نہ ذاکر۔ یہیں بادشاہ کا جلوس (تخت نشینی) حاصل ہوگی۔ یہ جلوس ذاتی ہوگا۔ شاید آپ اس جلوس کے لیے جہت (سمت) اور مکان تصور کرتے ہوں۔ آپ اس کو نہیں جانتے۔ مگر کوشش کیجئے کہ وہاں تک پہنچ جائیں۔ یہاں تک کہ آپ کے شجر دل سے انّہٗ انا اللّٰہ (بے شک وہ میں اللہ ہوں) کی ندا آئے۔ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے کیا کہا ہے۔ یہ جہاں اب آپ ہیں اس میں تو آپ نہ یہ کہ حقیقی مسلمان ہیں بلکہ حکم عوام میں بھی شامل نہیں خواص کا مقام کب حاصل ہوا اور خواص الخواص تو بہت آگے کی بات ہے۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹنے والے نہیں ہو)

جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ وہ بغیر شدید محنت کے اور تکلیف اٹھائے مقام عظمت پر پہنچ جائے گا تو اس کی یہ من پسند خواہش اسے وادیٔ ہلاکت میں پھینک دے گی۔ اس راستے میں اپنے اور اپنے سوا ہر چیز سے فارغ نہ ہو گے تو اس باغ کی خوشبو تک نہ پہنچو گے۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ ۔ رباعی

با دل گفتم مرا میسر بر درِ او
گویا دشنہ است من ندانم سراد
دل گفت برو حدیث بے بودہ مگو
یا بر درِ او کشند یا در بر او

"میں نے دل سے کہا کہ مجھے اس کے دروازے پر لے جا کیونکہ وہ بادشاہ ہے میں اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ دل نے کہا جاؤ۔ فضول بات نہ کرو۔ یا تو اس کے دروازے پر مر جائیں گے یا اس کے پہلو میں پہنچ جائیں گے۔"

مگر آپ ہمیشہ مدد کے طلب گار ہوتے ہیں لیکن اپنے کام میں اپنی مدد نہیں کرتے دوستوں

Marfat.com

کی مدد ایک حد تک ہو سکتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ آپ کسی صورت میں اپنے کام میں مشغول نہیں بلکہ لایعنی (بے مقصد) کاموں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اب بتائیں اس صورت حال میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے کہنے سننے کا کیا اثر ہوا۔ اِنَّکَ لَا تَہۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ۔ "اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بلاشبہ آپ جسے پسند کریں اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔"

حق تعالیٰ سے آرزو اور سوال یہی ہے کہ میرے بھائی کو اپنی ہدایت سے نوازے۔ والسلام۔

Marfat.com

اٹھائیسواں مکتوب

بجانب فخر الائمہ برہان الملت والدین

اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جن کے بارے میں ارشاد ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔

يَا رِيحَ الصَّبَا بَلِّغْ سَلَامِيْ

اِلٰى مَنْ نَسِيَنِيْ طُوْلُ الزَّمَانِ

"اے بادِ صبا میرا سلام اس دوست کو پہنچا جس نے مجھے مدتِ مدید سے بھلا دیا۔"

برادرِ دینی اور محبِ یقینی اماموں اور عالموں کے سرمایہ فخر جلیل القدر فضلاء کے لیے متاعِ ناز برہان الملت والدین اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو نورِ ہدایت سے روشن کرے اور آغاز سے انتہا تک آپ کو اعمالِ صالح کی توفیق دے۔

اس دعاگو کی طرف سے سلام و دعا کے بعد فقیر کے اس مکتوب کو پورے شوق اور توجہ سے مطالعہ کریں۔ اور یہ یقین کریں کہ اَلدُّنْيَا مَعَ مَا فِيْهَا لَا تَشْتَوِيْ عِنْدَ اللّٰهِ بَعُوْضَةً وَمَا هِيَ عِنْدَهٗ اِلَّا مَبْغُوْضَةً (دنیا اور جو کچھ اس سے متعلق ہے اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے برابر نہیں اور یہ دنیا اُس کے نزدیک ایسی ہے کہ جس سے عداوت اور دشمنی ہو گویا مغضوب ہے"

Marfat.com

آپ اس کو کچھ سمجھتے ہیں اور اس کے حاصل کرنے کو غنیمت جانتے ہیں۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (اور دنیا کی زندگی فریب کا سرمایہ ہے) رباعی

حال دنیا سربسر پرسیدم از فرزانۂ
گفت یا بادیست یا خاکیست یا افسانۂ
باز گفتم حال آنکس کو کہ دل در وے ببست
گفت یا غولست یا دیویست یا دیوانۂ

"میں نے ایک دانش مند سے دنیا کا حال معلوم کیا اس نے بتلایا کہ دنیا یا تو ہوا ہے یا مٹی یا ایک افسانہ، پھر میں نے پوچھا کہ اس شخص کا حال کیا ہوگا جس نے اس دنیا سے دل وابستہ کر لیا۔ فرمایا۔ وہ شخص یا تو بھوت ہے یا شیطان ہے یا کوئی دیوانہ"

عزیز من! اس زندگی کو غنیمت جانیں۔ دنیا کو نہیں نہ دنیا کا ارادہ رکھیں۔ ہاں البتہ اس زندگی میں اگلی زندگی کے لیے کوئی چارہ کر لیں کہ کل جب اس جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا تو کچھ کرنے کے لیے کوئی چارہ نہ رہ جائے گا۔

پیارے بھائی! فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ (اللہ کی طرف دوڑو) قبل اس کے کہ وہ وقت آ جائے اَنْ یَّفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْھُمْ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ (کہ آدمی بھاگے گا اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی، بیٹے سے ہر آدمی کو اپنی ہی فکر پڑی ہوگی)۔ آپ خیال فرماتے ہوں گے کہ عیش میں ہیں۔ نہیں خدا کی قسم آپ غیض و غضب میں ہیں کیونکہ عیش تو آخرت کی ہے خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ قبل اس کے کہ آواز آئے اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَھُوْا (لوگ سو رہے ہوتے ہیں جب مر جاتے ہیں تو انہیں خبر ہوتی ہے یا بیدار ہوتے ہیں)

دل کی آنکھیں کھولیں قبل اس کے ندا آئے فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ۔ (ہم نے تیرے پردے کو ہٹا دیا آج تیری بینائی لوہے کی مانند ہے) اس

Marfat.com

وقت یہ کہنا کہ رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً (اے رب ہماری مدد کر ہم نے سن لیا اب ہمیں واپس لوٹا دے تاکہ ہم نیک اعمال کریں) کوئی فائدہ نہ دے گا۔ عقل مند وہ ہے جو نفس کی خواہشات کو ترک کر دیتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرتا ہے۔

افسوس یہ انسان کا جہل مرکب ہوتا ہے کہ دنیوی لذتوں کے لیے جو کہ چلتے ہوئے پانی اور پھرتے ہوئے سائے کی مانند ہیں اس آخرت کی لذت کو کہ جسے نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا اور نہ دل کو ان کا القاء ہوا محروم رہ جاتا ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ (جو شخص دنیا کی کھیتی کی خواہش رکھتا ہے ہم اسے دے دیتے ہیں مگر اس کے لیے آخرت سے کوئی حصہ نہیں) ہاں تو وہ دنیا کو نقد خیال کرتے ہیں یا معاذ اللہ آخرت کو ادھار سمجھتے ہیں۔ یہ ایک کھلا خسارا ہے۔ یہ کوئی عقل کی بات نہیں کسی عقل مند آدمی کو یہ بات اچھی نہیں لگنی چاہیے۔ اس کے باوجود وہ دنیوی مکر و فریب سے لطف اندوز ہوتا ہے اور آخرت کے فوائد سے محروم۔

افسوس صد افسوس۔ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ (تم نے اپنی دنیوی زندگی میں پاکیزہ چیزوں سے دوری اختیار کی اور دنیوی لذتوں سے حظ لیتے رہے تو آج ذلت ناک عذاب سے تمہیں بدلہ دیا جائے گا)

میں نے دوست عزیز کو بہت ساری نصیحتیں کی ہیں اور کر رہا ہوں۔ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ (لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے)

نیک خواہاں دہند پند ولیک
نیک بختاں بوند پند پذیر

"خیر خواہ نصیحت کرتے ہیں لیکن نیک بخت نصیحت قبول کرتے ہیں۔"

Marfat.com

میں کیا کروں نصیحت دیئے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ میرے عزیز! عمر پر اعتماد نہ کریں اور مال وجاہ کا اعتبار نہ کریں۔ موت پیچھے کھڑی ہے اور دنیا بے وفا ہے۔ موت کے فرشتے نے آنکھیں کھولی ہوئی ہیں اور اس کے مددگار حکم کا انتظار کر رہے ہیں اور آدمی بے چارہ فریب میں مبتلا ہے۔ اسے موت سے نفرت ہے اور بھاگ جانے کا ارادہ لیے ہوئے ہے۔ اسے علم نہیں کہ موت تو اس کے سامنے ہے اور آپ قرآن میں نہیں پڑھتے۔ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ (بے شک موت جس سے تم بھاگتے ہو تو وہ تم سے ملاقات کرنے والی ہے) قرآن کا یہ بھی ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِہٖ نَفْسُہٗ ۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں کہ اس کو نفس کس وسوسے میں ڈالتا ہے اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی قریب ہیں) لیکن اس بات کو سمجھنے کے لیے باطنی سماعت اور بصارت کی ضرورت ہے۔ یہ ظاہری سننا دیکھنا بے کار ہے۔ فَاِنَّہَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ (پس بے شک یہ آنکھوں کی نابینائی نہیں بلکہ دل کا اندھاپن ہے جو انسان کے سینوں میں ہے) کیونکہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَہِیْدٌ (بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جس کے لیے دل ہے۔ یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔

میرے عزیز! جب موت حملہ آور ہو جائے گی تو پھر پشیمانی سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ موت کا آنا یوں ہوگا جیسے کلمحتہ البصر پلک جھپکنے کی دیر نہ لگے گی۔ پھر اگر نفس امارہ فریاد کرے گا کہ رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَکَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ (اے رب تھوڑی سی مہلت دے دے ہم تیری دعوت کو قبول کریں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے عالم غیب سے جواب آئے گا۔ اِذَا جَآءَ اَجَلُہُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (جب ان کا وقت مقرر آ جائے گا تو ایک ساعت کے لیے آگے پیچھے نہ ہوگا

Marfat.com

عزیزمن آپ خوش ہوں یا ناراض، موت کے فرشتے سے ملاقات ضرور ہوگی زہر مرگ تو پینا پڑے گا اس وقت افسوس کا فائدہ نہ ہوگا اور پچھتاوے سے کسی نفع کی امید نہ ہوگی

عزیزمن میں آپ کو ہر بار نصیحتیں لکھتا ہوں اور کہتا ہوں اِنِّی اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (میں تمہیں یوم عظیم کے عذاب سے ڈراتا ہوں) میں جانتا ہوں کہ آپ دل میں کہتے ہیں کہ آپ نصیحت کریں یا نہ کریں ہمارے لیے برابر ہے۔ صحبت و محبت کا حق یہی ہے جو میں ادا کرتا ہوں۔ اور آپ جانتے ہیں فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْیَکْفُرْ (جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے) اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَاءٍ کَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا (بے شک ہم نے ظالموں کے لیے آگ کو تیار کیا ہے اور آگ کے شامیانے میں گھیرے ہوں گے اور اگر (پیاس سے) چیخیں گے تو انہیں پیپ کے پانی سے پیاس بجھانے دی جائے گی جو منہ کو جلا ڈالتی ہے۔ کیا ہی بُرا پینا اور کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے) رمضان المبارک میں شہر آجانا مسلمانوں میں قیام کرنا، جماعت تراویح کی سعادت حاصل کرنا۔ روزے رکھنا۔ ماں باپ۔ اولاد۔ رشتہ داروں سے ملنا اور کبھی کبھی خانقاہ کی خاکبوسی کا شرف حاصل کرنا نہایت بہتر اور افضل ہے۔

خبردار رہیے نفسِ امّارہ کے سر پر پاؤں ماریں حرص و ہوا سے ہاتھ کھینچ لیں غفلت چھوڑ دیں۔ ہوشیار ہو جائیں۔ غیر حق سے بیزار ہو جائیں اور اپنے کام میں تن من سے لگ جائیں۔

انتالیسواں مکتوب

بجانب خواجہ خیرالدین مذکور

سلام و دعا پہنچانے کے بعد دینی بھائی اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے اور علاج و فلاح میں زمانے میں یکتا کرے۔

برادر عزیز کا خط کافی مدت کے بعد ملا تسلی ہوئی۔ برادر جان کی سلامتی پر خدا کا شکر ادا کیا۔ جو حالات آپ نے لکھے معلوم ہوئے۔ اور حضرت شیخ کی خدمت میں بیٹے نظام الدین اور ہدیہ کے ساتھ پیش کیے گئے۔ مہربانی سے قبول فرمایا۔ احوال کی پوچھ گچھ کے بعد فاتحہ و دعا سے کرم فرمایا۔

میرے بھائی آپ اس امر کو بخوبی جان لیں کہ اگر کوئی شخص دنیا اور اس کے مشاغل سے کلی طور پر منقطع ہو جائے اور اسے اس کی جانب کوئی رغبت نہ رہے تو خدا کی قسم دنیا اس کے راستے میں رو آئے گی اور کوئی شخص بھی اُسے دنیا کے کام نہ کہے گا۔ یہ مصیبتیں آپ کو معلوم ہیں کہاں سے آتی ہیں جس شخص نے جو عمل کیا اسی کے مطابق اسے جزا ملی۔ اسی لیے کسی نے کہا ہے "از ماست کہ بر ماست"

اے عزیز۔ یہ کیا کام ہے؟ جس میں آپ نے اپنے آپ کو مشغول کیا ہوا ہے کہ جس قدر اہتمام اگر آپ نے "کار حق" میں کیا ہوتا تو آپ کا کام عرش سے بالاتر پہنچ چکا ہوتا۔ افسوس کہ اتنی مشقت ایک پست بنیاد کے لیے برداشت کر رہے ہیں جس سے آپ کو سوائے رسوائی

Marfat.com

کے کوئی دینی نعمت ملنے کی توقع نہیں بلکہ ہر لحظہ خسارے کی طرف جا رہے ہیں۔ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ۔ افسوس۔ افسوس۔ اس میں دنیا و آخرت کا خسارا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

عزیز من۔ اگر دنیا پیدا ہوگی تو آپ کو کیا حاصل ہوگا؟ آپ کو معلوم ہے؟ دنیا خدا کی مبغوضہ ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

"انسان کی دنیا میں زیادہ تر مشغولیت اس کا نقصان ہے نیکی کے علاوہ جو کچھ ہے وہ خسارا ہے۔ دنیا میں سے ہر چیز کا حصول اس کے وصول پر خط تنسیخ کھینچ دینا ہے کیونکہ حقیقت میں وہ پانا کھونا ہے۔"

ہر دفعہ آپ کہتے ہیں اور اب بھی کہہ رہے ہیں کہ میں یہ کر رہا ہوں اور وہ کر رہا ہوں۔ حالانکہ سب زبانی جمع خرچ ہے۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ زِيَادَةُ الْقَوْلِ عَلَى الْفِعْلِ مَنْقَصَةٌ وَزِيَادَةُ الْفِعْلِ عَلَى الْقَوْلِ مَكْرُمَةٌ

کام سے زیادہ باتیں بنانا گھاٹا ہے۔ اور باتوں سے زیادہ کام کرنا بڑائی ہے۔ جواں مرد وہ ہے کہ مردوں کی طرح میدان ہمت میں قدم رکھے۔ جان۔ مال۔ فرزند۔ عیال خوشی خوشی سب کو تیار کر دے۔ یاد رکھیں خوشی خوشی نہ کہ مجبوری سے۔ قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ (ان دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے) یا تو عورتوں والے رنگین کپڑے پہن لیں اور یا شیر مردوں کی طرح میدان میں اتریں۔ دنیوی عیش کر لیں یا دین کو درست کریں۔ یہ دونوں کام اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اور نہ گردش فلک تمہاری مطیع ہے اور اگر طاقت ہے تو آجائیں یہ گھوڑا اور یہ گھوڑے کا میدان۔ خدا کے فضل سے عقل، کفایت، ہوش، گوش، سلامتی اعضا سب آپ کو نصیب ہیں پاؤں رکاب ہمت میں ڈالیے اور آیت مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے لیے اپنے گھر سے ہجرت کی نیت سے نکلتا ہے) کو پڑھیے کیونکہ یہ جواں مردوں کی درگاہ ہے۔ مخنثوں (نہ مرد نہ عورت) کا کارخانہ نہیں۔ یہ راستہ کوئے ملامت

Marfat.com

اور میدانِ ہلاکت کی طرف جاتا ہے۔ یہاں پاک باز مردانِ قلندر کی ضرورت ہے تاکہ کسوٹی کی مانند بے باک ہوں۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ میری امت پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ کوئی دین دار اپنا دین نہ بچا سکے گا سوائے اس شخص کے جو ایک چوٹی سے دوسری چوٹی، ایک بستی سے دوسری بستی۔ ایک کھڈ سے دوسرے کی طرف نہ دوڑے۔ پس جو شخص وہ زمانہ پائے اسے چاہیئے کہ اس امر کی پابندی کرے۔ یہ حدیث کے الفاظ با معنی ہیں۔ اگر آپ کو ایمان کی طلب ہے تو مجبوراً یونہی کریں۔ بیٹے تم پستے بھی کھاتے ہو بانسری بھی بجاتے ہو۔ خدا کی طلب تو ایسے حال میں ناممکن ہے۔ اصل ایمان محبت ہے۔ دوئی کی گنجائش نہیں ہے

با یادِ خودم یادِ خدا شرک بود
تا من نشوم ز خود جدا شرک بود

"خدا کی یاد کے ساتھ اپنی یاد شرک ہے جب تک میں اپنے آپ سے بھی جدا نہ ہو جاؤں شرک ہوگا۔"

مجنون کی مانند عزیز و اقارب کو ترک کرنا ہوگا۔ پھر اس کا ذکر مناسب ہے۔ کیونکہ، لَیْسَ لِلّٰہِ شَرِیْکَ (اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں) ے

اگر بر وصلتِ لیلیٰ بخاطر رغبتی داری
چو مجنون فرد باید شد ہم از خویش وہم از خویشاں

"اگر محبوب کے وصال کی رغبت رکھتے ہو تو پھر مجنوں کی طرح اپنے آپ سے اور اقرباء سے اکیلے ہونا پڑے گا۔"

یہی مطلب ہے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ (کہہ دو اللہ پھر ان کو ترک کر دو)

اسے عزیز۔ آپ تو اپنے عاشق اپنے دوست بلکہ اپنے غلام ہیں آپ کو مردانِ توحید سے کیا تعلق؟ بیت

گفتم صنما شدے کہ جانرا وطنے
گفتا کہ حدیثِ جاں مکن گر زمنی

Marfat.com

گفتم کہ بہ تیغ حجتم چند کشی
گفتا کہ ہنوز عاشق خویشتنی

"میں نے کہا محبوب! میری جان کو اپنا وطن بناؤ تو کہا کہ اگر میرے ہو تو اپنی جان کی بات نہ کرو میں نے عرض کیا کہ حجت اور ٹال مٹول کی تلوار سے کب تک مجھے مارتے رہو گے تو کہا کہ تو ابھی اپنا عاشق ہے۔"

دوسرے آپ نے لکھا ہے کہ میں آپ کو خواب میں نہیں دیکھتا۔ میرے دوست میں آپ کو اکثر حالات میں دیکھتا ہوں بلکہ دن رات میں کئی بار ملاقات ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ روحوں کی عالم مثال میں نمائش ہے۔ روح کو نورِ صفا اور کمالِ مکاشفہ کے بغیر دیکھنا ممکن نہیں اور آپ کا حال یہ ہے کہ بے کار لوگوں کی صحبت سے آپ کے دل پر پردے آئے ہوئے ہیں اور نگاہِ بصیرت کے راستے میں دیوار حائل ہے۔

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ۔ وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (پس بلاشبہ وہ آنکھوں کو اندھا نہیں کرتی بلکہ دل نابینا ہوتے ہیں۔ جو انسانوں کے سینوں میں ہیں۔ اور ہم نے ان کے آگے اور پیچھے دیوار کھڑی کر دی ہے۔ پس ان کو ڈھانپ لیا ہے اس لیے نہیں دیکھ سکتے۔"

میرے عزیز! آپ مجھے اس وقت دیکھ سکیں گے جب ایمان کی دلہن کا دیدار کریں گے۔ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ (مومن مومن کا آئینہ ہے)

جواں مردا۔ ایک تجربہ کریں اس حال میں جب کہ آپ کو کم کھانے اور گفتگو کرنے کی سعادت نصیب ہو جائے اور وجود میں خدا کی نافرمانی کی کوئی صورت نہ رہی ہو تو شاید آپ مجھے دیکھ سکیں۔ کیونکہ ایسے وقت میں دیکھنا ممکن ہے۔

مومن خدا کا آئینہ ہے۔ خدا کے آئینے کا ادراک سوائے نورِ خدا کے ممکن نہیں۔ یہ بھی

Marfat.com

شاید ہو کہ آپ شیخ کو دیکھ سکتے ہوں۔ اور مجھے نہیں کیونکہ شیخ کے ہاں نور کامل ہے اور کامل نور تھوڑی صفائی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بلکہ شاید حضرت شیخؒ اپنے آپ کو از راہِ مہربانی آپ کو دکھا دیں لیکن ناقص سوائے کمال صفائی کے ظاہر نہیں ہو پاتا۔

عزیزِ من۔ میں نے سنا ہے کہ خدا کے راستے سے بھٹکے ہوئے ایک گروہ کی رضا کی خاطر آپ حق کی راہ سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ افسوس صد افسوس! اگر خدا ہی راضی نہ ہوا تو دوسرے اس کے غضب سے کیسے بچا سکتے ہیں۔ اٹھارہ ہزار عالم کی رضا اس کی رضا پر موقوف ہے۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اُصْبُعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهُمَا كَيْفَ يَشَاءُ (مومن کا دل اللہ کی انگلیوں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے اُسے جیسے چاہتا ہے پھیرتا ہے"۔

فاعلِ حقیقی اور کمالِ قدرت والا سوائے اس خدا کے اور کوئی نہیں۔ قرآن سے سنو: فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو)

عزیزِ من حکم یہی ہے کہ سوائے میرے اور کسی سے نہ ڈرو۔ تاکہ مومن بن جاؤ غیر سے ڈرنے کی ممانعت ہے تاکہ آپ کا درست ہو حکم اور ممانعت شرط کے ساتھ ہے۔ ہوش کریں کہ یہ قرآن ہے۔ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ۔ اس کا قول حق ہے اور اس کے لیے بادشاہی خاطر جمع رکھیں اور غیر اللہ کا خوف نہ کھائیں کیونکہ غیر لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا (وہ جانوں کا اختیار بھی نہیں رکھتے نہ نفع نہ نقصان نہ موت نہ زندگی اور بعد از مرگ اٹھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں)

آپ نے نہیں سنا کہ جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ سب سے ڈرتا ہے اور جو شخص خدا سے ڈرتا ہے سب اُس سے ڈرتے ہیں۔ میرے عزیز تو قرآن کو عادت کے طور پر پڑھتا ہے۔" اور نہیں جانتا کہ قرآن کو تدبر اور تفکر سے پڑھنے کا حکم ہے۔

Marfat.com

تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ یَاأَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ إِنَّ الَّذِیْنَ

کاش ایسے لوگوں سے کسی قسم کا خوف، ان کی رضا سے کیا امید، اور یہ بات حقیقی طور پر جان لیں کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں اور میری دوستی صرف اس کی خاطر ہے ورگرنہ

ع وَمَالِیْ وَلِلْاَغْیَارِ وُدٌّ

"میری غیر سے محبت کیسی؟"

ہم ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور ان سے عداوت رکھتے ہیں جو تجھ سے عداوت رکھتے ہیں۔

میں ہرگز اس حالت سے خوش نہیں ہوں جو آپ نے اپنی بنا رکھی ہے اور خداوند کریم سے آپ کی درستی اور بہتری کی دعا کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ آپ کو بھی اس صورتِ حال پر افسوس اور دکھ ہوتا ہوگا مگر نا امید نہ ہوں۔ جہاں تک ہو سکا آپ کے معاملے میں کوتاہی نہ کی جائے گی۔ حضرت شیخ مشائخ کرام، اور پیر بھائیوں کی روحانی قوتوں سے مدد طلب کرتا ہوں آپ کو چاہیئے کہ حتی الوسع وامکان شریعت سے قدم باہر نہ رکھیں۔ ہمیشہ اپنے حالات کی حفاظت کریں۔ ہر لحظ اور ہر لمحہ خدا کی طرف لگائیں اور اچھے اوقات میں حضرت شیخ سے التجا کریں۔ معوذتین (قل اعوذ برب الفلق، والناس) کثرت سے پڑھا کریں۔ تلاوتِ کلام پاک کی مشغولیت رکھیں۔ حق کے کام کو پہل دیں اور کسی کی طرف دھیان نہ کریں۔ عمر کا کوئی بھروسہ نہ کریں، وقت کو غنیمت سمجھیں اور سانسوں کو بہت پیارا۔ اللہ آپ کو نیکی کی ہدایت اور نیکی کے راستے پر چلائے۔ میں آپ کو اور آپ کے دین کو پسند کرتا ہوں اور آپ کو سلامتی کے ساتھ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور امیدوار ہوں۔ اسی طرح سلامتی سے مجھ تک پہنچیں گے۔ اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔ والسلام

Marfat.com

چالیسواں صحیفہ

بجانب خواجہ حاجی عزیز دین

قرآن بہترین وکافی نصیحت کرنے والا ہے یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو) فَفِرُّوْا اِلَی اللہ (اللہ کی طرف بھاگو) اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ بے شک میں تمہارے لیے اُس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں)

اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی کی توفیق دے۔ دین کے رشتے سے پیارے بھائی خواجہ حاجی! اللہ آپ کو حج مبرور اور خوش باش زندگی عطا فرمائے۔ میرا سلام قبول فرمائیں اور سمجھ لیں کہ عمر کم ہے۔ وقت آسان ہے اور کام مشکل ہے افسوس کہ عمر برباد ہوگئی۔ وَاللہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (اور اللہ جو تم کرتے رہتے ہو اسے دیکھ رہا ہے)

میرے عزیز۔ چند سانس جو باقی رہ گئے ہیں۔ انہیں غنیمت خیال کریں۔ ہو سکتا ہے کہ پھر ان کی تمنا کریں اور یہ آپ کو نصیب نہ ہو سکیں۔ خبردار اور پھر خبردار اگر عقل مند ہو تو غافل نہ بنو۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اے دوست اَبْتَغِ فِیْمَا اٰتَاکَ اللہُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃَ۔ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللہُ اِلَیْکَ (پہنچا اس میں سے جو دی تجھے اللہ نے آخرت کے گھر کے لیے۔ دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا)

Marfat.com

آپ کو معلوم ہے احسان کسے کہتے ہیں۔ اَنْ تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ (اللہ کی عبادت یوں کر گویا کہ تُو اسے دیکھ رہا ہے)۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

جواں مردا! کام کر اور کوشش کر تاکہ آپ کو راستہ ملے اور آپ کو آپ سے پھر خرید لیں۔

زندگی تو یوں ہے ؎

با دوست کنج فقیر بہشت است و بوستاں
بے دوست خاک بر سر جاہ و تونگری

"محبوب کے ساتھ فقیری کا گوشہ بھی بہشت و باغ ہے اور بغیر محبوب کے جاہ و مال پر خاک پڑے"

اعمال کی توفیق آپ کی بہترین ساتھی ہو۔ والسلام

Marfat.com

اکتالیسواں صحیفہ

بجانب ملک مجیر الدین

اَللّٰہُ الجَامِعُ (اللہ اکٹھا کرنے والا ہے) بیت

کلہا ہمہ باز آمد و قتست کہ باز آئی

کل بے تو نمی باید چندیں چہ ہمی بائی

"سب واپس آ گئے۔ اب وقت ہے کہ تو بھی آ جائے۔ تیرے بغیر سب کی ضرورت نہیں کیونکہ تو ہی تو سب کچھ ہے"۔

میرے پیارے دینی بھائی ملک مجیر الدین۔ اللہ آپ کے تقوٰی کو دوام دے اور اپنی رضا کے راستے پر آپ کو گامزن رکھے۔ ایک حقیر دوست کی طرف سے سلام و دعا قبول فرمائیں یہاں پر حالات ہر لحاظ سے بہتر اور ٹھیک ہیں۔

اے دوست! اب تو بہار کی ہوائیں چل رہی ہیں اور سورج بہار کے نقطۂ اعتدال پر روشن ہے۔ سب دوست لوگ باغ و بوستان کا رخ کر رہے ہیں۔ تمام باغات عشاق کو دعوت عام دے رہے ہیں۔ ہجر کی ماری ہوئی بلبلیں وصال گل سے مسکرا رہی ہیں۔ رونق بہار دیکھنے والوں کے گروہ در گروہ باغات کی طرف محو خرام ہیں۔ ہر گلبن کے زیر سایہ ایک محبوب موجود ہے۔ ہر سرو کے بوٹے کے نیچے چکور ہے۔ عاشق و معشوق ایسی فضا میں اور ایسی ہوا

Marfat.com

میں سانس لے رہے ہیں ۔ عام و خاص موسم بہار سے اپنا اپنا حصہ لے رہے ہیں اور اس موسم بہار سے ہمارا نصیب کیا ہے ۔ دردمندی اور کوتاہی قسمت ؎

آں گل کہ منش خواہم در ہیچ گلستان نے
واں سرو کہ من جویم در باغ دبستان نے

"وہ پھول جو میں اس سے مانگتا ہوں کسی باغ میں نہیں اور وہ سرو کا بوٹا جو میں تلاش کر رہا ہوں کسی بوستان و چمن میں نہیں "۔

مجبوراً در دیہ درد کا اضافہ ہو رہا ہے اور غم میں غم بڑھ رہا ہے ؎

بہارے ایں چنیں خرم مرا آوارہ دل جائے
منم کنج و غم ہر کس بباغ و تماشائے

"بہار اس قدر خوش و مبارک مگر میرا دل آوارہ اور مقام کا طالب ہے ۔ میں ہوں اور ایک گوشۂ غم جبکہ ہر شخص باغ کے تماشا میں مصروف ہے "۔

جواں مرداب باغ کی خواہش کسے ؟ اور بوستان کی پرواکون کرے ؟ کیونکہ بیت

آں دل نماند کش سر بستاں دماغ بود
گوئی ہمیشہ سوختۂ درد و داغ بود

" وہ دل نہیں رہا جس سے دماغ گلزار بنا ہوا تھا اب تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ دل درد و داغ کا جلا ہوا ہے "۔

اگر کسی عزیز سے ملنے یا زیارت کی نیت سے باغ میں سے گزرتا ہوں تو دل کو خفقان کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے اور جان گھٹنے لگتی ہے ۔ رو رو کر آنکھیں چشمے بن جاتی ہیں ۔ غم سے جگر کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں ۔ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (فرما دیجئے ہمیں نہیں ملے گا مگر جو ہمارے لیے لکھ دیا گیا ہے) ۔ اب کیا ہو سکتا ہے ۔ مقدر کی بات ہے عمر گزر گئی اور کوئی کام نہ ہو سکا ۔ مگر چونکہ عشق کی راہ بجز عاجزی و بے چارگی ، حیرت اور خون

جگر پینے کے نہیں تو چارہ کار نہیں اور کوئی تدبیر نہیں۔ ہر شخص اپنے انداز سے کوشش کرتا ہے۔ یہ نصیب کی بات ہے۔ پتہ نہیں محبوب کس کو شرف باریابی کرتا ہے اور کس خوش قسمت کو دیدار کی نعمت میسر آتی ہے۔

ما می کوشیم و دیگراں می کوشند
تا بخت کرا بود کرا گیرد دوست

"ہم بھی اور اغیار بھی کوشش کر رہے ہیں اب دیکھیں کس کا نصیب جاگتا ہے اور محبوب کسے پسند کرتا ہے۔"

اس کے باوجود میں نے امید کی آنکھ کھلی رکھی ہوئی ہے اور دل دوست کی طرف دیکھ رہا ہے اور اس کے سوا اور کوئی طریقہ بھی نہیں۔ بیت

امیدواراں دستِ طلب زدامنِ دوست
گر فرو گسلانند در کہ آویزند

"امیدوار اگر محبوب کے دامن سے دست طلب ہٹالیں تو پھر کس کے دامن سے وابستہ ہوں راستہ بھی یہی ہے اور دربار بھی یہی۔ ہمارا مقصود بھی وہی ہے اور غم بھی اسی کے دیئے ہوئے ہیں۔ اب تو جو چاہے ہو جائے۔

"میں نے دل سے کہا کہ مجھے اس کے دروازے پر لے جا کیونکہ وہ بادشاہ سے میرا ادھر جانے کا خیال نہیں۔ دل نے کہا جاؤ، فضول بات نہ کرو۔ یا تو اس کے دروازے پر مار ڈالیں گے یا اس کے پہلو میں پہنچا دیں گے۔"

قصہ مختصر یہ محبت کی کہانی شرح و بیان کی متحمل نہیں ہو رہی۔ افسوس اور صد افسوس اگر آپ یہاں ہوتے شاید ہزار میں سے ایک آدھ بات آپ کو سنا کر تسکین پا لیتا۔ اگرچہ اس کا امکان بھی کم ہی تھا۔ مگر بالکل خالی بھی نہ رہتا۔ کیونکہ پیارے مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حالات کے غلبے کے وقت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے۔

Marfat.com

"اے حمیرا مجھ سے باتیں کرو۔"

وگرنہ مجھے معلوم نہیں کہ میرا کام کہاں تک پہنچے۔

میرے لیے ایک مصیبت یہ ہے کہ زیادہ تر نا واقف حال لوگوں میں پھنسا رہتا ہوں اور ان کی صحبت سے تنگ آگیا ہوں۔ مجبوراً ان کے سامنے خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ اچھی طرح سوتا ہوں اور خوش خوش ہنستا ہوں۔ حالانکہ یہ سونا اور کھانا پینا خون جگر کھانے پینے سے کم نہیں۔ میرا سونا مرنا ہے اور ہنسنا رونا ہے۔ اسے تو زہر خند کہنا چاہیئے۔ بیت

بظاہر گرچہ می خندم بباطن خوں ہمی گریم
بروں در خوردن و خفتن نہاں جاں کندن و مردن

"ظاہر میں اگرچہ میں ہنس رہا ہوں۔ باطنی طور پر خون کے آنسو رو رہا ہوں۔ ظاہرا طور پر کھانے سونے میں دکھائی دیتا اور باطنی طور پر جان کنی اور مرنے کی حالت میں ہوتا ہوں۔"

عجیب قسم کی حالت اور حال پیش آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ دوست عزیز کو بہت جلد نہایت اچھے طریق سے اس مسکین تک پہنچائے۔

یہاں آنے والوں سے سنا گیا ہے کہ برادر عزیز دین چند معلوم وجوہ کے سبب یعنی بعض لوگوں کی خواہش اور چند دوستوں کی خاطر حد شرح سے قدم باہر رکھا ہے۔ اور ایسی راہ کو اختیار کیا ہے جس کو خدا کی پسندیدگی حاصل نہیں۔ اگر ایسا ہی فی الواقع ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ نے یہ کیا حال ہے اور یہ کون سا طریقہ ہے؟ یقین جانیے اللہ اور حضرت شیخ حاضر و ناظر ہیں اور دوست بھی آپ سے صرف ظاہری طور پر غائب و دور ہیں۔ براہ کرم جہاں پہنچ چکے ہیں وہیں سے لوٹ آئیں۔ بلاشبہ بدیوں کا ہجوم میل کچیل پیدا کرتا ہے اور میل کچیل دل کو بداخلاق اور زنگ آلود کر دیتا ہے اور بد تعلقی کفر کا موجب بنتی ہے۔

آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کی تھوڑی سی نافرمانی کو بہت زیادہ سمجھا جائے گا اور تھوڑی سی آپ کی سہل انگاری کو سختی سے پکڑا جائے گا۔ حق تعالیٰ سے آپ نے جو عہد کیے انہیں یاد کریں۔

Marfat.com

خداوند تعالیٰ کو اپنے کام سے بے خبر نہ خیال کریں۔ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ جو کچھ آپ عمل کرتے ہیں اس سے غافل نہیں)

اب میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس گروہ مذکور کی صحبت کی وجہ سے آپ کو روحانی طور پر کمزوری تسبب ہو رہی ہے اور خدا کے راستے میں سستی واقع ہو رہی ہے تو آپ کے لیے بہتر یہی کہ مال و جان و فرزند و عیال سب کو خدا کے لیے چھوڑ دیں اور خدا کی طرف توجہ کریں۔ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (تو اللہ کی جانب دوڑیں بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے کھلا ڈرانے والا ہوں)

خدا کے لیے دینی نقصان دنیوی فائدوں کی خاطر نہ کریں۔ دنیا کا کیا اعتبار۔ دنیا کے کاموں کو آباد کرنے سے کوئی فائدہ جب خود آپ کا وجود ہی فنا پذیر ہے۔ یہ سب کس کے لیے اور کس لیے کر رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس آپ کی وہ ساری انکساریاں اور عاجزیاں کہاں گئیں؟ آپ کو معلوم نہیں خدا کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوتا اور کوئی شخص تقدیر الٰہی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے ساحروں سے کم تو نہ ہوں جنہوں نے فرعون سے کہا تھا

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (تو کر لے جو تو نے کرنا ہے بے شک تو حیاتِ دنیا ہی کے فیصلے کر سکتا ہے)

اگرچہ مال و جان کا نقصان ہو کوئی پروا نہیں۔ اگر آپ کا رخ اس طرف (دین) ہو جائے تو کیا سعادت اور کیا نعمت ہے۔ آپ کو پتہ چلے کہ جو کچھ اس کی جانب سے آتا ہے وہ کرم ہی کرم ہے۔ اس کا بھیجا ہوا رنج عین راحت اور غم آرام و سکون اور دکھ خوشی اور اندوہ اس کی ارسال فرمودہ مہربانی ہے۔ دوست کو دوست کی بلا کو دعا سمجھتا ہے اور دل و جان سے اس کا استقبال کرتا ہے۔

یک نیم بنام من ز نرگس پر کش
وانگہ بکمال سخت اندر کش

Marfat.com

گرہیچ نشانہ خواہی ایک دل و جاں
از تو زدنی سخت و زمن رقصے خوش

"اے محبوب! اپنے ترکش میں ایک تیر نکال۔ پھر اسے کمال سختی سے کھینچ۔ اگر کسی نشانہ کی ضرورت ہے تو یہ میرے دل و جان حاضر ہیں۔ تو اپنے پورے زور سے تیر چلا اور میرا خوشی سے رقص کرنا دیکھ۔"

پس اے جوان! کب تک سستی اور بزدلی کرتے رہو گے۔ جب موت آئے گی تو سوائے حسرت و ندامت اور کچھ نہ ملے گا۔ جب سے میں نے آپ کے بارے میں یہ خبر سنی ہے میرے دل میں درد پیدا ہو رہا ہے۔ اور آپ کے حالات پر افسوس۔ اگر آپ کو طلب خداوندی کا دعویٰ اور خیال نہ ہوتا تو میں آپ کو کچھ نہ کہتا اور کچھ نہ لکھتا۔

افسوس! کہ دعویٰ تو یہ ہے اور مدعا یہ۔ خداوند کریم سے شرم آنا چاہیئے۔ مجھے تو آپ سے امید تھی کہ دین کے کام میں آپ میری مدد کریں گے میرے معاون اور دست و بازو ثابت ہوں گے۔ فاستغفر اللہ فاستغفر اللہ باللہ

میرا دل جلتا ہے۔ چاہتا تھا کہ اس سے سخت انداز میں لکھوں۔ لیکن وقت کم ہے۔

اب میں نے جو کچھ کرنا تھا کر دیا جو کہنا تھا کہہ دیا۔ اور خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (جو چاہو کرو۔ بلاشبہ جو کچھ تم کرتے ہو اسے دیکھنے والا ہے)

خداوند کریم! آپ کو نیک اعمال کی توفیق دے اور برے اعمال سے اجتناب کرنے کی صلاحیت۔

میرے دوست! میں تو خداوند کریم سے آپ کے لیے سب کچھ مانگتا ہوں۔ لیکن چونکہ آپ کو ابھی دنیا کے کاموں میں مشغول و مصروف رہنے میں کچھ دن لگیں گے۔ خداوندی حکم کے سامنے کیا کیا جا سکتا ہے۔ مگر اتنا تو کریں کہ اپنے تمام کام شرع کے راستے سے ہٹ کر نہ کریں۔

Marfat.com

ایک سوئی کے سرے کے برابر بھی شریعت کے خلاف نہ جائیں۔

خبردار اور پھر خبردار کوئی معصیت ایسی سرزد نہ ہو کہ ظاہری و باطنی درماندگی کا شکار ہوجائیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ اللہ کی پناہ۔ میرے بیٹے نظام الدین۔ قطب الدین اور ان کی بہنیں۔ اللہ ان کی عمریں دراز کرے۔ سب صحت و سلامتی سے ہیں۔ سلامتی، تقویٰ اور اصلاح آپ کے ساتھ ہوں۔ آمین۔

Marfat.com

بیالیسواں صحیفہ

عجائب الاسرار

میرے بھائی کو خداوند کریم خیر و سعادت کی توفیق اور نیکیوں کی توفیق مزید عنایت فرمائے آپ یہاں شہر میں ہوتے تھے تو اس ضعیف سے بار بار سوال کیا کرتے تھے۔ میں بعض سوالات کے جوابات عرض کرتا تھا اور بعض سوالات کے لیے فرصت نہ ملتی تھی۔ اب جبکہ لکھنے کی توفیق مل گئی ہے تو ان بعض سوالات کے بارے میں آپ کے فہم مطابق لکھ رہا ہوں۔ اگر آپ کو سمجھ آجائے تو یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہوگا۔ وگرنہ محض مجاہدہ اور ریاضت سے اس مقام تک پہنچنا محال ہے۔ آپ ان سطور کو "عجائب الاسرار" کے نام سے یاد کر سکتے ہیں۔

اے بھائی! خدا آپ کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور فرمائے۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنی ہویت ذات وصورت وصفات کو دنیا میں خلقت کے تمثل کے طور پر دکھائے۔ اپنے کمال و جمال کو اپنے لیے جلوہ نما کرے۔ خود اپنے آپ کو دیکھے اور جہان والوں پر احسان دھرے۔ پھر آدم علیہ السلام کو اپنے صفات و اسماء کا مجمع بنایا۔ پس حقیقت میں وہی ذات اپنی حقیقت صفتِ خاصہ کے ساتھ نازل ہوئی اور پھر حقیقتِ صفت سے اس مخصوص صفت کی حقیقت اثمرۂ آدم کی جان

کی حقیقت پر نزول فرمایا جس طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَنْزِلُ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا (بلا شبہ اللہ پاک آسمانِ دنیا کی جانب نزول فرماتا ہے) پس حقیقت میں آدم وہ آدم نہیں۔ حقیقت حق ہے غیر نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خلافت کا مستوجب نہ بنتا۔ خلیفہ اگر ظاہری طور پر خلافت کا اہل نہ ہو تو اس کے لیے خلافت جائز نہیں اور یہی "سِرّ" ہے۔ اس فرمان میں:

وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ اَیْ سَوَّیْتُہٗ بِجَمْعِ صِفَاتِیْ وَاَسْمَائِیْ وَتَجَلَّیْتُ فِیْهِ بِسِرِّ ذَاتِیْ۔ وَھٰذِہِ النَّفْخَةُ الْاِلٰھِیَّةُ ھِیَ سِرُّ الْاَثَرِ الْخَاصِ لِلصِّفَةِ الْمَخْصُوْصَةِ الَّتِیْ حَقِیْقَةُ الذَّاتِ فَمَا کَانَ اٰدَمُ بِالْحَقِیْقَةِ اِلَّا ھُوَ۔ وَمِنْھَا سَجَدَ لَہُ الْمَلٰئِکَةُ

"میں نے اس میں اپنی روح پھونکی یعنی اپنی صفات اور اسما کی روح، اور اپنے سرِ ذات سے اُس میں تجلی فرمائی یعنی نفخِ الٰہیہ ہے۔ یہ صفتِ مخصوص کا اثرِ خاص ہے اور حقیقتِ ذات ہے تو آدم حقیقت میں اسی کا اثرِ خاص ہے۔ اسی لیے تو فرشتے اس کے سامنے سجدہ ریز ہو لے"

بیت

گفتم کہ پیمبری تو یا پیر
گفتا کہ دوئی ز راہ برگیر
چوں نیک بدیدم آں نکو بود
او و من و پیر ہر سہ او بود

"میں نے پوچھا کہ تو پیغمبر ہے یا پیر تو جواب دیا کہ دوئی کو دور کر دو۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ ٹھیک تھا، وہ، میں اور پیر تینوں ایک تھے"

لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ کے سوا کوئی وجود حقیقی نہیں رکھتا) یہاں پر یہی جلوہ نما ہوتا ہے۔ وہ کسی طرح نہیں کسی میں نہیں ہے اور کسی سے نہیں ہے کی حقیقتیں بھی اس مقام پر واضح ہوتی ہیں۔

Marfat.com

یوں سمجھ لیں کہ یہ نزول اجسام کے نزول و انتقال کی مانند ہے۔ اے بھائی اس کی حقیقت اب لکھوں تو آپ سمجھ نہ سکیں گے۔ انشاءاللہ حاضری کے وقت بیان کروں گا۔

بایزیدؒ نے جو کہا تھا کہ حق تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ باقی سب بندے ہیں سوائے تیرے یعنی تو دوست ہے اور دوست دار ہے۔ اس عشق کے رابطے والی سرائے میں ہر شخص "طلب" میں سرگرداں ہے اور تو "مطلوب" وہ سب ارادت مند ہیں اور تو "مراد" یہ مقام "حریت" ہے۔

وَالْحُرِّيَّةُ اَلسِّلَاخُ الْحُرِّ عَنْ رُسُوْمِ الْعُبُوْدِيَّةِ اِلٰى شَرَائِطِ الرُّبُوْبِيَّةِ حَتّٰى يَقُوْمُ فَرْدًا مُتَّحِدًا بِالْمَحْبُوْبِ فِىْ مَقَامِ الْاِتِّحَادِ وَمَنْ يَبْلُغْ هٰذَا الْمَقَامَ يُسَمّٰى حُرًّا خَارِجًا عَنْ دَرْكِ الْاَفْهَامِ لَا يَشْهَدُ فِىْ مَشْهَدِ الْعُبُوْدِيَّةِ وَلَا يَرٰى نَفْسَهٗ وَلَا هُوَ

"حریت آزاد مرد کا رسوم عبودیت کو اتار پھینکنا ہے شرائط ربوبیت کی جانب سفر میں۔ یہاں تک کہ وہ مقام اتحاد میں محبوب کے ساتھ اکھٹا ہوتا ہے اور جو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے اسے "حر" کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ مقام افہام سے بالاتر ہے۔ وہ شخص اپنے آپ کو مشہد عبودیت پر نہیں پاتا اور نہ اپنے آپ کو اور نہ اُسے دیکھتا ہے۔"

"توحید" کے دو راستے ہیں ایک طریق فنا اور دوسرا طریق بقاء۔ جب فنا کے راستے سے اس مقام میں داخل ہوتا ہے تو از خود خدا کا وصال پاتا ہے اور جب بقاء کے راستے آتا ہے تو حق سے حق تک رسائی حاصل کرتا ہے۔

کفر "تو ہونے" کا اثبات ہے۔ جب آپ نے اس سے سفر کر لیا ایمان کی جانب ارشاد خداوندی کے مطابق فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ (جو شخص طاغوت سے انکار کرتا ہے اور اللہ سے ایمان لاتا ہے) یہاں پر مقام فنا تک پہنچیں گے اور مقام فنا میں فانی ہو جائیں گے یہاں تک کہ فنا بھی فنا میں فانی ہو جائے گی۔ یہ مقام ہے جہاں اشارت

Marfat.com

عبارت سب اٹھ جاتے ہیں۔ کفر و اسلام مٹ جانے کیا کفر اور کیا ایمان دونوں صفات آپ کی ذات ہوتی ہیں اور جب ذات ہی حالتِ اضمحلال میں رفتہ رفتہ محو ہو جانے پر عمل پیرا ہو تو صفات کہاں رہ جاتی ہیں۔ جب ذات ہی نہیں تو صفات کہاں۔

دو قسم کی معرفت ہے

۱۔ معرفت الحق

۲۔ معرفت الحقیقت یعنی حقیقت الحق

پس معرفتِ حق ممکن ہے اور معرفتِ حقیقت حق غیر کے لیے محال ہے۔ اسی لیے تو فرمایا لَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْمًا۔ جب حق چاہتا ہے کہ حقیقتِ جمع کی آنکھ سے عارف کی جان جلوہ فرما ہو تو یہ خیال کرتے ہوئے کہ حادث ہے تمام صفات قدم کا برداشت کرنا اس کے بس سے باہر ہے تو اُسے اپنی تائید سے پختہ کرتا ہے۔ جیسے فرمایا وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ۔ اس طرح عین "حقیقت جمع" سے ذات سے حقیقتِ صفت میں اور حقیقت صفت سے حقیقتِ اثر میں اور حقیقتِ اثر سے حقیقتِ آثار میں اور پھر حقیقتِ آثار سے جانِ عارف پر جلوہ ریز ہوتی ہے۔ عارف اللہ کے چشمے سے صفات و ذات کے شربت پیتا ہے جب "قدم" کا سمندر عدم کی لہروں کو اٹھاتا ہے تو عظمت کے سمندر کے گرداب جوش میں اچھلتے ہیں اور ایک ہی تھپیڑے سے عدم زادرگان کو ازل کے سمندر میں فنا کی ابدی گہرائیوں میں پاش پاش کر دیتے ہیں۔ وہاں کوئی کسی سے جدا نہیں ہوتا کیونکہ بحر "واحد" ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ تھا۔

فَالْبَحْرُ بَحْرٌ وَّلَوْ کَانَ فِیْ سَدَمٍ
اِنَّ الْحَوَادِثَ مِنْہُ اَمْوَاجٌ وَّاَنْھَارٌ
لَا تَحْجُبَنَّکَ اَشْکَالٌ تُشَاکِلُھَا
عَمَّنْ تَشَکَّلَ فِیْھَا فَھِیَ اَسْتَارٌ

Marfat.com

"سمندر سمندر ہے خواہ طوفان خیز ہو۔ بلا شبہ حادثات لہریں اور نہریں ہیں۔ وہ شکلیں جو اُن لہروں سے بنتی ہیں تجھے حیران نہ کریں جن سے وہ شکلیں پیدا ہوئی ہیں وہ وہیں چھپا ہوا ہے۔"

بیت

امروز پری و دے و فردا

ہر چار یکے بود تو فردا

"آج پرسوں، کل اور آنے والا کل چاروں ایک تجھے اکیلا ہونا چاہیئے۔"

دریا حرکت میں آتا ہے تو اسے موج کہتے ہیں۔ جب سانس لیتا ہے تو اُسے بخار (بھاپ) کہتے ہیں۔ جب بخارات اکٹھے ہوتے ہیں تو اسے بادل کہتے ہیں جب برستا ہے تو وہ بارش کہلاتا ہے زمین پر بہنے لگتا ہے تو ندی ہوتا ہے۔ دریا میں جا ملتا ہے تو پھر وہی دریا ہے۔ شعر

نفس الوجود ہو الوجود بعینہ

والموج عین البحر فی حقیقتہ

"نفس وجود بعینہ وجود ہے جیسے حقیقت میں موج عین سمندر ہے"

یہ بہتر ہے۔ کیونکہ صورتوں کا اختلاف امواج بحر کو متکثر نہیں کرتا اور ناموں کا تعدد مسمّی (نام دیا گیا) کو متعدد نہیں بناتا۔ یہ عجیب کام اور عجب منزل ہے۔

جواں مردا۔ بعض اقوام کالانعام جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج جسمانی پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقتاً عقل کی نعمت سے محروم ہیں کیونکہ حضورؐ خود فرماتے ہیں نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا (ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہمارے جسموں اور روحوں میں امتیاز نہیں) یعنی دوئی ہماری دنیا میں ناقابل برداشت ہے۔ ہمارا ظاہر ہمارے باطن سے متحد ہے۔ جو تقاضے عالم بالا میں ہماری روح کے ہیں وہی عالم ظاہر میں ہمارے اجسام کے لیے ہیں۔ اسی لیے فرمان ہوا

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ (محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں) اور حضورؐ نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ (میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں)

اے دوست یہاں ظاہر عقل کی راہ مسدود ہو جاتی ہے اور فہم وادراک کے گھوڑے کی کونچیں کٹ جاتی ہیں۔ یہاں کسی خیال فرمانے والے کے خیالات کی کشتی نہیں پہنچ سکتی کیونکہ یہ عالم وحدت ہے یہاں "توحید محض" ہے اور حقیقت توحید یہ ہے کہ وہاں سے "اشارات" عبارات، کیفیت، ماہیت، انیت، "ثنویت سب اٹھ جاتے ہیں۔ خطاب وعتاب واختیارات ومعاملات کا دخل نہیں رہتا۔ کفر واسلام دوئی کی منزل میں ہیں جب "بحر قدم" کا گرداب عاشق کے عشق کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور لقمہ ماہی بن جاتا ہے تو پھر دوئی کی منزل سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ تمام نیاز ختم ہو جاتے ہیں۔ احتیاج غائب اور راز ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کی خود بین نظر اور عقل خود رائے پاش پاش اور وہ خود مضمحل ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں اگر وہ یہ کہے کہ اَنَا اللّٰہُ لَا غَیْرُ تو درست ہوگا۔

ع چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

(جب میں معشوق بن گیا تو عاشق کون ہے)

جوان مردا۔ عاشق اور عشق اور معشوق تینوں ایک ہیں۔ یہیں فرمایا "میں نے اپنے رب کو رب کی نظر سے دیکھا میں نے پوچھا کہ تو کون ہے جواب آیا کہ تو۔

نظم

آفتابے در ہزاراں آبگینہ تافتہ
پس بر رنگے ہر یکے تابے عیاں انداختہ
جملہ یکنور است ولیکن رنگہائے مختلف
اختلافے درمیان این وآں انداختہ

"سورج نے ہزاروں آئینوں میں نور پاشی کی ہے۔ پس ہر ایک کے رنگ کی روشنی منعکس

ہوئی ہے۔ تمام آئینوں میں روشنی ایک ہی نور سے ہے لیکن رنگ مختلف ہیں اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا مدّعا بھی یہی ہے۔

عزیز من۔ کُلُّ شَیْئٍ مِنْہُ بَدَاَ وَاِلَیْہِ یَعُوْدُ (ہر چیز جہاں سے شروع ہوئی وہیں لوٹ کر جاتی ہے) ہیں عظیم "سر" ہے فرماتا ہے الانسان سری والسر صفتی والصفۃ لاتنفک (انسان میرا "سر" اور سر میری صفت ہے اور صفت مجھ سے جدا نہیں") اگر اس راز کے آفتاب کا ایک ذرّہ دنیا پر ظاہر ہو جائے تو عرش سے تحت الثریٰ تک ہر چیز کو جلا کر راکھ دے۔ جو "نیست" کے خلوت خانہ میں بیٹھ گیا ہجرت سے فارغ ہوا اب سفر نہ کرے کہ لَا ہِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ۔ فتح کے بعد ہجرت نہیں۔ اسی مقام پر مرار کو پہنچتا ہے۔ منازل ختم ہو جاتی ہیں۔ نرقی تمام اور اضافتیں (تعلقات وابستگیاں) اٹھ جاتی ہیں۔ اشارے محو ہو جاتے ہیں۔ آنا۔ ھُوَ۔ مِنْ۔ اِلیٰ کے احکامات باطل ٹھہرتے ہیں۔ تعدّد و تعداد وحدّت و اتحاد کی طرف واپس آجاتے ہیں۔ یعنی کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ درست ہو جاتا ہے۔

اے دوست! "واحد" کا ہندسہ تمام اعداد میں ہمیشہ جاری و ساری ہے۔ اور وحدت اتحاد میں قائم ہے۔ شعر

خَلَوْتُ بِمَنْ اَھْوٰی فَلَمْ یَکُ غَیْرُنَا
وَلَوْ کَانَ غَیْرِیْ لَمْ یَصِحَّ وُجُوْدُھَا

(میں نے محبوب کے لیے تنہائی چاہی مگر وہ تو میرے سوا کوئی اور نہ تھا اگر کوئی اور ہوتا تو اس کا وجود صحیح نہ ہوتا)

اگر آپ بصیرت کی آنکھ سے اعداد میں دیکھیں۔ یعنی دسویں۔ سویں اور ہزارں میں سے ہر ایک سوائے "واحد" کے کچھ اور نہیں۔ وہ "ایک" ہی اصل ہے۔ اُس کے بغیر سب صفر ہے۔ شبلیؒ جنیدؒ کے جواب میں فرماتے ہیں

Marfat.com

"میں کہتا ہوں۔ اور میں سنتا ہوں میرے بغیر دونوں عالم میں کوئی نہیں۔ فقر اللہ غیر اللہ کسی کا محتاج نہیں"

میرے دوست فقر میں ایک ایسا مقام آتا ہے کہ جہاں فقر کسی کی احتیاج نہیں رکھتا۔ کیونکہ احتیاج وجود کی صفت ہے اور اس مقام میں وجود ہی کہاں رہتا ہے۔ پہلے دیوار تو قائم کرو پھر نقش و نگار کی سوچنا۔ جب یہاں فقیر اپنے وجود ہی سے گزر جاتا ہے تو اُسے کوئی احتیاج نہیں رہتا۔ اس کا فقر مکمل ہوا اور اِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ درست ہوا۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی مُنَزَّهٌ عَنِ الْاِحْتِیَاجِ۔ حضرت جنیدؒ نے اسی لیے فرمایا۔

اَلْفَقِیْرُ وَلَا یَفْتَقِرُ اِلٰی نَفْسِہٖ وَلَا اِلٰی رَبِّہٖ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ۔ یعنی فقیر کو نہ سرائے وجود میں نور کی ضرورت ہے اور نہ خانۂ عدم میں اپنے ظہور کی طالب ہے۔ خواجہ جنیدؒ ہی نے فرمایا۔

"حادث قدیم سے جب مل جاتا ہے تو اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا"۔ حضرت خواجہ خرقانیؒ کا قول ہے

اَنَا اَقَلُّ مِنْ رَّبِّیْ بِسَنَتَیْنِ یعنی ذات اور صفت مخصوص ذات کے حوالے سے جیسے ارشاد ہوا فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

میرے دوست! او ادنیٰ ایک "سرّ عظیم" ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے لیے مخصوص ہے۔ یہ بیان حال ہے جو سمجھ گیا سو سمجھ گیا۔ بلاشبہ وہ وجود و عدم دونوں کا خالق ہے۔ اہل توحید معدوم الوجود ہوتے ہیں۔ خوف، امید، صبح و شام، ان کے ہاں نہیں۔ کعبہ و بت خانہ۔ مسجد و بت خانہ ان کے ہاں مساوی ہیں۔ بہشت و دوزخ کی ان کو خبر نہیں۔ اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَوْ تَبَرَّقُوْا عَلٰی جَھَنَّمَ لَاَطْفَؤُھَا۔ اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو جہنم پر برق ریز ہوں تو اسے بجھا کر رکھ دیں۔ دوزخ اور بہشت کو ان کے سامنے آنے کی طاقت نہیں۔ دونوں جہان ان کی نظر میں "نیست" ہیں

بیت
"نیست ترا کعبہ کنشت یکیست
سایہ را دوزخ و بہشت یکیست

"معدوم" کے لیے کعبہ اور مندر دونوں ایک ہیں۔ سائے کے لیے دوزخ اور بہشت برابر ہیں"۔
شیخ ابو یزید سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی صبح کیسے گزری تو فرمایا ہماری نہ صبح ہے نہ شام۔

بیت
اینجا کہ منم نہ بامداد است و نہ شام
نہ بیم نہ امید نہ سیر و نہ مقام

"جہاں میں ہوں نہ صبح ہے نہ شام۔ نہ ڈر نہ امید نہ چلنا نہ ٹھہرنا"
إِنَّمَا الصَّبَاحُ وَالْمَسَاءُ وَالْخَوْفُ وَالرَّجَاءُ مَنْ يَتَقَيَّدُ بِالصِّفَةِ فَقَدْ اضْمَحَلَّتِ الصِّفَةُ مَعَ الذَّاتِ لَا يَعْرِفُ اللّٰهَ غَيْرُ اللّٰهِ (بلاشبہ صبح شام خوف و امید صفت میں پابند کی جاسکتی ہیں پس جہاں صفت ذات کے ساتھ فنا ہو گئی تو غیر اللہ اللہ کو نہیں پہچان سکتا)
اے دوست "انس" کو سوائے اس کے نہ دیکھا جا سکتا ہے نہ پہچانا جا سکتا ہے
کسی نے کیا خوب کہا ہے لَا يَحْمِلُ عَطَايَاهُمْ إِلَّا مَطَايَاهُمْ۔ ان کی عطا کو ان کی سواری ہی اٹھا سکتی ہے۔ کیونکہ رستم کا بوجھ رستم کا گھوڑا رخش ہی برداشت کر سکتا ہے۔ بِي يَسْمَعُ وَبِي يُبْصِرُ وَبِي يَبْطِشُ (میرے ساتھ وہ سنتا ہے مجھ سے وہ دیکھتا ہے اور مجھ سے وہ پکڑتا ہے) نَطَقَ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ (اللہ عمر کی زبان سے بولتا ہے)
آپ سمجھتے ہوں گے یہاں عمر عمر ہی ہیں۔ نہیں خدا کی قسم اس کی ذات کو سوائے اس کی صفت کے اور اس کی صفت کو سوائے اس کی ذات کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ موتی علم کی سیپی میں سمانے والا نہیں۔ علم کو تو اس سمندر کے ساحل تک بھی رسائی نہیں۔ اگر

خود غرق ہو جائے تو کیا کیسے۔ لیکن ہر شخص اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا

بیت
ہر گدائی مرد سلطان کے شود
پشۂ آخر سلیمان کے شود

"ہر گدا مرد بادشاہ کیسے بن سکتا ہے۔ مچھر سلیمانؑ کیسے ہو سکتا ہے"

مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ اللہ کی معرفت کا لوگوں نے حق ادا نہ کیا۔ اس کی ذات کا پردہ اسماء اور صفات ہیں۔ تُحْجِبَتِ الذَّاتُ بِالْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ اور خود اس کے لیے سزاوار نہیں کہ کسی حجاب میں آئے اور یہ ہرگز ممکن نہیں کیونکہ حجاب محدود ہے اور وہ حدود سے منزّہ (بولتر)۔ جب وہ چاہتا ہے کہ اپنی مہربانی سے راستے کے پردوں کو ہٹا لے تو سوائے حق کے جو کچھ ہوتا ہے اسے جلا کر رکھ دیتا ہے اور "نیست" بنا دیتا ہے۔
کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کا مقام یہاں تک ہے کوئی "شے" نہیں جس میں "وہ" نہیں۔ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (اور تمہاری جانوں میں کیا تم نہیں دیکھتے) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۔
اے عزیز من! وَکَیْفَ یُبْصِرُوْنَ فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔
کس طرح وہ دیکھیں کہ ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں پس وہ نہیں دیکھتے)

بیت
چشمہ کہ خضر یافت از وآب زلال
در منزل تست لیک انبا شتۂ

"وہ چشمہ جہاں سے خضر کو آبِ حیات ملا تیری راہ میں ہے لیکن پٹا ہوا ہے"

رباعی
اے دوست ترا بہر مکاں می جستم
ہر دم خبرت زاین و آں می جستم
دیدم بتو خویش را تو خود من بودی
خجلت زدہ ام کہ تو نشاں می جستم

Marfat.com

"اے دوست تجھے میں نے ہر جگہ تلاش کیا۔ ہر وقت اِدھر اُدھر سے تیرا پتہ پوچھتا رہا۔
میں نے جب دیکھا کہ تُو تو میں ہی تھا۔ میں شرمسار ہوں کہ تیرا نشان ڈھونڈتا رہا۔
شہود کا مطلب "طلب تھا" ہے۔ وہی شاہد اور وہی مشہود۔ اس کا کوئی غیر نہیں۔
اور اس کے سوا کوئی وجود اصلاً ہے ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے بلکہ محال ہے۔ اس بات
میں رمز ہے۔ غیر کے وجود کو ثابت کرنا "کفر" ہے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ دل
نابینا ہو۔ یہ غلط اس لحاظ سے ہے کہ کوئی شخص اپنا وجود تصور کرے۔ فَاِنَّہٗ لَامَوْجُوْدَ
سِوَی اللّٰہِ (پس بے شک اللہ کے سوا کوئی اور موجود نہیں)

میرے دوست اپنے سورج کا تو خود ہی بادل ہے۔ اپنے نفس کی حقیقت پہچان
اگرچہ بادل اٹھ جائے تو معلوم ہو جائے کہ وجود میں "اس" کے سوا سب محال ہے۔
رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی اللّٰہَ۔ قرآن اس دعویٰ
پر گواہ ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ
بیان شافی ہے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

دو چراغ اگرچہ ظاہر میں جدا جدا ہیں لیکن حقیقت میں دونوں کا نور ایک ہے اور
معنوی اعتبار سے دونوں متحد ہیں۔ میرے عزیز قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ اور اَللّٰہُ
نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی آیات میں عجیب اسرار ہیں۔ کاش کوئی سمجھنے والا ہوتا۔

ع محجوب را ز ہیچ چراغ نصیب نیست

"تاریکی میں پھنسے ہوئے کے لیے کسی چراغ سے حصہ نہیں۔"

ہائے حسرت۔ ہائے ندامت۔

بیت
تو گنج رحمتی بے چارہ محروم
تو شمع عالمی بے چارہ محجوب

"تو رحمت کا خزانہ ہے مگر محروم بے چارہ ہے تو شمع جہان ہے بے چارہ تاریکی میں گرفتار ہے"

Marfat.com

علم ظاہری کی کوششوں سے ان معانی کی تہہ تک پہنچنا محال ہے۔ باطنی بصیرت کے بغیر ظاہر نظر سے محبوب معنی کا جمال دیکھنا ممکن نہیں فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (پس بلاشبہ یہ آنکھوں کو اندھا نہیں کرتی بلکہ دلوں کو بے بصیرت کر دیتی ہے جو سینوں میں ہیں) کسی صاحب دل بزرگ کی سرمہ دانی سے بصیرت کا سرمہ دل کی آنکھ میں ڈالنا ہوگا تاکہ آپ صاحب بصیرت بن جائیں۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے)

میرے عزیز۔ ہر شخص نے اس مقام پر گفتگو کی ہے اور زیادہ تر آپ کو ان باتوں میں فرق نظر آتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ ہر چیز کی بازگشت ایک مقصود ہی ہوتی ہے۔

شعر

اِشَارَاتُنَا شَتّٰى وَحُسْنُكَ وَاحِدٌ
وَكُلٌّ اِلٰى ذَاكَ الْجَمَالِ يُشِيْرُ

"ہمارے اشارے مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہی ہے اور سب اشارے اسی ایک جمال ہی کی نشاندہی کرتے ہیں"۔

مومن مومن کا آئینہ ہے۔ جواں مردا۔ یہ اس کا آئینہ وہ اس کا آئینہ ہے۔ یہ اپنے آپ کو اس میں دیکھتا ہے اور اس کو اپنے آپ میں کَانَ اللّٰهُ وَلَا شَيْئَ مَعَهٗ وَيَكُوْنُ وَلَا شَيْئَ مَعَهٗ كُلُّ شَيْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا اور ہوگا جبکہ اس کے ساتھ کوئی نہ ہوگا۔ ہر شئے فانی ہے مگر اس کی ذات اس کا حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے)۔ فرماتا ہے۔

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ وَكَيْفَ يُعْرَفُ لِاَنَّهٗ قَالَ لَا يَعْرِفُنِيْ غَيْرِيْ (میں ایک چھپا خزانہ تھا خواہش ہوئی کہ پہچانا جاؤں اور وہ کیسے پہچانا جائے کیونکہ اس نے فرمایا ہے مجھے میرے سوا کسی نے نہیں پہچانا)۔

عجب معاملہ ہے کہ صورت پیدا کی اور اپنی روح اس میں ڈال دی اور اسے اپنے

Marfat.com

سامنے رکھ لیا تاکہ اپنے آپ کو دیکھے۔ اپنے آپ کو پہچانے۔ گفتگو کرے اور سنے لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ (آج کے دن کسی کی بادشاہی ہے۔ خود ہی جواب دیتا ہے اللہ واحد قہار کی) مومن گویا اللہ کا آئینہ ہے۔ ایک بندے نے پوچھا پروردگار! میری تخلیق میں کیا حکمت ہے۔ فرمایا میں تیری روح کے آئینے میں دیکھتا ہوں۔

اے دوست عشق جمال حق سے پیدا ہوتا ہے۔ اس بے انتہا ذات سے ہوتا ہے کیونکہ اس کے حسن وجمال کی کوئی حد نہیں۔ لَا بِدَایَتِہٖ لِاَزْلِیَّتِہٖ وَلَانِہَایَتِہٖ لِاَبَدِیَّتِہٖ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کے سوا اس کا کوئی عاشق نہیں بلکہ وہ اپنا خود عاشق ہے خود ہی معشوق ہے۔ آپ ہی مرید اور آپ ہی مراد ہے۔ نقاش کا نقشہ اپنے اوپر ہے کوئی درمیان میں نہیں۔ "تو" کو درمیان سے ہٹا دے۔ لَا یُحِبُّ اللّٰہَ غَیْرُ اللّٰہِ اسی لیے کہا گیا ہے۔ اگر افعال قبیحہ سے کٹ جائے اور ملکہ نفس سے ہٹ جائے تو اس مقام میں ٹھہرے گا۔ یہاں نہ نفس نفس نہ دل دل اور نہ روح روح نہ عقل عقل نہ ہوش باقی رہتا ہے۔ یہاں "تو ہی تو" ہی کا دور دورہ ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ زبان پہ جاری ہے۔ یہ مقام کسی کو معلوم نہیں۔ یہ ایسا مقام ہے کہ علم کا پرندہ یہاں پر پرواز نہیں کر سکتا جو شخص مقام معلوم پر ہے اسے مقام محمود اور مقام "دنیٰ" (قرب) کی خبر نہیں۔ یہاں ایک بہت بڑا "راز" ہے جواں مردا۔ آپ کا کیا گمان ہے؟ کیا یہ گمرہ "حلول" اور "اتحاد" کا ہے؟ یا فراق وصال والے کہے جاتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا علم یہاں تک رسائی نہیں رکھتا کیونکہ حلول دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے اور اتحاد دو اجزاء کے مابین جبکہ فراق اور وصال دو الگ ہستیوں کے درمیان واقع ہوتا ہے اور یہی اس چیز میں غیر متصور ہے۔ دوئی، درنگی تجزی اور تبعیض اس دنیا میں نہیں ہوتی۔

تجرید توحید میں واسطوں کا ترک کرنا ضروری ہوتا ہے۔ فَمَا کَانَ اٰدَمُ اِلَّا ھُوَ کے بیان کو ابلیس لعین نہ سمجھ سکا۔ اس نے آدم کو غیر تصور کیا حقیقت میں حق جلوہ گر تھا حقیقۃً

Marfat.com

اثر کے اعتبار سے نہ حلول و اتحاد کے ذریعے۔ کیونکہ "وہ" "یہی" تھا غیر نہیں فرمایا

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اور پھر کہا وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ۔ وہی ظاہر باطن، اول آخر۔ غائب، شاہد، عالم، معلوم، مرید، مراد شاہد و مشہود، متکلم، مستمع (سننے والا) باصر و بصیر ہے۔ وہ اپنی ذات میں کثرت سے نہیں اور صفات میں متعدد نہیں۔ بس اس کے لیے حکم ہے۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ۔ (کہہ دو اللہ اور پھر سب کو چھوڑ دو)

سُبْحَانِي..... انا الْحَق..... لَيْسَ فِي جُبَّتِي سِوَى اللهِ ...... وَمَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اِلَّا وَرَأَيْتُ اللهَ فِيهِ وَإِنِّي اَعْظَمُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ...... وَإِنِّي لَاجِدُ نَفْسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْيَمَنِ..... وَمَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى اللهَ۔ اس طرح کی جتنی باتیں حضرت رسول کریم اور مشائخؒ سے روایت کی گئی ہیں۔ وہ اس "عالم" کی واردات ہیں۔ اس "عالم" کو "اللہ" کہتے ہیں اور "کلمات اللہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں اس "عالم" میں سوائے "اللہ" اور "کلمات اللہ" اور کچھ نہیں ہوتا۔

اور جان لیں کہ "لا الہ الا اللہ" وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ۔ اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ یعنی لِعِلْمِكَ بِكَ وَمَعْرِفَتِكَ اِيَّاكَ (اس کے ساتھ اپنے علم و معرفت کی وجہ سے) ؎

با یاد خودم یاد خدا شرک بود

تا من نشوم زخود جدا شرک بود

"اپنی یاد کے ساتھ خدا کی یاد شرک ہے۔ جب تک اپنے آپ سے جدا نہ ہو جاؤں شرک ہے۔"

اسی لیے تو فرمایا لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل اکارت جائیں گے۔ اسی مقام پر فرمایا۔ اِنِّي لَاَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً" میں دن میں ستر بار اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ ہر بار جب اپنے اوپر نظر پڑتی ہے تو ستر بار استغفار کرتا ہوں۔

Marfat.com

دوست بر عرض ہے کہ قاب قوسین
فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے بارے میں میرے دوست بر عرض ہے کہ قاب قوسین سے مراد یہ ہے کہ صفت خاص ذات کی ہے۔ یا اس مقام پر تبھی پہنچ سکتا ہے کہ سوائے اس کے کوئی اور نہ ہو۔ اس کے بعد اَوْ اَدْنٰی ہو گا یعنی مخصوص صفت جو کہ ذات سے مل گئی اور درمیان میں کچھ حائل نہ رہا۔ سوائے ذات اگرچہ وہ صفت مخصوصہ ذات سے علیحدہ اور جدا نہیں ہے۔ اس جگہ اس سے زیادہ انکشاف مناسب نہیں اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَالسِّرُّ صِفَتِیْ وَالصِّفَةُ لَا تَنْفَکُّ عَنِّیْ (انسان میرا راز ہے اور راز میری صفت ہے اور صفت مجھ سے جدا نہیں)

دوست! دوری ظاہری اعتبار سے ہے۔ وگرنہ حقیقتاً یہ خود اس صفت مخصوصہ کا اثر خاص ہے اور وہ صفت حقیقت میں خود ذات ہے اور وہ ذات حقیقت میں خود صفت ہے۔ یہ سب نام نسبتِ تعلق کی خاطر ہیں۔ حقیقت کی رو سے نہیں۔ کیونکہ حقیقت سوائے "احدیتِ مطلق" اور کچھ نہیں۔ ع

اَنَا مَنْ اَهْوٰی وَمَنْ اَهْوٰی اَنَا

"میں وہ ہوں جس سے محبت کرتا ہوں اور جس سے محبت کرتا ہوں وہی ہوں۔"

اسی عالم میں حسین منصور نے ایک دوست کو خط میں یوں لکھا۔ من الرحمٰن الرحیم الی فلاں بن فلاں اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ وہ اشیاء میں داخل ہے لیکن اشیاء کی مانند نہیں (هُوَ دَاخِلٌ فِی الْاَشْیَاءِ لَا کَالْاَشْیَاءِ) یہ ایک بہت بڑا راز ہے۔

قبض فنا کا سر ہے۔ روایت قدیم میں نیز "وقت" کے فقدان کا سبب ہے۔ "بسط" بقا کے سر سے شہود میں۔ اور یہاں ادراک مفقود جیسے فرمایا۔ وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (اور اللہ قبض کرتا ہے اور بسط دیتا ہے اور اسی کی جانب لوٹائے جاؤ گے۔

Marfat.com

"غیبت" معرضِ حضوری میں روح کا غائب ہونا۔ انوارِ شہود کا عالمِ محویت میں نصیب ہوتا ہے۔ آثارِ بشریت غائب ہوجاتے ہیں۔ یہاں کافری ایمان ہے اور ایمان کافری۔ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ (جو کفر کا کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے۔) مومن حقیقت میں کون ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا (جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا) یعنی اللہ پر ایمان لائے اپنے نفوس خواہشات سے ہجرت کی اور کل ماسویٰ سے فی سبیل اللہ جہاد کیا۔ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (یہی حقیقی مومن ہیں) اس مقام پر صبر و شکر کے مراتب سے پہنچا جا سکتا ہے۔ جب سالک ان منازل کو طے کر لیتا ہے اور مقامِ مسعود پر استقامت اختیار کر لیتا ہے تو پھر اسے صاحبِ مقام کہتے ہیں۔ یہ مقام اہلِ کمال کا ہے۔ یہاں سالک "صاحبِ تمکین" ہوتا ہے۔ یہاں عاشق ہی درجۂ کمال پاتا ہے۔ عشق کیا ہے۔ محبت کی افراط کا نام ہے۔ جیسے فرمانِ خداوندی ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (اور ایمان والے اللہ کی محبت میں مضبوط تر ہیں۔)

حضور نے فرمایا حِکَایَۃٌ عَنِ اللّٰہِ عِشْقِیْ وَعِشْقَہٗ اللہ کی باتیں مری اور اس کی محبت ہی ہیں) یہاں قبلہ عشق ہے اور کرشمہ معشوق۔ کیونکہ حقیقت میں یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ کے مظہر ہیں۔ کیونکہ یہاں لیلیٰ نے مجنوں کو مجنوں سے پہلے چاہا ہے۔ اور عشق نے عاشق سے پہلے معشوق کو آراستہ کیا ہے۔ پھر سلسلۂ عشق سے اسے متحرک کیا ہے۔ اس طرح عشق و عاشقی و معشوقی کا سلسلہ چلا ہے۔ شعر

اَتَانِیْ ھَوَاھَا قَبْلَ اَنْ اَعْرِفَ الْھَوٰی
فَصَادَفَ قَلْبِیْ فَارِغًا فَتَمَکَّنَا

"عشق کی پہچان سے قبل اس کی محبت مل گئی۔ گویا میرے دل سے ٹکرائی اُسے خالی پایا تو مکان گزین ہوگئی۔"

یہاں وہی عاشق اور وہی معشوق ٹھہرا۔ خود ہی چاہا خود ہی چاہا گیا۔ کیونکہ اس کی

چاہت اس کی چاہت پر پہل کر گئی۔ یہی مفہوم ہے قرآن کی اس آیت کا، وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ (وہ کچھ نہیں چاہتے سوائے خدا کی چاہت کے) اور اگر غور سے دیکھیں سوائے اپنے اس نے کسی کو نہ چاہا۔ سوائے اپنے کسی سے محبت نہ کی۔

ع حدیث العشق ذُوْطُوْلٍ وَّعَرْضٍ

عشق کی بات لمبی چوڑی ہے۔

بیت

قلم بشکن ورق سوز و سیاہی ریز و دم درکش
حمید ایں قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

"قلم توڑ دے، ورق جلا دے، سیاہی گرا دے اور چپ سادھ لے۔ حمید یہ قصۂ عشق ہے جو دفتر میں نہیں سماتا۔"

بس اے دوست یہ عشق انسان کے لیے ضرورت اور اضطرار کے باعث ہے ارادہ در اختیار سے نہیں۔ اس بے چارے عاجز کو عاشق بننا پڑا اور وہ معشوق قرار پایا۔ اس نے فرمایا مجھ سے عشق کرو اور میں نے اس سے عشق کیا۔ یہ عجیب و غریب امر ہے اور بہت ہی عجیب کیونکہ اس بے چارے مجہول و مسکین انسان کو سوائے اس کے دسترخوان عشق سے روزی حاصل کرنے اور دل کے زخموں کا علاج محبت کے شفا خانے سے کروانے کے اور کوئی چارہ کار نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔ اَلَّذِیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ (وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب بیمار ہوتا ہوں تو شفا دیتا ہے) کیونکہ غیر کی تسلی ممکن ہی نہیں۔

ہو سکتا ہے ابتدا میں معشوق کی مثالوں یا متعلقات سے تھوڑا سا تفریح کا سامان ہو جائے اگرچہ وہ بھی نقصان والا ہی ہوتا ہے لیکن ضرورت مجبوری ہے کہ تحت انسان کے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہوتا۔ لیکن جب یہ عشق کسی مقام تک جا پہنچتا ہے اور شعلے اوپر اٹھنے لگ جاتے ہیں۔ تو پھر غیر سے تشفی اور تسکین ممکن نہیں ہوتی۔ سوائے اس کی مدد کے

Marfat.com

قرار و آرام حرام ہو جاتا ہے۔

یہ عشق کا عالم تلوین ہے۔ مگر جب عشق پورا قبضہ کر لیتا ہے اور دل کی ریاستوں میں متمکن ہو جاتا ہے۔ تو ظاہری و باطنی ولائتیں ضبط کر لیتا ہے۔ یہ اس کا ہے اور وہ میرا ہے ختم ہو جاتا ہے عشق کی آگ "ویں" کے کھلیان میں آگ لگا دیتی ہے اور سب کا سب جلا کر فنا کر دیتی ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اس کی مثال ہے۔ محبت کرنے والی ذات اضمحلال کا شکار ہو جاتی ہے۔ دوئی اور غیریت اٹھ جاتی ہے۔ اور معشوق کی دنیا سے یہ آواز بلند ہوتی ہے لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ خدائے واحد و غالب کی)

یہاں یہ مصرع صادق آتا ہے۔ ؎ خود گوید خود شنود و خود داند راز (آپ ہی کہتا ہے۔ سنتا ہے اور راز جانتا ہے")

یہاں سے خود ہی معلوم ہوا کہ معشوق سوائے عاشق کے کوئی اور نہیں اور جب عشق نے یوں اپنی تکمیل کر لی اور درمیان کا رابطہ اٹھ گیا یَا مُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ کہنے کا یہی مقام ہے افسوس تجھے معلوم نہیں کہ رسولِ خدا نے کہاں سے یہ ارشاد فرمایا جَاءَ اللّٰهُ مِنْ سِیْنَا وَاسْتَقَرَّ بِسَاعِیْرَ وَاَشْرَقَ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ (اللہ سینا سے آیا ساعیر پر ٹھہرا اور فاران کے پہاڑوں سے نور پاش ہوا)

میری جان ان پر فدا ہو کر کیسے رازہائے سربستہ کو فاش کر کے رکھ دیا۔ لیکن یہ راز سوائے اس شخص کے جسے خدا کی طرف سے علم دیا گیا ہو سمجھ نہیں سکتا۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ دوسری جگہ ارشاد ہوا وَیُعَلِّمُکُمْ مَا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ اس مضمون پر دلالت کرتے ہیں جوان مردا اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْیَمَنِ (میں رحمٰن کی خوشبو یمن کی جانب سے پاتا ہوں۔ اسی عالم کی کیفیت ہے۔ مجنوں سے پوچھا گیا تو کون ہے تو اس نے کہا اَنَا لَیْلٰی۔ میرے دوست کتنی باتیں محبت و عشق کے حوالے سے میں نے

Marfat.com

لکھ دی ہیں اور ان سے زیادہ لکھی بھی نہیں جا سکتیں۔ عالم عاشقی میں آنا شرط ہے اور عشق سے آپ بیتی پوچھنا چاہیے تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ یہ کیسا عالم ہے اور اس میں کیا کیا رنگ ہیں۔

محبت ـــــ شدتِ خُلّت (دوستی) ہے۔ خُلّت کثرتِ مودّت (محبت) ہے۔

مودّت ـــــ فرطِ الفت ہے۔

الفت ـــــ صحبت موافق کی کثرت ہے۔

وقت ـــــ زبانِ حال کا تسفیہ ہے

ترقّب ـــــ انوار کا شعاع پذیر ہونا ہے۔ سالک کے دل میں۔ دل پر ایسا حال وارد ہوتا ہے کہ بے انتظار داخل ہوتا ہے اور بے قرار رہتا ہے۔

وارد ـــــ وہ ہوتا ہے کہ دل میں آئے اور قرار پا جائے۔

تحریک ـــــ دل کی حرکت کا نام ہے یہ غیبی توفیق سر کی حرکات میں سے ہے۔

خاطر ـــــ حرکت علم ہے۔ نفس و شیطان کی حرکت بھی ہو سکتی ہے۔

واقعہ ـــــ ایسے "وارد" کا نام ہے جو سکونِ نفس کے وقت داخل ہوتا ہے۔ یہ ثابت اور درست ہوتا ہے۔

قادح ـــــ قدح سے نکلا ہے۔ آنکھ کا پانی۔ یہ معنی کے اعتبار سے خاطر جیسا ہی ہے۔ لیکن اس کا تعلق غیبت سے ہے کہ نماز کو حاضر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

عارض ـــــ نفس شیطان کے القاء کا نام ہے

صحو ـــــ صفتِ بقاء میں توطن باطن کی تمکین کا نام ہے۔

ہجوم ـــــ احوال کا جمع ہونا اور انوار میں روحوں کے داخل ہونے کو کہتے ہیں۔

غلبات ـــــ روح کا عالم ملکوت کی طرف سفر اور عالم جبروت کی سیر۔

صولت ـــــ تجلّی الٰہی کا جذبہ

فنا ــــ صفات کا اضمحلال شہود میں ۔عین جمع میں سالک کے کلیات کا پہلے جانا

بقا ــــ احوال کا پختہ ہو جانا حضور میں

بقائے بقا۔ عالم لاہوت میں ثبات کو کہتے ہیں۔

سلب ــ جب سرّ سرّ میں جلوہ پذیر ہوتا ہے اور اسے اس سے اچک لیتا ہے

گویا جذبۂ الٰہی کی گرفت کا نام سلب ہے۔

دہشت ـ صدمۂ عشق ہے

سُکر ــــ استغراق حال ہے شہود میں ۔روح میں واردات کا نزول۔ وُکہ روح

کا جوش یعنی غلبۂ شوق ۔

حیرت ــــ جمال میں عشق کی محویت اور فکر میں اضطراب کا نام حیرت ہے۔ اس عالم میں

غیبی واردات کا ذوق اور لذّت حاصل ہوتی ہے۔

طوالع ــــ انوارِ توحید کی چمک ہے۔

طوارق ـ روحانی وسائل سے حقائق کے ادراک سے مراد ہے۔

طارق ــ الہامات کی خبر دینے والے ہوتے ہیں۔

کشف ــ غیبوں کا عارف کے دل پر ظاہر ہونا کشف ہے

مشاہدہ ــ سِرّ روح میں حق کے عیاں ہونے کا نام مشاہدہ ہے۔

وجد ــــ دل میں انوار کی لذت کے ادراک کو وجد کہتے ہیں۔

لوامع ــــ دل میں نور کی شعاعوں کا ظاہر ہونا

لوائح ــــ دل میں جو کچھ عالم ملکوت سے پیدا ہوتا ہے۔

تحقق ــــ معرفتوں کی شہادتوں کا مستقل ہو جانا۔

حقیقت ــــ ہر چیز کی ماہیت کو کہتے ہیں جیسے کہ وہ ہے

حقائق ــــ معارف کی سچائیاں حقائق کہلاتی ہیں۔

Marfat.com

خواص ـــ اہل معرفت۔ خواص الخواص۔ اہلِ عشق
خصوصُ الخُواص ـــ کاملانِ عشق کا نام ہے۔

رموز ـــ ہر علم کے باریک نکات کے سارے رموز کہلاتے ہیں۔

صفا ـــ غیبی مشاہدات کے تصفیہ اور غیر سے امتیاز کو صفا کہتے ہیں۔

صفاءِ صفاء۔ اپنی خودی سے علیحدگی اور ماسوا سے کلیتہً انقطاع اور اس "ذات" میں جاری و ساری رہنا۔

شاہد ـــ جو حضورِ "ذات" میں پہنچ جائے۔

مشہود ـــ جو حاضر و عیاں ہو۔

تفرقہ ـــ اصلاً اس کی صفت پریشانی ہے۔ اگر شہود کے عالم میں عین جمع کی حالت ہو اور اگر عالم شہادت میں ہو تو نقصان ہے۔

جمع ـــ جدائی کے خوف کے بغیر مراد تک رسائی کا نام ہے۔

انس ـــ سکونِ سِرّ ہے شہادت کے وقت

توحش ـــ غیر کے ساتھ بے قراری کا نام توحش ہے۔ رویت سے نظر کے جلنے اور ساقط ہونے کو کہتے ہیں۔

فنا ـــ استراحتِ روح ہے۔

تجرید ـــ غیروں سے سِرّ کا پاک ہونا تجرید ہے۔

تفرید ـــ تجرید کی مانند ہے اور یہ بھی عالم لاہوت سے تعلق رکھتی ہے۔ واردات و الہامات کو سِرّ کہتے ہیں۔ الہام اسرار کے مکاشفہ کو کہتے ہیں۔ سِرّ میں روح نعت ہے اور صفت صفت ہے۔ اس کو صفت ذاتی کا اثر بھی کہتے ہیں۔ صفت حقیقت ذات کا خاصہ ہے جیسا کہ ذات حقیقتِ صفت ہے اور علماء جسے صفت جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نہ تو عین ہے نہ غیر ہے۔ وہ سب جملہ اوصاف اور اسماء ہیں۔ نعت صفتِ

Marfat.com

مخصوص ناموں کی ہے اور اوصاف ذات کی صفتِ مخصوص کے اثر خاص کو کہتے ہیں۔ یہ تمام اوصاف و اسماء ان کے لیے اضافی اور اعتباری ہیں۔ اختلاف مقام پر بدل جائیں گے

لِاَنَّ الصِّفَةَ فِی الْحَقِیْقَةِ حَقِیْقَةُ ذَاتِہٖ وَذَاتُہٗ حَقِیْقَتُ صِفَتِہٖ وَالْاَثَرُ حَقِیْقَتُ الصِّفَةِ ھِیَ ھِیَ ھِیَ الْاَمُغَایَرَةُ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْھَا وَھٰذَا سِرٌّ لَا یَجُوْزُ کَشْفُہٗ (کیونکہ صفت حقیقت میں ذات کی حقیقت اور ذات صفت کی حقیقت ہے اور اثر صفت کی حقیقت کو کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے یہ ہے یہ ہے ان میں کسی میں مغائرت نہیں) یہ سِر ہے، اس کا انکشاف جائز نہیں۔

اے دوست یہ وہ مقام ہے کہ جہاں اسے سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ نہ جان سکتا ہے اور اسے سوائے نام اور صفت کے کوئی پہچان نہیں سکتا۔ اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ۔ ادراک کے نہ پانے کا اعتراف ہے۔ ع

معلوم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد

ہمارا کلام اشارات اور ہماری کتاب رموز ہیں۔

معارف	مقامات میں ارتقاء کو کہتے ہیں
محو	شہود میں بشریت کا مٹ جانا۔
قرب	یہ ہے کہ عارف اپنی خودی سے دور ہوجائے۔ ہر شخص کا قرب اس کے اپنے آپ سے بعد (دوری) کے مطابق ہوتا ہے۔
بُعد	اپنی خودی سے نزدیک ہونا بُعد ہے

میرے دوست۔ اپنے نفس کو ترک کر دے اور بلند ہوجا، فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی (اپنے جوتے اتار دے بے شک تو طویٰ کی مقدس وادی میں ہے) یعنی اُخْرُجْ عَنِ الدَّارَیْنِ وَاتْرُکْ کُلَّ مَا فِیْھِمَا یعنی دونوں جہان سے باہر نکل آ۔ اور ان میں جو کچھ ہے اسے ترک کر دے۔ تو وادی مقدس طویٰ میں ہے

کا مطلب یہ ہے کہ تواب فضائے توحید میں ہے اور یہ منزل اتحاد ہے۔ صدق سِرّ ہے۔

تکوین — ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیلی کا نام تکوین ہے۔ تمکین استقامت سِرّ ہے۔

اہتزعاج — مطلوب کی تلاش میں بے قراری کا نام ہے۔

غیم — نفس و طبیعت کے حجابات ہیں۔

طمانیت — نفس کے سکون و استراحت کو کہتے ہیں۔ ہویت۔ وجودِ ذات

مراقبہ — اللہ تعالیٰ کے انعامات کے انتظار کا نام ہے

مرابط — ربط قلب ہے

تصفیق — نشاطِ روح مشاہدہ کے بعد

شفقت — محبوب کے محبت کو پکارنا

ہیجان — عالم قرب کی طرف دل کا میلان

ہاتف — الہام کا فرشتہ

سماع — حق کا سفیر و قائد۔ عاشق و معشوق میں وصل کی زنجیر ہلاتا ہے۔ اور دوست کو دوست تک پہنچاتا ہے۔

کرامت — قدرتِ حق سے متصف ہونے کی صلاحیت

تصوّف — تقدیس سِرّ ہے

فقر — ترک ماسوی اللہ

غنا — فقر کا تکمیلی مرحلہ ہے

توحید — فنا کی فنا ہے اور بقا کی بقا کا نام ہے۔

خواجہ بایزید فرماتے ہیں کئی سال فنا کی فضاؤں میں پرواز کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہستی میں فنا ہو گیا۔ پھر توحید تک پہنچا جبکہ اپنے آپ سے اور ہر دو جہان سے نیست ہو چکا تھا۔ پھر یہ مقام

Marfat.com

گیا اور یہ بھی سلوک کی ابتدا تھی۔

یہ جو کہا گیا ہے اَلزُّهْدُ بُخْلٌ وَالوَرْعُ كُفْرٌ (زہد بخل ہے اور ورع کفر ہے) اس کی حقیقت یہ ہے کہ زاہد کی نظر زہد پر ہوتی ہے اسے کچھ سمجھتا ہے اور تصوف میں وہ شخص جس کے نزدیک سوائے محبوب کے کوئی اور چیز لائق توجہ ہو اسے بخیل کہتے ہیں۔ متورع (اہل ورع) اپنے ورع پر نظر رکھتا ہے اور سلوک میں غیر پر نظر کفر ہے۔ مگر ذکر جلی یہ نہیں کہ خلوت خانہ کو بازار بنالیں لیکن ابتدا میں کوشش کرنا پڑتی ہے۔

حقیقت ذکر یہ ہے کہ زبان سے دل تک پہنچے۔ دل اور زبان موافق ہو جائیں، تاکہ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ کا مورد نہ بنیں۔ پھر دل سے عقل تک پہنچیں اور عقل سے روح پھر سرّ روح اور سرّ روح سے سرّ سرّ یہاں سے غیب غیب تک۔ اور پھر وہاں سے کمال تک رسائی حاصل کریں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ذاکر و ذکر محو ہو جاتے ہیں۔ نہ مذکور ہوتا ہے نہ غیر۔ لاالہ الااللہ یہاں درست ہوتا ہے۔

العلم حجاب الاکبر۔ علم حجاب اکبر ہے۔ یعنی سالک ابتدا میں علم میں مشغول ہوتا ہے اسے چاہیے ضروری علم کے حاصل کرنے کے بعد جلد عمل میں لگ جائے اور علم ترک کر دے۔ علم سے فکر میں داخل ہو۔ یہاں تک کہ فکر اسے اپنی ذات سے بھی بے نیاز کر دے۔ یہاں تک کہ جن باتوں کو اس کے فرائض میں شامل کیا گیا ہے۔ ان کا وجوب بھی اس سے ساقط ہو جائے یعنی اس کے اعمال بطور واجبات نہ ہوں بلکہ رضا کارانہ ہوں۔ ورنہ علم و عمل کے حجاب ہی میں رہے گا۔ کیونکہ علم بمنزلہ وضو ہے اور عمل مشابہ غسل ہے۔ پس اگر کوئی شخص ساری عمر وضو اور غسل ہی میں بسر کر دے اور نماز ادا نہ کرے تو وہ سخت تاریکی کے حجاب میں رہے گا جس سے سوائے خسارے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اسی لیے فرمایا۔ لَا يَصِلُ السَّالِكُ بِالْمَقْصُوْدِ اِلَّا بِتَرْكِ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ (سالک مقصود تک ترک علم و عمل ہی سے پہنچتا ہے) ترک عمل سے مراد نوافل کا ترک ہے۔ فرائض کا نہیں۔ فکر میں مشغول نوافل کی مشغولی سے بہتر ہے جب

Marfat.com

فکر اس انتہا کو پہنچ جائے کہ انسان مجذوب بن جائے تو فرائض ساقط ہو تے ہیں۔ یہاں آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مقام حاصل تھا یا نہیں کیونکہ فرائض وغیرہ تو ان سے ساقط نہیں ہوئے۔ اللہ کی قسم ان کو یہ مقام حاصل تھا بلکہ اس سے کہیں زیادہ اور اتنا زیادہ کہ کسی انسان کا تصوّر بھی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ مقام دعوت و ہدایت پر فائز تھے۔ اس لیے ان تمام احوالِ کمال وتوحید و اتحاد کے باوجود فرائض وغیرہ کا سقوط آپ سے صدور پذیر نہ ہوا اور یہ خود کمال کمل ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت ابوبکرؓ کی حکایت مشہور ہے کہ صوم وصلوٰۃ کی کثرت نہ کرتے تھے۔ اوّل شب سے آخر شب تک سر زانو میں ڈال کر مشغول بہ فکر رہتے۔ صبح کے وقت سر اٹھاتے اور طویل ٹھنڈی آہ بھرتے۔ جلے کباب کی بُو ان کے جگر سے آتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا مَا فَاقَ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی اَحَدٍ مِنْکُمْ بِکَثْرَۃِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوۃِ وَلٰکِنْ بِشَیْئٍ وُقِرَ فِیْ صَدْرِہٖ (ابوبکرؓ نے تم میں سے کسی ایک پر صوم وصلوٰۃ کی کثرت سے فوقیت حاصل نہیں کی بلکہ ایک ایسی چیز سے وہ فوقیت حاصل کر گئے جس کی زیادتی ان کے سینے میں کی گئی) بیشتر اصحاب رشد و ہدایت و دعوت کا یہی مقام ہے۔ اللہ ہمیں بھی اپنے حبیبؐ کے صدقے وہ مقام عطا فرمائے۔

صحبت مع اللہ شہود سِرّ ہے۔ حضرت ذوالنّون مصریؒ فرماتے ہیں مَنْ لَمْ یَذُقْ مَرَارَۃَ الْفِکْرِ لَمْ یَجِدْ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ۔ جس نے فکر کی کڑواہٹ نہ چکھی اس نے حلاوت ایمان حاصل نہ کی۔ یعنی جو فکر کے سمندر میں غوطہ زن نہ ہوا حقیقتِ معرفت کے موتی نہ پا سکا۔ اور فرمایا کُنْ فِی الصَّلٰوۃِ بِلَا صَلٰوۃٍ وَّفِی الصَّوْمِ بِلَا صَوْمٍ یعنی صوم وصلوٰۃ میں یوں مشغول ہو کر ان کی تمہیں کوئی خبر نہ ہو۔ اَنْ تَعْبُدُ رَبَّکَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ دل میں پکا کر لیں۔

برادر عزیز۔ آپ کے جو سوال مجھے یاد تھے ان کا جواب میں نے لکھ دیا ہے۔ اگر آپ

Marfat.com

ان کو سمجھ گئے تو یہ اللہ کا بڑا فضل و کرم ہے

وگرنہ باطنی صفائی میں حد درجہ کوشش کرنا چاہیے۔ مجاہدہ و ریاضت کے راستے سے ہی سعی و کوشش کرنا چاہیے۔ شاید اسی سے اس کے کرم کا نقاب اٹھ جائے اور باطنی محبوب زیارت کرا دے۔

اے دوست۔ اس تمام کام کا انتہائی مطلوب و مقصود عشق ہے کیونکہ عاشق کا فنا ہونا بواسطہ عشق ہے اور اتحاد معشوق بھی عشق ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ آپ پر فرض ہے کہ جان مال۔ فرزند۔ اہل و عیال سب ہار دیں اور کل ماسوائے اللہ سے کنارہ گیر ہو جائیں۔ عاشقی کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیں۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا (اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ لِاَنَّ الْعِشْقَ بِالْحَقِیْقَۃِ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَتِیْن۔ (کیونکہ عشق حقیقت میں اللہ کی مضبوط رسی ہے) جس کا ایک سرا عاشق کے ہاتھ میں اور دوسرا معشوق کے ہاتھ میں اور بحر اس راستے کے منزل مقصود تک پہنچنا محال ہے۔

میرے دوست۔ رسائی و نارسائی سے آنکھیں بند کر کے وصال کا انتظار چھوڑ دو فراق اور جدائی بھی دل سے نکال دو۔ بلکہ نہایت عجز و انکساری کی زبان میں کہو ؎

خواہی بفراق کش خواہی بوصال
من فارغم از ہر دو دم عاشقِ تو بس

"چاہے فراق سے مار دو یا وصال سے میں ہر دو سے فارغ ہوں مجھے تیرا عشق کافی ہے"
سب اس کے بن جاؤ اس کے لیے زندہ رہو پھر دیکھو وہ کیا کرتا ہے اور کیا چاہتا ہے۔

؎ خواہ بکش خواہ بزن خواہ بدار
یک رویہ شد است مرمرا با تو کار

قلم یہاں پہنچا اور آگے لکھنے سے انکار کر دیا جو کچھ لکھا انشاء اللہ رضائے الٰہی کا حاصل ہو گا۔

Marfat.com

فوائد اضافی: میرے بھائی آپ کو معلوم ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ حقیقی اعتبار سے واحد ہے یہ احدیت ذاتی اور صفاتی ہے۔ اس سے بلا واسطہ واحد کا ظہور ہوا اور وہ عقل اول ہے کیونکہ واحد سے سوائے واحد کے صادر ہونا محال ہے۔ اس سے کثرت اعتبارات و اضافات کے لحاظ سے حاصل ہوئیں۔ وگرنہ حقیقت میں عقل و عاقل و معقول سب "واحد" ہیں اور یہ سِتر ہے۔ ان اعتبارات ثلاثہ کی بنا پر عقل اوّل سے تین چیزوں کا صدور ہوا۔ عقل۔ نفس۔ فلک۔ عقل اول کے علاوہ نو عقول اور ہیں۔ نو نفس ہیں اور نو افلاک۔ ان میں سے ہر فلک میں عقل موثرہ و مدبّرہ ہے۔ جیسے فرمایا۔ وَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا۔ سب افلاک سے اونچا نواں فلک ہے اور وہ عرش ہے۔ فلک قمر کے نیچے عناصر اربعہ کے کُرّات ہیں زمین اور کرۂ ہوا کے درمیان حیوانات۔ نباتات۔ معدنیات کے مراکز ہیں۔ ہر چیز اللہ ہی سے شروع ہوئی اور اسی کی طرف لوٹ جائے گی۔ اور وہ تبارک تعالیٰ۔ سب کی اصل ہے اور ضروری ہے کہ ہر شے اپنے اصل کی طرف رجوع کرے

تمثیلی انداز میں وہ خط کے نقطے کی مانند ہے اور اعداد کے لیے بطور واحد ہے عقل اول جوہر۔ واحد۔ مجرد ہے۔ فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلُ هُوَ نُوْرُ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَمَا اَخْبَرَ عَنْهُ بِقَوْلِهٖ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ (پہلے جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ عقل ہے اور وہ ہمارے نبی محمدؐ کا نور ہے جیسے آپ نے خبر دی بمطابق ارشاد نبوی سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا)

سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ يَا اَخِيْ جِبْرَئِيْلَ عُمْرُكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَدْرِيْ وَلٰكِنْ خَلَقَ اللّٰهُ كَوْكَبًا نُوْرًا شَعْشَعًا يَطْلُعُ فِيْ كُلِّ ثَلٰثَ مِائَةِ اَلْفِ وَسِتَّةٍ وَسِتِّيْنَ مِائَةَ اَلْفِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَاِنِّيْ رَأَيْتُهَا قَدْ طَلَعَ ثَلٰثَ مِائَةِ اَلْفِ وَسِتِّيْنَ مِائَةَ اَلْفِ مَرَّةً۔ فَقَالَ رَسُوْلُ

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انا ھذا الکوکب الذی رایت فھذا ھو العقل والمراد من الخلق ھنا ظھورہ ای اول ما اظھر اللہ نوری۔ ولھذا العقل اسماء واوصاف اعتباریۃ انہ مدرک ویکون بہ الادراک العقل۔ وباعتبار انہ مدرک حیّ وبہ الحیوٰۃ روح وباعتبار انہ ظاھر مظھر لغیرہ نور وباعتبار انہ نقاش العلوم قلم وباعتبار انہ فیہ کل شیئ کان ویکون لوح وعلیٰ ھذا۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا۔ اے بھائی جبرئیل میری عمر کتنی ہے۔ جبرئیل نے عرض کیا یارسول مجھے معلوم نہیں۔ مگر اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ تارہ پیدا فرمایا جو تین لاکھ چھیاسٹھ ہزار سال کے بعد ایک بار چمکتا تھا اور میں نے اس تارے کو تین لاکھ ساٹھ ہزار بار طلوع ہوتے دیکھا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میں وہی تارا ہوں جسے تو نے دیکھا۔ یہی عقل ہے۔ خلق سے مراد اس کا ظہور ہے یعنی حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اول جس چیز کا ظہور ہوا وہ میرا نور ہے کیونکہ عقل اسماء اور صفات اعتباری کا نمونہ ہے۔ لہٰذا ایک اعتباری پہلو سے وہ مدرک ہے۔ اور اس طرح ادراک سے عقل ہوئی اور دوسرے اعتبار سے مدرک حیّ ہے اس سے حیات روحی قرار پائی۔ اور اس اعتبار سے کہ ظاہر ہے غیر کی مظہر ہے اور وہ نور ہے اور پھر اس اعتبار سے کہ وہ "نقاش العلوم" ہے اسے قلم کہا گیا اور مزید اس اعتبار سے کہ اس میں ہر وہ چیز جو ہو چکی اور ہونے والی ہے موجود ہے لہٰذا لوح سے تعبیر کیا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس)

فوائد اضافی: جان لیں کہ دنیا اتنی خوشی نہیں دیتی جتنا غم۔ اس کی خوشی نیند میں خواب کی مانند اور غم پورے بیدار دن کی طرح ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی کبد (ہم نے انسان کو محنت میں پیدا کیا) فمن فرح فرح ومن رضی بالقضاء نجا (جس نے زندگی خوش گذاری و عیش کوشی کی فرصت میں

Marfat.com

رہا اور جو تقدیر پر راضی ہا غم سے محفوظ رہا۔

فوائد اضافی : وجود یا اصل ہے یا عکس ہے اور یا عکس کا عکس ہے۔ عالم عروج میں اوپر کی طرف جاتا ہے اور اصل تک پہنچتا ہے جس کا عکس نہیں اور وہ ذات الذات ہے اور نزول کے وقت عکس تک پہنچتا ہے جس کا اصل نہیں اور وہ عرض ذات ہے۔ ان کے درمیان اصل ہیں جو اس کے نیچے ہیں اور عکس ہیں جو ان کے اوپر ہیں اور وہ ذات حقیقتیں اور عرض ہیں۔

فوائد اضافی : دنیا آخرت کی کھیتی ہے جس نے یہاں ''علم الیقین'' حاصل کیا۔ اسے آخرت میں عین الیقین نصیب ہوگا اور جسے یہاں ہی ''عین الیقین'' مل گیا آخرت میں ''حق الیقین'' اسے نصیب ہوگا۔ جسے حق یقین حاصل ہوا اسے ''جمع'' کی سرفرازی ملی اور پھر اس کے بعد جمع الجمع سے بہرہ ور ہوا۔ اور جو یہاں اندھا رہا۔ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور یہ گمراہ ترین راستہ ہے۔

فوائد اضافی : اے بھائی! اگر فراغت کے طلبگار ہو تو مشغولیت کے حوالے سے مر جاؤ اور اگر حق کے طالب ہو تو نفس کے حوالے سے موت قبول کر لو۔ جیسا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اور یہ کسی آدمی کے لیے سوائے شیخ کامل کی صحبت کے ممکن نہیں۔ ایسا شیخ کامل جو ظاہری اعتبار سے عالم ناسوت سے تعلق رکھتا ہو اور باطنی طور پر عالم لاہوت کا رہنے والا ہو۔ اور لازم ہے کہ شیخ سے طریقت سیکھے کیونکہ سالک کے لیے کسب سعادت سے مراد وصال حق ہی ہے۔ اور ہمیں حضرت باری تعالیٰ سے حکم بھی یہ ارشاد ہوا ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو۔ فرمایا۔ وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ اس شخص کے راستے کی پیروی کرو جس نے میری طرف رجوع کیا۔''

فوائد اضافی : طہارت کی بنیاد کم کھانے پینے پر اور ترک خواہشات و آرزو

یہ ہے ۔علم وعمل ہر دو سے نظر اٹھا لینا۔ اور جن اشیاء کی فوری طور پر یا کچھ عرصہ بعد ضرورت آنے والی ہو ان سے بھی اجتناب کر لینا۔ طہارت ہے اور اصل کی اصل ترک ما سوی اللہ ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ (کہو اللہ اور پھر سب کچھ چھوڑ دو) مجاہدات اور دائمی ریاضتوں میں بھی اثر ہے ۔ان سے ایسی لذت حاصل ہوتی ہے۔ جو اپنی شان میں جوہر ہوتی ہے اور مادہ سے مجرد بھی ۔مستقل طور پر پورے فاعل کی حیثیت رکھتی ہے ۔کبھی اس کا سلسلہ ٹوٹتا نہیں اور نہ بند ہوتا ہے۔

فوائد اضافی: جوان مردا ۔خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں ۔یا محمد وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (جہاں سے نکلو تو اپنا رخ انور مسجد حرام کی طرف پھیر لو) اور پھر محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی امت کو ارشاد فرماتے ہیں اور جہاں کہیں تم ہو تو اپنے چہروں کو اسی جانب پھیر لیا کرو)

میرے دوست تمہیں معلوم ہے یہ کیا فرمایا گیا۔ یعنی اے محمدؐ تمام کے تمام میری جانب رخ پھیر لو ۔کیونکہ مسجد حرام درحقیقت وہ آپ ہے ۔کیونکہ مسجد حرام وہ ہوتی ہے کہ وہاں بجز خدا کے کوئی اور نہ ہو۔ غیر اللہ کا وجود وہاں حرام ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توجہ حقیقی حاصل ہو گئی امت کو ان کی جانب توجہ کا ارشاد فرمایا۔ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ اَیْ شَطْرَ محمد علیہ السلام ۔یعنی چونکہ ان کا قبلہ حقیقت میں حق تعالیٰ ہو گیا ۔اس لیے امت کے لیے واجب ہے کہ ان کو اپنا قبلہ بنا لیں۔

جوان مردا ۔یہ خود ظاہر ہے ۔مگر معنوی اعتبار سے محمدؐ قبلہ حق کہے گئے ہیں اور حق قبلہ محمد پھر اتحاد صفت میں ہر دو قبلہ ایک ہوئے ۔دوئی معدوم ہو گئی ۔ایک ہونا اصل میں تھا تو مجبوراً ظاہر ہوا جو اس کے پیچھے تھا اس کا قبلہ بن گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مریدان صادق کا قبلہ بجز پیر کوئی نہیں ہوتا۔ ان کی سجدہ گاہ دل پیر ہے ۔اگرچہ بظاہر سجدہ قبلہ کی طرف ہی ہوتا ہے ۔یہاں ایک عظیم نکتہ ہے۔ بیت

Marfat.com

عشق آمد رخاصہ کرد رخاصہ

من رخصت کشیدم از میانہ

"عشق آیا اور خاص سے خاص کر دیا۔ میں نے رخصت حاصل کی درمیان سے معدوم ہو گیا۔"

اینجا منی و توئی بنا شد

در مذہب ما دوئی بنا شد

چوں من تو رم ایں دو رنگی چیست

چوں ہر دو یکیست داوری چیست

"یہاں میں اور تو مقام نہیں۔ ہمارے مذہب میں دوئی نہیں۔ جب میں تو ہوں یہ دوئی کیا ہے۔ جب دونوں ایک ہیں تو یہ انصاف کیسا)

افسوس یہ نکات کس سے بیان کیے جائیں کیونکہ نہ تو ہر مرید یہاں تک راہ پاتا ہے۔ اور نہ یہ راستہ ہر مرید کی رسائی میں ہے۔ ہر گدا اس راہ کا مسافر نہیں بن سکتا۔ اس راہ میں سینکڑوں نشیب و فراز ہیں۔ لاکھوں سالکوں میں کوئی ایک آدھ تیز راہ رو ہی منزل مقصود تک پہنچنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

Marfat.com

پنتالیسواں صحیفہ

اے دوست! سالک راہِ خدا پر چلنے والے کو کہتے ہیں۔ یعنی مسافر حضرت خداوندی یہ مسافر دو درجے کے ہوتے ہیں۔ مسافر بہشت اور مسافر حق اور مسافر حق بھی دو حالتوں پر ہوتے ہیں۔ مسافر حق اور مسافر حقیقت اور پھر مسافر ذات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ مسافر توحید۔ مسافر احدیت۔ مسافر وحدت۔ مسافر اتحاد ان طریقت کے مسافرین کے درمیان فرق اتنا ہے جتناکہ عرش و تحت الثریٰ میں۔ کئی ہزار مقامات و درجات ان میں موجود ہے کہ سوائے ان حضرات کے جو ان مقامات کو جانتے اور ان سے گزرے ہیں۔ کوئی نہیں جان سکتا۔ یہ سفر قوموں کے چلنے اور عوام کے دیکھنے سے تعلق نہیں رکھتا۔

عزیز من۔ بلاشبہ ہر مسافر اپنا گھر۔ شہر۔ مقصد مقصود رکھتا ہے تاکہ وہاں سے اپنی منزل مقصود کی طرف جائے۔ پس اگر کوئی شخص دہلی سے بغداد جانا چاہتا ہے پہلے جب تک اپنے گھر سے باہر نہ آئے گا اور شہر یا گاؤں سے نہیں نکلے گا اور اپنے راستے پر اللہ کے توکل سے چلے گا نہیں اور منازل و مراحل کو طے نہیں کرے گا ہرگز بغداد نہ پہنچ سکے گا اور نہ اپنا مقصد حاصل کر سکے گا۔

تو جان لیجئے میرے بھائی۔ یہی صورت سالک کی ہے۔ اس کا گھر اس کی "نیت"

ہے اور "انانیت" جان و مال و اولاد فرزند و عیال ہے۔ جو ان کا پابند ہے اور یہ اس کا شہر دنیا ہے۔ اس لیے اس پر واجب ہے۔ اس شہر اور گھر کو سب سے پہلے خیر باد کہہ دے۔ اور دونوں سے قدم باہر نکال لے۔ اور آخرت کی طرف رخ کرے۔ فراغت و سکونِ دل سے اس سفر کی منازل اور مراحل کو طے کرے اور امید ہوگی کہ چونکہ وہ اس مقصد کے حصول میں طلب صادق اور منفق رکھتا ہے۔ بلاشبہ اپنے مطلوب و مقصود تک رسائی حاصل کر لے گا۔ اسی لیے قرآن کریم اختلاف مقامات کی ترتیب ان حضرات کی جزا کا تعین کرتا ہے۔ مثلاً

اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ وَاِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ۔ وَاِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ۔ وَاِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

عزیز من۔ مومن اور متقی کے درمیان ہزار مقام ہیں۔ متقی و متصدق کے درمیان ستر ہزار مقام۔ متصدق اور مصلح کے درمیان ستر ہزار۔ اور مصلح و محسن کے درمیان ستر ہزار مقام ہیں۔ ان میں سے ہر مقام اور دوسرے مقام کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں اور ہر حجاب میں ہزاروں ملک اور ہر ملک میں ہزاروں ملکوت اور ہر ملکوت میں ایک نور ہے اور ہر نور علم و صفی ہے۔ جب تک سالک ان مقامات میں ہے۔ ابھی سالک ہے کامل نہیں بنا۔ ان کے بعد مقام احسان ہے اور یہ مقامات کی انتہا ہے۔ اس کے دو حجاب ہیں۔ دونوں بہت عظمت و جلال والے۔

۱۔ الوہیت

۲۔ کبریا

وہاں سے آگے مقام توحید ہے۔ پھر منزل وحدت اور بعد ازاں محل اتحاد۔ بیت

Marfat.com

اینجا چو رسی تو خود بدانی
کانجاست نشانِ بے نشانے

"یہاں پہنچو گے تو معلوم ہوگا کہ یہاں بے نشان کا نشاں ہے۔"

اللہ ہمیں اپنے وسیع لطف وکرم سے وہ مقام عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی محمدؐ و آلہ

چوالیسواں مکتوب

سلامٌ قولاً من ربِّ الرحیم۔ بھائی اور دوست حاجی سیف الدین پر۔ اللہ آپ کا تقویٰ ہمیشہ قائم رکھے اور اپنی رضا کے راستے پر چلائے رکھے۔

شعر أحبابنا في قلبنا مأوا يكم
لكن عيني تشتهي رؤياكم

"میرے دوستو میرے دل میں آپ کا ٹھکانہ ہے لیکن میری آنکھ تمہارے دیدار کی بھوکی ہے"

بیت ترا اے دوست گرچہ در دل ست جائے
ولیکن چشم من خواہد نصیبے

محبّ حقیر صدر حقیر کا سلام جو ریا و نفاق سے محفوظ ہے، پورے اشتیاق سے آپ تک پہنچے ؎

حدیث شوق در تحریر نیاید
بیان آرزو مند بتقریر

"محبت کی باتیں تحریر میں اور آرزو مندی کا بیان تقریر میں نہیں سما سکتا۔"

اللہ کریم کے کرم اور حضرت خواجہ لجپال ذکرہ اللہ بالخیر کے نفوس نفیس کی برکتوں سے

بخیر و صلاح ہیں۔ اللہ کریم کا احسان ہے ؎

بقا بادرش چوں خضر پیامبر
مقامش ہر زماں از عرش برتر

"خدا تعالیٰ حضرت خضر کی مانند اسے بقائے حیات دے اور ان کا مقام ہر لحظہ عرش سے بڑھ کر ہے)

ایک مدت دراز کے بعد مکاتبہ لطیف شرف صدور لایا جس میں محبت کی کثرت کا اظہار تھا۔ اس کے مطالعہ سے مجھے دلی راحت پہنچی اور تمام تر فرحت نے رُخ دکھایا آپ جیسے پاک اعتقاد عزیز سے اس قسم کی محبت کا اظہار حیرت انگیز نہیں۔ کستوری سے خوشبوؤں کا بھڑکنا اور چاند سے روشنی کا ظہور حیرت ناک نہیں ہوتا۔

اسی طریقے سے مسلسل اور متواتر محبت کے راستہ پر چلتے رہیں اور اس طریقے کو ہرگز ترک نہ کریں۔ اللہ توفیق دینے والے ہیں۔

اے عزیز! اللہ آپ کے دل کو روشن کرے۔ جان لیجئے کہ یہ راستہ پُرخطر ہے۔ اور عجیب مصیبتیں اس کے اونچے نیچے راستے سے گزرتی ہیں۔ ہر دشمن تاک میں ہیں ہیں موت کے مگرمچھ منہ کھولے ہوئے کھڑے ہیں۔ کوئی انتظار کر رہے ہیں۔ کوئی تاک میں بیٹھے ہیں خبردار آپ کس خیال میں ہیں اور کون سا حساب شمار کر رہے ہیں۔ آپ کے اعمالنامے والا کون ہے اور حاصل اعمالنامہ کیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ جب اِقْرَأْ كِتَابَكَ (اپنا اعمالنامہ پڑھو) كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا" (تیری ذات کے لیے آج کے دن یہ حساب کرنے والا کافی ہے) کی ندا آئے گی کیا حالت ہوگی اور تیرا معاملہ کیسے بھگتے گا۔ اس وقت رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ (اے رب مجھے واپس لوٹا دے۔ شاید میں اپنے ترکے میں اعمال صالح چھوڑ سکوں) کی خواہش کا اظہار سود مند ثابت نہ ہوگا۔ ؏

کارے نکو نکردم عمرے بہا درفت

"کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ عمر ضائع ہوگئی۔"

بیت

غافل منشیں تو اندریں راہ
پُر خار چہیست بر گذرگاہ
تو آمد پائے و راہ باریک
تو دیدہ ضعیف و چاہ تاریک
مشغول مشو بخود پرستی
ہشدار کہ تا درو نیفتی

"اس راستے سے تو غافل نہ بیٹھ کیونکہ گزرگاہ پر کانٹوں سے بھرا ہوا کنواں ہے تو پیدل ہے اور راستہ باریک تیری بینائی کمزور اور کنواں تاریک ہے زخود پرستی میں مشغول نہ ہوتا کہ اس اندھے کنویں میں گر نہ پڑے۔"

جواں مردا۔ کام کا وقت ہے زادِ راہ تیار کرلے۔ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (زادِ راہ تیار کرو۔ پس بہترین زادِ راہ تقوی ہے)

جب آپ کو فرصت ہے تو سرمایہ جمع کرو۔ مَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا جو اپنے رب کے دیدار کا امیدوار ہے اسے عمل صالح کا سرمایہ جمع کرنا چاہیے۔

اے دوست۔ مال و مرتبہ۔ فرزند۔ اہل وعیال کی محبت شدید ہوتی ہے اور جبلی بھی یعنی فطرتِ انسانی میں موجود ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ الیٰ آخر آیہ۔ پھر یہی جبلت میں ڈالی گئی حالت کی برائی اور رسوائی یوں بیان کرتے ہیں ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (یہ حیات دنیا کا سرمایہ ہے) وَالدُّنْیَا مَبْغُوْضَۃُ اللّٰہِ لَمْ یَنْظُرْ مُنْذُ خَلَقَھَا اور دنیا اللہ کی نفرت کدہ ہے۔ جب سے اسے پیدا کیا ہے اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس سے

Marfat.com

بہتر فضیلت والی اور زیادہ پائدار کے حاصل کرنے کا شوق دلاتا ہے وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (اور اللہ کے ہاں خوبصورت ٹھکانہ ہے) الغیاث! یہ کیسی مصیبت ہے۔

سہ

میرا ردم گرسنہ دلی آردم طعام
پس گویدم مخور کہ بدیں یابی آں مقام

(مجھے بھوکا رکھتا ہے اور کھانا لا کر سامنے رکھ کر کہتا ہے کہ اسے نہ کھا تا کہ اس سے تجھے وہ مقام حاصل ہوگا)

کھانا، سونا، زن و فرزند کا پالنا کوئی کام نہیں۔ وہ جسم جیسے ایک لمحے میں ضائع ہو جاتا ہے اس کی پرورش سے کیا فائدہ؟ اور جس کی موت کے بعد ایک لحظہ کی رفاقت آپ کے ساتھ ممکن نہیں اس کی دیکھ بھال اتنی توجہ کس کام کی؟ اجنبی کے ساتھ دوستی و آشنائی سے کیا مطلب؟ عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس پر غلبہ پاتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرتا ہے ؏

چیزے بکن کہ با تو بگو راندرون ردد
(ایسا کام کرو جو تمہارے ساتھ قبر کے اندر جائے)

آپ فرماتے ہیں کہ میں کیا کروں؟ اور کس طرح کروں؟ میرے اہل و عیال اور کنبہ خاندان والے ہیں ان کا خوراک غذا کا اہتمام کیے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ ان کا نان و نفقہ فرض ہے جواں مردا یہ تمام باتیں شرک خفی کی علامتیں ہیں اور اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ (بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے) آپ کے ساتھ وعدہ ہو چکا ہے کہ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ (ہم تمہیں اور انہیں رزق عطا کرتے ہیں) اگر آپ سچے مومن ہیں۔ اس وعدہ پر کہ خدائی وعدہ ہے اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ پر پکے یقین سے کاربند ہوں اپنی اور اپنے لوگوں کی وابستگی سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرلیں۔ اقربا و اعزا کی محبت کے مہرے کو خاک میں ملا دیں۔ اب ارباب سلوک آپ سے ادھر ادھر کی تاویلیں نہیں سنیں

Marfat.com

گے۔ انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (مسلح وغیر مسلح گھر سے نکل پڑو۔ اپنے مال وجان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو)

افسوس! جن اعضا کو آپ نے خونِ جگر دے کر پالا آپ کے عمل پر گواہی دیں گے۔

شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان کے کان آنکھیں اور چمڑا ان کے اعمال پر گواہ ہوں گے)

وہ زن وفرزند اور عزیز جن کو آپ نے آنکھوں کا پانی دے کر بڑا کیا ہے۔ آپ سے راہِ فرار اختیار کریں گے۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ (اس دن آدمی اپنے بھائی، ماں، باپ اور بیوی بچوں سے بھاگ جائے گا)

آج آپ کا معاملہ ان کے لیے رکا ہوا ہے اور اپنے دین کو ان کی خاطر برباد کر رہے ہیں اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا (لوگ سو رہے ہیں۔ جب مریں گے بیدار ہوں گے)

شعر

سَوْفَ تَرَى اِذَا انْجَلَى الْغُبَارُ
اَفَرَسٌ تَحْتَكَ اَمْ حِمَارٌ

(جلد ہی بجلی چمکنے پر نہیں معلوم ہوگا کہ تمہارے نیچے گھوڑے ہیں یا گدھے)

ارشاد ہوا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (ہم نے تیرے پردے ہٹا دیئے اب تیری نظر لوہے کی مانند ہے)

بیت

چوں پردہ کشا نیدپس از مرگ زچشمت
دانی چہ کردی وچہ کردی دانی!

(موت کے بعد تیری آنکھ سے جب پردہ اٹھا تو تجھے معلوم ہوا کہ تو نے کیا کیا اور جو کیا اس کا تجھے پتہ چل گیا)

افسوس اور صد ہزار افسوس! عمر و دولت ڈھلتی چھاؤں کی مانند ہیں ان پر کیا بھروسہ اور دنیوی مال واسباب آبِ رواں کی طرح کی ہیں جن پر کیا اعتماد کیا جا سکتا ہے

Marfat.com

چھاؤں یقیناً ڈھل جائے گی۔ اور پانی ضرور گزر جائے گا۔ دوراندیش انسان وہی ہے کہ جوان کی زیادتی کو نقصان اور نفع کو زیاں سمجھتا ہے۔ کیونکہ ان کا وجود عدم محض ہے۔ ان کا سرور بالیقین غم آور ہوتا ہے۔

اے دوست! غیر سے دوستی مناسب نہیں۔ خود محبتِ اغیار سے منع فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ اِلٰی آخِرِ الْآیَۃ

عزیز من! جہاد دو قسم کے ہیں جہادِ اصغر، جہاد اکبر۔ جہاد اصغر کافروں، یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں سے کیا جاتا ہے اور یہ جہاد ہر شخص کر سکتا ہے۔ بلکہ عورت بھی اسے سرانجام دینے کی اہل ہے۔ مگر جہادِ اکبر نفس و شیطان کے ساتھ ہے اور یہ ہر آدمی کے اندازے کے مطابق نہیں اور نہ ہر مرد مردانہ طور پر اسے سرانجام دے سکتا ہے)

قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالًا
وَرِجَالًا لِقَصْعَۃٍ وَّثَرِیْدٍ

(اللہ تعالیٰ نے بعض مردوں کو لڑائی کے لیے پیدا کیا ہے اور بعض پیالوں اور بھگوئے ہوئے ٹکڑوں کو کھانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں)

اندراں حالت کہ تو د را زندہ سوزد اہل عشق
اے بسا مردِ خدا کو کمتر زہندواست

(اہل عشق تو ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ اپنے آپ کو زندہ جلا دیتے ہیں۔ بہت سارے لوگ ہندو سے بھی کمتر ہیں)

خدا کے لیے اے دوست ان گمراہ کرنے والے بھوتوں اور خود گم کردہ راہ شیطانوں سے سخت پرہیز کریں۔ کسی وقت بھی بے خوف و خطر نہ رہیں۔ فاحذروھم کے قرآنی حکم

Marfat.com

کو پیش نظر رکھیں اور عدو ہی عدم کو کبھی فراموش نہ کریں۔ دنیائے مکار غدار اور جہان ناپائیدار سے بے خبر و غافل نہ رہیں کہ ان میں سے ہر ایک تاک میں بیٹھا ہے اور دین لوٹ لینے کا ارادہ کیے ہوئے ہے۔

از کارِ جہاں تو باخبر باش
سیلاب رسید پر حذر باش
دیو یست جہاں فرشتہ منظر
صوفی صفتے کشید خنجر
نگذشت کسے دریں گزر گاہ
کایں دیو نگشت بر سر راہ
بشتاب کہ رخت ہر کسے بست
آہستہ مرو کہ کارواں رفت

(دنیا کے کام سے باخبر رہو۔ سیلاب سر پر آچکا۔ احتیاط کرو۔ دنیا فرشتہ کی شکل میں شیطان ہے۔ بظاہر صوفی دکھائی دیتی ہے مگر خنجر کھینچے ہوئے ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ اس کے راستے پر یہ بھوت نہ کھڑا ہو۔ تم بھی جلدی کرو کہ سبھی نے سامان سفر درست کر لیا۔ آہستہ نہ چلو کہ قافلہ روانہ ہو گیا)

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ (وطن کی محبت ایمان کی شرط ہے) کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے اس وطن خراب (دنیا) کی دوستی کا ارشاد فرمایا جارہا ہے۔ خدا کی قسم نہیں۔ یعنی دوست! یہ نہ تو تیرا وطن ہے اور نہ مسکن کیونکہ حقیقت کا تارا کسی اور آسمان پر چمک رہا ہے اور گوہر مخفی کسی اور دنیا میں روشن ہے خواہی نخواہی نجات وہیں ہوگی۔ اور آپ کو قرار بھی اس مرکز سے ملے گا۔ "کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اس آیت میں بہت بڑا راز ہے۔

سمجھ گیا جو سمجھ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِیْ سَبِیْلٍ (دنیا میں یوں رہو جیسے مسافر ہو یا راستے کو عبور کر رہے ہو)

میرے بھائی اس طرح کوچ کے لیے تیار اور لوٹنے کو مستعد رہو کہ بس یہ ندا اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ (اپنے رب کی جانب لوٹ) سنتے ہی بغیر تاخیر کیے اور بلا تامل مشتاقانہ وار اپنی منزل کی طرف آمادۂ پرواز ہو جاؤ۔ پروانہ وار لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے اپنی جان موت کے فرشتے کے سپرد کر دو۔

بیت

جانے کہ فلک بستم بخواہد ستدن

آں بہ کہ بدست خود بجانانش دہی

"وہ جان جو آسمان سختی سے تجھ سے چھین لے گا۔ بہتر ہے کہ خود ہی اپنے ہاتھوں محبوب کے حوالے کر دے۔"

جوان مردا۔ ایسے انسان کے پاس ملک الموت کا کیا مقام ہے اور کیا مجال کہ وہ اس کے پاس پھٹک جائے یا اسے ایسے انسان کا پتہ تک ہو جائے۔

بیت

بارِ غم تو فلک نہ سنجد ہرگز

واز جورِ تو ہیچ دل نرنجد ہرگز

از شوق تو عاشقاں چناں جاں بدہند

کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

(تیرے غم کا بوجھ آسمان نہیں تول سکتا۔ تیری سختی سے کوئی عاشق زار ناراض نہیں ہوتا۔ تیرے عشق میں چاہنے والے یوں جان قربان کرتے ہیں کہ وہاں ملک الموت کی گنجائش نہیں ہوتی)

اے عزیز۔ حقیقت یہ ہے کہ خواہ آپ کا دل میلانِ آخرت ہی رکھتا ہو لیکن بھی دنیا

Marfat.com

کی جدائی بہت مشکل کام ہے۔ چونکہ انسان کو دنیا کے مختلف معاملات سے ربط خاطر ہوتا ہے اس لیے رحلت کے وقت اسے تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام جو قرآن سے نصیحت حاصل نہیں کرتا وہ کبھی نصیحت پذیر نہیں ہوتا۔

یہ نہ خیال کریں کہ جان دینا آسان ہے۔ خدا کی قسم بہت مشکل ہے۔ جانکنی کی تکلیف بہت سخت کام ہے یہ تو اسی کے لیے آسان ہے جس کی اس طرف کشش ہے۔ ادھر کی محبت اگر کھینچتی ہے تو بلاشبہ وہ سو جانوں کے عوض بھی موت کو قبول کر لیتا ہے اور لاکھوں گھر دے کر بھی اس کی خواہش کرتا ہے۔ لیکن یہ ایسے کہاں ملتی ہے ؎

جاناں طلباں ز جاں نترسند
واز رفتنِ خانماں نترسند
خوش جاں بدہند در رہِ دوست
واز زحمت این و آں نترسند

(محبوب کے طلب گار جان کی پروا نہیں کرتے۔ گھر بار کے ترک کرنے سے نہیں گھبراتے۔ دوست کی راہ میں خوشی سے جان دے دیتے ہیں اور ادھر ادھر کی تکلیف سے نہیں ڈرتے)

فرمایا موت پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔ ہائے۔ وہ موت بھی کیا موت ہے جو ابدی زندگی اور ہمیشہ کی بقا کا پیغام لاتی ہے۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (اللہ کی راہ میں قتل ہوئے لوگوں کے بارے میں گمان بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے ہاں کھاتے پیتے ہیں) يُرْزَقُوْنَ بِكَاسِ الْمَعْرِفَتِ رَاحَ الْمُحَبَّتِ (معرفت کے پیالوں میں محبت کی شراب پیتے ہیں) فَرِحِيْنَ بِمَآ آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنَ الشُّهُوْدِ۔ (اللہ نے "شہود" کا جو حصہ نعمت فرمایا ہے اس پر خوش ہیں)

Marfat.com

بیت
زندہ کدام است بلے ہوشیار
آنکہ بمیرد بسر کوئے یار

"اے ہوشمند! زندہ کون ہے؟ وہ جو یار کی گلی میں موت سے ہمکنار ہوتا ہے"
اگر موت ایسی نصیب ہوتی تو پھر اس ناپائدار زندگی کی کون تمنا کرتا ہے

اَلْمَوْتُ اَحْلیٰ مِنْ حَیٰوۃٍ کَذٰلِکَ

بیت
بے دوست زندگانی ہر لحظہ مردن است
با دوست یکزماں کہ بود عمر جاوداں است

(دوست کے بغیر زندگی ہر لحظہ مرنے کا نام ہے۔ دوست کی صحبت میں ایک لمحہ عمر جاوید کی مانند ہے)

جواں مرد! بلا شبہ اغیار کی گردن توڑ ڈال غیر کی آنکھ میں دھول جھونک دے مردانہ وار دونوں جہان سے ہاتھ جھاڑ ڈال ہمت کے پاؤں دونوں جہان سے باہر نکال دے پھر کہہ۔

بیت
کجاست لشکر آفات و موج بحر بلا
کہ من گرسنۂ ایشاں و تشنۂ آنم

(آفات کے لشکر اور مصیبت کے سمندر کی لہریں کہاں ہیں کہ میں ان کا بھوکا اور ان کا پیاسا ہوں)
عشق سخت کام ہے۔ عاشقی مرد آزاری ہے۔

بیت
نہ ہر تردامنے را عشق زیبا ست
نشانِ عاشقاں از دور پیدا ست

(ہر ہوس کار کے لیے عشق زیب نہیں دیتا۔ عاشقوں کی نشانی دور سے نظر آجاتی ہے)
اگر آپ مرد ہیں اور آپ میں جواں مردی ہے تو آیئے بسم اللہ۔ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ۔ (ہم جلد دیکھیں گے کہ آپ سچے ہیں یا جھوٹے)

Marfat.com

بیت
اے حسن عاشق مشد ور می شوی مردانہ شو
دام ہستی برد ار د مرغ بلا را دانہ شو

(اے حسن عاشق نہ بن اور اگر بنتا ہے تو مردانہ وار بن۔ زندگی کا جال اٹھا لے اور مصیبتوں کے مرغ کے لیے دانہ بن جا)

وَإِلَّا عَلَيْكَ بِدِيْنِ الْعَجَائِزِ (ورنہ تمہارے لیے بوڑھی عورتوں کا مذہب ہے ہی)

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ دنیا و آخرت کا طلب ممکن ہے۔ یہ ان کے علم کی پہنچ ہے میرے دوست دو ضدیں اکٹھا نہیں ہوتیں۔ ایک مرد کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے اور ارشاد ہوا۔ لَوْ کَانَ فِیْہِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (اگر اس میں اللہ کے سوا دو خدا ہوتے تو برباد کر دیتے۔ بس پاک ہے اللہ رب العرش ان باتوں سے جو اس کی طرف یہ لوگ منسوب کرتے ہیں۔

ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

یک دوست پسندہ کن چو یکدل داری
گر مذہب مردمان عاقل داری

(ایک دوست کافی ہے جبکہ تیرے پاس دل بھی ایک ہے۔ یعنی عقلمند لوگوں کا دستور ہے)

ادھر سے آنے والوں سے مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ ہمارے دینی بھائی اور یقینی چاہنے والے۔ دین کے کاموں میں اور شریعت کے راستے پر درست چل رہے ہیں۔ حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اب اس ضعیف کو بھی آپ کی طرف دین کے کام میں مدد حاصل ہو گی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر لحظہ نئی سے نئی توفیق خیر عطا فرماتا رہے اور طاقت الٰہی میں اضافہ کرتا رہے۔

مگر میرے دوست آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اصحاب طریقت اور ارباب بصیرت کے ہاں ظاہر اعمال اتنے قابل اعتبار نہیں ہوتے۔ یہ تو بڑھیا عورتیں بھی جو کام سے رہ جائیں بیٹھ

بیٹھ کر کرتی رہتی ہیں۔ گروہ صوفیاء کا مقصود و مطلوب دل کو ماسوی اللہ سے خالی کرنا ہے۔ اور اس کام میں سخت مشکلات ہوتی ہیں۔ محض ہوس اور تمنا سے زلف لیلیٰ کے حلقے تک رسائی ممکن نہیں۔ وہاں تو مجنوں کی مانند عالم تجرید میں جینا پڑتا ہے۔ تفرید کے ملک میں اترنا پڑتا ہے۔ بحارِ توحید میں سکونت بنانی ہوتی ہے۔

بیت
اگر بر وصلتِ لیلیٰ برغبت خاطرے داری
چو مجنون فرد باید شد ہم از خویش و ہم از خویشاں

(اگر لیلیٰ کے وصال کی دلی خواہش رکھتے ہو تو مجنوں کی طرح اپنے آپ سے اور عزیزوں سے علیحدہ ہونا پڑے گا)

مَنْ ظَنَّ اَنَّہٗ یَصِلُ اِلٰی مَحَلٍّ عَظِیْمٍ بِغَیْرِ مُقَاسَاتِ الشَّدَائِدِ اَلْقَتْہُ اُمْنِیَّتُہٗ فِیْ لُوَادِی الْہَلَاکِ (جس نے یہ گمان کیا کہ وہ بغیر سخت محنتوں کے مقام عظیم پر پہنچ جائے گا اس نے اپنی آرزوئیں ہلاکت کے جنگل میں ڈال دیں)

محبوب کے سوا ہر چیز کو وداع کہنا پڑے گا۔ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا اور بس کی طرف پوری طرح کنارہ کش ہو، یہاں تک کہ اپنے آپ سے بھی انخلاع ضروری ہے پھر اس حکم کی اطاعت ہوگی۔ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ ارشاد ہوتا ہے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ۔ یعنی جب عما سوی اللہ کے فارغ ہو جائے اور اس کے غیر کو ترک کر چکے تو خدا کے حضور کھڑے ہو جاؤ۔ وَاِلٰی میں واؤ تفصیل کے لیے ہے۔ یعنی پھر اپنے رب کی طرف راغب ہو کیونکہ نصب و رغبت کی صلاحیت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عما سوی اللہ سے پوری کنارہ کشی نہ ہو جائے۔ اسی لیے ارشاد فرمایا

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْھُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاْوٗا اِلَی الْکَھْفِ (اور جب تم کنارہ کش ہو جاؤ ان سے اور ان کی رہ خدا کے ساتھ عبادت کرتے ہیں تو غار میں پناہ لو) اس مقام پر ہی تمہیں مومن و مسلم کہا جائے گا۔ اس مقام پر ہی تمہارا محبوب برقعہ اٹھائے گا اور

اسلام کا حسن رخ دکھائے گا۔

جوان مرد! میں آپ کے لیے آسان راہ کی نشاندہی کرتا ہوں۔ اور وہ محبت شیخ ہے۔ کیونکہ اس راستے سے انسان بلند تر مقام حاصل کرتا ہے لَا یَعْرِفُ اللّٰہَ غَیْرُ اللّٰہِ۔ (غیر اللہ اللہ کی پہچان نہیں رکھتا) جب شیخ کے ساتھ آپ کی محبت ان کے شایان شان ہو جائے گی تو بلا شبہ آپ کو اس محبت کے صدقے مقام مقصود تک رسائی ہو جائے گی۔ بفرمان اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے) مرید کے لیے کوئی عمل اس سے بہتر اور فضیلت والا نہیں۔ اللہ مجھے اور آپ کو عطا فرمائے۔

قصہ مختصر کہاں تک اس مضمون کو لکھا جائے اور بیان کیا جائے ؎

لب تو قیمت شکر بشکست
رخ تو رونق قمر بشکست
قصہا می نوشت خاقانی
قلم اینجا رسید و سر بشکست

(تیرے لبوں نے کھانڈ کی قیمت گھٹا دی تیرے چہرے نے چاند کی رونق ماند کر دی۔ خاقانی قصے لکھ رہا لیکن جب قلم یہاں پہنچا تو اس کی نوک ٹوٹ گئی)

حق تعالیٰ شانہٗ اپنے کمال کرم و احسان سے آپ کو اور ہمیں محبت و معرفت کے باغ سے خوشبو ارزانی فرمائے۔ وصلی علی محمد وآلہ اجمعین۔

Marfat.com

چھیالیسواں مکتوب

خواہرزادہ کی کتابت میں اپنے شیخ محترم کے حضور

ابیات

پیام وصل تو برمن نمی رساند کس
مراز دست فراقت نمی رہاند کس
برفت صبروقرارم نماند طاقت وہوش
فزود اندوہ و درد فراق عشق دہوحش
کجا روم چہ کنم چوں نماند حیلہ مرا
کہ سوخت آتش ہجتہ دلم چو خرمن خس
گزیدہ مارفراقت مرا بسینہ و دل
دریغ نیست حضورم مسیح خوب نفس
برم زگریہ بسیار آب دیدہ نماند
کنوں زچشم نگر خوں بآب بارم بس

(آپ کے وصل کا پیغام کوئی مجھ تک نہیں پہنچا تا۔ جدائی کے ہاتھوں سے نجات کون دلائے۔ صبروقرار، طاقت وہوش سب جا چکے۔ عشق نے اندوہ۔ درد اور وحشت بڑھادی ہے۔ کہاں جاؤں کیا کروں؟ جبکہ کوئی حیلہ کارگر نہیں ہو رہا۔ کہ آپ کی جدائی کی آگ نے دل کو

گھاس کے ڈھیر کی طرح جلا دیا ہے۔ میرے سینہ و دل پہ آپ کے فراق کے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ میرے اچھے مسیحا اب حاضری میں دریغ نہ کریں۔ گریۂ شدید سے آنکھوں کا پانی زائل ہو چکا۔ اب تو آنکھوں سے خون کے آنسو نکل رہے ہیں۔

یہ غلام جدائی کا غم زدہ اور شوقِ ملاقات کا آرزومند عرض گزار ہے کہ میرا سینہ مختلف قسم کے درد و اندوہ کا مسکن بن چکا ہے۔ دل کی بارگاہ جدائی کے فتنوں کی کمین گاہ ہو چکی ہے طاقت ور اور آباد وطن کی بستی سلطانِ فراق کے حملے نے تاخت و تاراج کر دی ہے عقل و حواس کے ملک میں اشتیاقِ دیدار کے جابر بادشاہ نے وہ تباہی مچائی ہے کہ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا کے مناظر ہر طرف نظر آ رہے ہیں اور وَجَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً کا نقشہ سامنے ہے۔ کاش کہ درد فراق کی مقدار امکان کے دائرے میں اور ہجر و شوقِ وصال کی کیفیت کسی تحریر و تقریر میں بیان نہیں کی جا سکتی۔

حدیثِ عشق باخبار در نمی گنجد

بیانِ شوق بگفتار در نمی گنجد

ان تصورات کی تو وہی شخص تصدیق کر سکتا ہے کہ جو ان حالات سے گزرا ہو۔ چونکہ عشق کے اسباب عاشق کے لیے پیغام نفی لاتے ہیں اس لیے اس کے سارے فیصلے اس انداز کا پر تو ہوتے ہیں اور نتیجے بھی مختلف نکلتے ہیں۔ اس کے ضروری مراتب اس غلام کے حال سے ظاہر ہیں جو ہر قسم کے غموں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور اس خادم کی جان ہر اس اندوہ کی آئینہ دار ہے جو ایسے لوگوں کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ اب تو وجود کالعدم ہو چکا ہے۔ بلکہ اس جسم سے ہی جو ہر اور عرض کو دلیل بنایا جا سکتا ہے لیکن یہ حقیقت مقداروں اور پیمانوں میں سما نہیں سکتی۔ نہ تقدیر و وقت کے اندازوں میں ناپی تولی جا سکتی ہے۔ اور نہ یہ حقیقت کیف و کم کی میزانوں میں سما سکتی ہے۔ اعداد اس کے شمار سے عاجز اور زبان اس کے بیان سے قاصر اور قلم کے لیے اس کا تحریر کرنا محال ہے۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ

مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ (اگر زمین کے سارے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی اور سات سمندر تو اللہ کے کلمات لکھتے رہیں مگر وہ ختم نہ ہو سکیں گے)

یہ غلام نیازمندی کا سر احتیاج کی زمین پر رکھ کر عجز و انکساری کی پیشانی بے قراری کی خاک پر دھر کر اپنے بے قرار حال اور خواہشِ دیدار کے استحکام کو اس طرح عرض کرتا ہے

بیت شرحِ شوقِ تو چہ گویم کستر برائے دیدنت
ہر زمانے از زمانِ دیگرم مشتاق تر

(تیری محبت کی شرح کیا بیان کروں کہ تیرے دیدار کے لیے ہر لحظہ دوسرے لحظے سے زیادہ اشتیاق رکھتا ہے۔)

جی ہاں۔ میں نے واپسی کے لیے نہیں بلکہ ہمراہی کے لیے پختہ ارادہ کیا تھا۔ اس ارادے کے پورا نہ ہونے کی صورت میں آپ کی قسم (اور اللہ اسے بہتر جانتا ہے) میں اپنے آپ کو زندوں میں شمار نہیں کرتا نہ مجھے اس حال پر کوئی خوشی ہے۔

بیت زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست
زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

(جو زندگی میں گزار رہا ہوں اسے زندگی نہیں کہا جا سکتا۔ زندہ وہ ہے جو دوست کے وصال سے بہرہ یاب ہے)

اس غلام کے لیے تربیت ظاہر و باطن کی خاطر وہاں قیام کیا کم تھا۔ اس زمانے کی حسرت و یاد اب تک میرے دماغ میں ہے اور موجودہ اندلشجل سے پاؤں پھیرا ہیں۔

ہر وقت آنکھیں بند کر کے تصور باندھتا ہوں کہ شاید اس زمانے کا خیال بصیرت کی آنکھ پر گزرے تاکہ اس زمانے کے مناظر خواب کی مانند ہی نظر آ جائیں۔ مگر افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس۔

Marfat.com

اشوی المنام لعل عینی ان تری
منکم خیالا طارفاطیب الکری
ونسوٗنی ذکر المنازل والحمیٰ
لابد للمشتاق ان یتذکری
قدکنت اضحک لؤلؤا بوصالکم
فالبین ابکانی عقیقا احمرا

(میں نیند کی خواہش کرتا ہوں کہ شاید میری ارنگھ کے عالم میں آپ کا خیال دیکھ لے۔ مجھے مقامات و سیرگاہوں کے ذکر سے مسرت ہوتی ہے جو ایک عاشق کے لیے ضروری ہے۔ میں آپ کے عالم میں جی بھر ہنستا تھا اب جدائی سرخ آنسوؤں کے بہانے کا پیغام سنا رہی ہے)

ہائے افسوس میرے مخدوم زادہ! اب میں گھر آ گیا ہوں تو زلف محبوب کی طرح حال درہم برہم ہے دیکھیا اقبال تھا اور آہ اب یہ کس ادبار سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ کاش میرا گھوڑا لنگڑا ہو جاتا اور اور میرے پاؤں پر پتھر پڑتے۔ کہتے ہیں کہ موسم بہار ہے لیکن میری آنکھوں میں تو پھول بھی کانٹے ہیں اور ان کانٹوں سے پھول کی آنکھوں میں کانٹے اُگے ہیں ؎

بہارے گل رنگ توام چہ کار آید
مرا یک آمدنت بہ کہ صد بہار آید

(بہار تیرے گلرنگ کے بغیر میرے کس کام کی۔ میرے لیے سینکڑوں بہاروں سے ایک تیرا آنا بہتر تھا)

اے مخدوم زادہ اب دل کس باغ کی طلب میں ہے؟ اور وہ دل کہاں جو چمن زار کی رغبت رکھے۔

آں دل نماند کش سر بستان و باغ بود
گوئی ہمیشہ سوختۂ درد و داغ بود

Marfat.com

(اب دل وہ نہیں رہا کہ جیسے چمن و باغ کی آرزو تھی۔ اب تو گویا درد و داغ کا جلا ہوا پیکر ہے)

ایک مدت گزر گئی کہ آپ نے پرانی شفقت اور ہمیشہ کی مہربانی کے طور پر اس غلام کو خیریت و سلام کی دو سطروں سے یاد نہیں فرمایا۔ کچھ احوال کی پوچھ گچھ اس خدمت گار سے نہیں کی۔ آپ کے اشفاقِ کریمانہ اور اخلاقِ عظیم کا یہ معمول پہلے نہ تھا۔ بادشاہوں کا دستور ہے کہ اپنے خانہ زادوں پر عنایت فرماتے رہتے ہیں جس طرح سلیمان علیہ السلام نے ہُدہُد پر نوازش کی اگرچہ ہُدہُد پرندوں میں حقیر ترین ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس بے چارہ پرچم دور افتادہ پر گاہے گاہے چند الفاظ سے جو صحیفۂ دل کے ترجمان ہوں نوازش فرماتے رہا کریں ؎

اے ہم نفساں کہ پیشِ یار آید
آں شکر چہ راتی گذارید
گر یاد نیاورم خداوند
آخر کم از انکہ یاد آرید

(اے ہم نفسو! جو کہ بارگاہِ محبوب میں اپنے کا شرف رکھتے ہو۔ یہ شکر کیوں ادا نہیں کرتے ہو۔ اگر محبوب آقا مجھے یاد نہیں کرتے تو کم از کم تم ہی یاد کر لیا کرو)

یہ مسکین ہر وقت خلوت و جلوت میں اپنے مخدوم کے اوصافِ حمیدہ کے ذکر اور مناقب کی توصیف میں رطب اللسان رہتا ہے۔

وَاللّٰہِ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غَرَبَتْ
اِلَّا وَذِکْرُکَ مَقْرُوْنٌ بِاَنْفَاسِیْ

(خدا کی قسم سورج کے طلوع ہونے سے غروب تک تیرا ہی ذکر میری رگِ جان کے قریب ہے)

تمام دن انتظار میں رہتا ہوں کہ کوئی وہاں سے تشریف لائے گا۔ اور تمام رات تاک میں لگا رہتا ہوں کہ وہاں کی ہوا کا جھونکا ہی نصیب ہو جائے۔ یہ دونوں آنکھیں اس

Marfat.com

کے قدموں میں بچھاؤں جو سفر میں محبوب کی خبر لائے۔ قصہ مختصر یہ جدائی کی داستان زلفِ محبوب کی مانند درازتر ہوتی چلی جارہی ہے۔

اپنے دل کے حال کی تصدیق کے لیے آپ ہی کے سچے دل کو بطور گواہ پیش کرتا ہوں۔ آپ اپنے دل سے پوچھ سکتے ہیں کیونکہ اَلْقَلْبُ مَعَ الْقَلْبِ مُتَشَاهِدٌ

اب بصد ادب التماس کرتا ہوں کہ جیسا کہ آپ نے دوران حاضری منظور فرمایا تھا اور وعدہ کیا تھا اور وعدہ قرض کی مانند ہوتا ہے کہ اس خاکسار کا حال گاہے بگاہے حضورِ عالی خدمت شیخ میں یاد فرماتے رہیں گے اور مدد کی درخواست کرتے رہیں گے۔ اور یہ شعر اس غلام کی خاطر حضرت مخدوم کی خدمت میں پڑھتے رہیں گے۔

انت الحیاۃ وانت السمع والبصر

فکیف احیانی ومالی عنک مصبطر

(تو ہی میری زندگی میری سماعت اور بینائی ہے۔ تو کیسے تو نے مجھے زندہ رکھا ہے اور میرے لیے کوئی راہِ گریز بھی نہیں)

اور عرض کریں کہ بارگاہِ مخدوم سے ایک روز کے لیے بھی دور ہونا میرے بس میں نہیں۔ جب بھی قدم بوسی کا شوق غالب آتا ہے تو مولانا زین الدین یا خواجہ یوسف، یا بھائی بشیر کے پاس بیٹھتا ہوں اور حضرت شیخ کا ذکر کرکے اور سن کر دل کو ڈھارس دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر اس دردمند کے لیے یہ کافی نہیں اور میری بیماری کے لیے یہ شفا نہیں۔

(جب مجھے صاف معطّر شراب کی پیاس ہوتی ہے تو مجھے معمولی شراب سے بہلایا جاتا ہے۔ بھلا کہاں معمولی شراب اور کہاں شرابِ ناب۔ بلکہ میرا قلب بیمار بیمارتر ہو جاتا ہے)

بیت

بر یاد بست نقش نگیں می بوسم

آنم چوں بدست نیست ایں می بوسم

Marfat.com

(تیرے ہونٹوں کی یاد میں نگینہ پر کندہ نقشوں کو بوسہ دیتا ہوں چونکہ وہ میسر نہیں اس لیے ان کو چومتا ہوں)

اپنے سر مبارک کا صدقہ حضرت والا کے واپس آتے ہی مجھے ان کے بارے میں اطلاع دیں۔ کیونکہ مولانا ناگوری کو بڑی کوشش کی ہے کہ میرے لیے گھوڑے خچر کا اہتمام کریں۔ وہ خدا کے بندے یہ کام نہیں کر پائے۔ اب مجبوراً میں اس بات کا ارادہ کر چکا ہوں کہ حضرت شیخ سلام فریدالحق والدین کے روضۂ مطہرہ کی زیارت کے بہانے اجودھن کی طرف جاؤں اور وہاں سے غلّہ برداروں کے ساتھ حضرت مخدوم کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ امید ہے یہ امر ممکن ہوگا۔ لیکن اگر حضرت مخدوم کے تشریف لے آنے کی بات پایۂ تحقیق کو پہنچ جائے۔ تو میں دوسری جانب خیال نہ کروں۔ اس بارے میں مہربانی کرنے میں تاخیر نہ فرمائیں۔ ان سترہ سالوں میں کبھی بھی دس روز سے زیادہ اگر حضرت والا سے جدا ہوا ہوں تو اس قسم کے حالات درپیش نہیں ہوئے۔

حال دل من از من بے چارہ مپرس
بخت بدمن بیں کہ چہ ساں دور افگند

(مجھ بے چارہ دل کا حال نہ پوچھو میری بدنصیبی دیکھو کہ کس طرح اس نے دور پھینک دیا ہے)

حق تعالیٰ وصال کی رحمت اور اتّصال کی دولت سے عنقریب جیسا کہ میری مرضی ہے۔ بہترین طریقے آسان اور فراہم کر دیں گے پھر اپنا حال عرض کروں گا۔

فریاد از دست ہجر افتاد مرا
بشکست چو شہباز پرو بال مرا
روزے کہ رسم بخدمتت عرضہ کنم
در ہجر چگونہ بود احوال مرا

(ان سے فریاد ہے کہ جدائی کے ہاتھوں مار کھا گیا ہوں۔ شہباز کی طرح میرے پر و بال توڑ دیئے گئے ہیں۔ جس دن محبوب کی خدمت میں پہنچوں گا تو عرض کروں گا کہ جدائی میں میرا حال کیا بنا ہے)
اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہان کی نعمتوں سے نوازے۔

Marfat.com

سنتالیسواں صحیفہ

امابعد ۔ آپ کو میرے بھائی معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے سے جلیل و عظیم ہیں اور ہر اس مقام سے برتر ہیں جہاں انسان کی کوشش کی رسائی ہے ۔ اور اگر رسائی ہو جائے تو اجسام فنا ہو جائیں کیونکہ جب وہ جلوہ بار ہوتا ہے تو بشریت پاش پاش ہو کر رہ جاتی ہے ۔ یعنی فنا اور انتفاء (نفی ہونا) اوصافِ بشری ضروری ہو جاتے ہیں ۔ جب فنا حاصل ہو جاتی ہے تو اوصاف مضمحل ہو جاتے ہیں اور فرائض ساقط ۔ اس طرح ہے کہ جیسے وہ نہ مومن ہے نہ کافر ۔ کیونکہ یہ دونوں اوصافِ بشریت ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بقا عطا کر دی ہے ۔ فناء کرنے کے بعد ۔ یہ مقام ہے جہاں سے وہ فنا سے بقاء اور مدہوشی سے ہوش کی جانب لوٹتے ہیں ۔ مثلاً اصحابِ دعوت جو خدا کے بندوں کو اس کی جانب بلاتے ہیں ۔ انبیاء و اولیاء کی طرح تو ان کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ شریعت اور احکام دین کو قائم کریں اور کفر و اسلام کا فرق واضح کریں ۔ اگرچہ وہ حقیقت میں اپنے مقام پر فائز ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے فرائض کے سلسلے میں انہیں چند اوصاف کے لیے پابند کر دیا ہے تا کہ خلقِ خدا کی ہدایت کا سلسلہ جاری رہے ۔ جس طرح قرآن کریم میں ارشاد ہوا یَهْدِی بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۔

"ہدایت دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس شخص کو جو اس کی رضا کی پیروی کرتا ہے سلامتی کے راستوں پر اور اسے اندھیروں سے نکال کر نور کی دنیا میں لے آتا ہے۔"

جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان تین قیدوں کے بارے میں بتلایا۔

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ (تمہاری دنیا کی تین چیزوں کو میرے لیے پسندیدہ بنایا گیا) باوجود اس کے کہ حضور ختمی مرتبتؐ مقاماتِ عالیہ کی چوٹی پر ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان بیان فرمائی لَقَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ (تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین آئے) اور اس نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے بھی یہی خبر دی۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے) اور نور حقیقت میں ایک ہے۔

شعر

اَنَا مَنْ اَھْوٰی اَنَا

نَحْنُ رُوْحَانِ حَلَلْنَا بَدَنَا

وَاِذَا اَبْصَرْتَنِیْ اَبْصَرْتَہٗ

وَاِذَا اَبْصَرْتَہٗ اَبْصَرْتَنَا

قال علیہ السلام مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی اللّٰہ فہم من فہم

جواں مردا۔ کمال توحید کے سوا ممکن نہیں اور توحید کا کوئی ثانی نہیں۔ نہ ہی غیر کو اس میں دخل حاصل ہے۔ جب تک کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ تجلی نہ کرے۔ کمالِ توحید حاصل نہیں ہو سکتا۔ توحید کے کئی راستے ہیں اور ان میں سے ایک راستہ فناء میں فناء کا ہے۔ پھر فناء سے فناء کا ہے اور یہ پورے کا پورا اپنے آپ سے فارغ ہونے کا طریقہ ہے۔ یعنی عاشق عشق میں گم ہو جائے۔ پھر عشق کو گم کر دے پھر معشوق کو بھی یعنی سب کچھ معشوق ہی ہو جائے کوئی اور نہ رہے۔

عزیز من۔ در حقیقت یہ وجود اس کا "فعل" ہے اور "فعل اس کی "نعت"

ہے اور نعت اس کی صفت ہے اور صفت اس کی ذات یہاں " دوئی " حرام ہے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ اگر دریا میں جوش آئے تو اسے بخارات کہتے ہیں۔ جب ہوا میں آجائے اور سرد علاقے میں پہنچ کر بھاری ہو جائے تو اسے بادل کہتے ہیں اور جب حل ہو کر زمین پر گرنے لگ جائے تو بارش۔ جب زمین پر بہنے لگے تو ندی اور جب پھر دریا میں شامل ہو جائے تو دریا۔ ظاہری طور پر اس کو حالت کی تبدیلی یا " استحالہ " کہیں گے۔ اور پھر کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ثابت ہے۔ ان حالتوں کا اعتبار نہیں۔ اسی مقام پر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ کا کیا مفہوم ہے۔ (یہ میری صفت ہے اور صفت مجھ سے جدا نہیں) لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہ لَا مَوْجُوْدَ سِوَی اللّٰہ۔ ان تمام فرمودات کا مطلب کیا ہے۔

بایزید نے مؤذن کو کہتے سنا " اللّٰہ اکبر "۔ تو کہا " میں بڑا ہوں " ایک دوسرے مقام پر محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے۔ آدَمُ وَمَنْ دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ اس پر بایزید نے کہا لِوَائِیْ اَعْظَمُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ

حیراں مردا۔ یہ عجیب مقامات ہیں اور عجیب باتیں ہیں۔ پھر بھی یہ مقامات سلوک ہیں اگرچہ انتہائی مقام ہیں۔

ابتدا میں اس فقیر کا حال یہ تھا کہ گم ہو جانے کی کیفیت کا غلبہ تھا۔ ایک مقام تو ایسا آیا کہ دو باتیں مربوط و مسلسل کہنا ناممکن ہو گیا۔ ایک سطر تک نہیں لکھ سکتا تھا مقام حیرت میں پھنسا ہوا تھا۔ اب قلم پکڑ لیتا ہوں اور ہزاروں قسم کی باتیں لکھ لیتا ہوں اور نہیں جانتا وہ حال بہتر تھا یا موجودہ۔ میں مکر و استدراج سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

آپ کو معلوم ہو کہ پیر کی رات ۱۴ ماہ شوال نماز عشاء سے پہلے یہ خط تحریر کیا گیا ایک بے کنارا سمندر میں پڑا رہا اور بات لمبی ہوتی چلی گئی کیونکہ

Marfat.com

قصۂ عشق چوں سرِ زلفش
ہرچہ گویم ازاں دراز تراست

"(عشق کی کہانی محبوب کی زلف کی طرح جتنی بھی لمبی کہی جائے اس سے زیادہ لمبی ہوتی ہے)

مگر میرے دوست اب وقت کم ہے اور میرے پاس اس کے علاوہ بھی کام ہیں۔

میں نے اس تحریر پر اکتفا کیا ہے۔

میرے عزیز۔ یہ سطور بہت مشکل اور شبہ میں ڈالنے والی ہیں۔ کَلَامُنَا اِشَارَاتٌ وَرُمُوْزٌ (ہمارا کلام اشارے اور رمزیں ہے) وہ عقل وفہم جو قدرت نے آپ کو عطا کی ہے، اس کے سہارے اس راستے پر آپ نہیں چل سکتے۔ اس میں جو مشکلات پیش آئیں روحانی مشغولیت سے انہیں حل کرنے کی کوشش کریں۔ اور جو باقی رہ جائیں مجھے دوبارہ لکھیں تاکہ میں ذرا کھل کر لکھ سکوں۔

Marfat.com

اڑتالیسواں صحیفہ

مزاج پرسی و تیمار داری کے شکریے میں جو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ
نے مکتوب نگاری فرمائی۔
اَللّٰہُ اَلْمَحْمُوْدُ بِکُلِّ لِسَانٍ (اللہ ہر زبان کا تعریف کردہ ہے)

بیت -
اگر برمن سلامِ آں بہارم
رساند صبحدم بادِ صبائے
شدم زندہ اگرچہ مردہ باشم
زہر عضوے بخیزد مرحبائے

(اگر بادِ صبا صبح کے وقت اس بہار (محبوب) کا سلام پہنچائے۔ میں اگر مردہ بھی ہوں تو زندہ ہو جاؤں گا اور جسم کے ہر عضو سے مرحبا کی صدا اٹھے گی۔)

کل جب میرے بخت نے مدد کی اور صحت کا سورج وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ (جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ شفا دیتا ہے) کے مطلع سے طلوع ہوا اور شفا کا چاند وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ (قرآن سے ہم نے شفا و رحمت اتاری) کے آسمان پر نکلا، تو میں لطف و عنایت کے پیام خوشی دینے والے سے سرفراز ہوا یعنی نماز جمعہ کے بعد دو تین حضرات مخدوم و محترم حضرت شیخ کی جانب سے میری عیادت (تیمار داری) کے لیے تشریف لائے (اللہ تعالیٰ ان کی قوت میں اضافہ فرمائے) ان کے پاؤں کی خاک

Marfat.com

اہل بصیرت کی آنکھوں کا سرمہ اور ارباب بصارت کی آنکھوں کا نور ہے۔

سبحان اللہ! کیسا کرم فرمایا اور اس بے چارہ پر بڑی شفقت فرمائی ؎

روزیکہ بگذرم بضمیر منیر او

آں روز قدر من زسر عرش بگذرد

پرسش از و توقع اہل طمع بود

مارا ہمیں بس است کہ ادیاد آورد

(جس دن میں ان کے روشن دل میں آجاؤں وہ دن میری زندگی میں ایسا ہوگا کہ میری قدر عرش کی چوٹی سے اونچی ہو جائے گی۔ ان کی طرف سے پوچھنا اہلِ طمع کی توقع ہے ہمارے تو اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہمیں یاد کرلیں)

مگر وہ چونکہ اتباعِ رسالتمآب میں وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم کا معمول رکھتے ہیں۔

یہ ان کا شعار ہے محض ظاہری خول نہیں۔ اصل ہے فرع نہیں۔

بیت۔ لطف را تو بوئے زمشک نور از خورشید

رسمیست قدیم و عادتے معہود است

(تیری مہربانی کی خوشبو کستوری سے اور روشنی سورج سے ایک پرانی اور معمول کی عادت ہے)

حضرت شیخ (باقی رکھے اللہ تعالیٰ ان کو) ایک ایسا سورج ہیں جو کہ شفقت، مہربانی، کرم کے آسمان پر روشنی دے رہا ہے۔ ان کی ذات فرشتہ صفات ہے۔ ان کی اداؤں میں حضرت عیسیٰ کی شان، حضرت موسیٰ کا مقام اور حضرت خلیل اللہ کا مرتبہ اور حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی سیرت پائی جاتی ہے جنھوں نے اپنے آپ کو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی (اپنے آپ کو خدائی عادات کا عادی بناؤ) کے مطابق ڈھال لیا ہے۔ ان کی سیرت میں یہ عجیب نہیں کہ اپنے نیازمندوں پر کرم فرمائیں ؎

Marfat.com

چہ عجب ز آفتاب عالمتاب
کہ کند مہر بر ہما و غراب

(کیا عجب ہے کہ وہ جہان کو روشن کرنے والا سورج ہما اور کوّے دونوں پر نظرِ کرم فرمائے)

میں مسکین و بے چارہ کیا شے ہوں اور کیا مقدور رکھتا ہوں کہ اس بارے میں حرفِ معذرت لکھ سکوں یا حضرت والا کی تعریف میں ایک حرف کہہ سکوں۔

مجھے تو صحت و تندرستی کی امید اسی وقت ہو گئی جب حضرتِ والا کے فرستادگان نے برکت والے قدم میرے غریب خانے میں رکھے۔

بیت
ہر جانب کہ او الحمد خواند
اجل از کارروائی باز ماند

(جس جانب وہ الحمد پڑھتے ہیں۔ موت اپنی کارروائی روک لیتی ہے)

حق تعالیٰ اس آفتابِ ہدایت و قطبِ آسمان عنایت کو اس عاجز و بے کس پر زمین و آسمان کی بقا تک سلامت و قائم و دائم رکھے۔ بحرمت من قال لولاک لما خلقت الافلاک

تمام مخدوم زادے مولانا امام ہمام زین الدین تمام یارانِ طریقت اور خادمانِ حضرت (اللہ ان کو سلامت رکھے اور خیر کے ساتھ زندہ رکھے) کے لیے قدم بوسی مخصوص ہے

چہ دعا گویمت اے سایہ میمون ہما
سایۂ دولتِ تو بر سر ما دیر بپائے

(اے ہما کے برکت والے سائے میں تیرے لیے کون سی دعا کروں۔ تیرا سایہ ہم پر ہمیشہ قائم رہے)

طویل عمر مع صحت و تندرستی عطا ہو بحرمت النبی و آلہ الامجاد

فوائدِ اضافی ۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا)

Marfat.com

اے دوست! آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے اِذَا رُوِیَ عَنِّیْ حَدِیْثٌ فَاعْرِضُوْهُ بِالْقُرْآنِ فَاِنْ وَافَقَهٗ فَاقْبَلُوْهُ وَاِلَّا فَرُدُّوْهُ (جب مجھ سے کوئی حدیث روایت کی جائے تو اسے قرآن کے سامنے پیش کرو اگر اس کے موافق ہو تو قبول کر لو وگرنہ لوٹا دو)

میری جان اُنؐ پر فدا ہو۔ نزولِ قرآن ان کے قلبِ اطہر پر ان کی زبان میں ہوا۔ پھر ان کی حدیث قرآن کے مخالف کیسے ہوگی۔ اس حدیث کے مطابق قرآن سے سنو۔ اللہ جل ذکرہ فرماتا ہے نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۔ کاش اللہ کی قسم اگر اس آیت کی تفسیر بیان کروں تو مجھے پتھر مارے جائیں لیکن جو صاحبِ فہم ہے وہ سمجھتا ہے۔

انچاسواں صحیفہ

خداوند جلّ وعلا کے نام کی برکت سے شروع کرتا ہوں۔ رَبِّ اَرِنِی الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ اے پروردگار مجھے حق اپنی حقیقی صورت میں دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما۔

دینی بھائی ...... (اللہ آپ کے تقویٰ میں استقامت عطا فرمائے اور اپنی رضا کے لیے تیار رکھے) چند دن سے میرے دل میں آ رہا ہے کہ اکثر علماء فضلاء عقل و عشق کے بارے میں لکھ چکے ہیں اور بیان کر چکے ہیں۔ مگر ان کی تحریر و تقریر میں تضاد واقع ہوا ہے۔ یعنی ان کے ہاں یہ خیال ہے کہ جہاں عشق خیمے گاڑتا ہے۔ عقل رخت سفر باندھ لیتی ہے۔ ان کی کتابوں میں اور ان کے اشعار میں اسی موضوع پر کافی مواد موجود ہے۔ ہم اس مواد پر کیا وقت صرف کریں۔

مگر اس فقیر کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقل و عشق میں جڑواں بھائی کا تعلق قائم ہے۔ ہاں ہاں یہ دونوں ایک ہی سیپی کے موتی ہیں بلکہ دو لفظوں میں ایک معنی کی مانند ہیں اور دو پیالوں میں ایک شراب کی طرح ہیں نہیں بلکہ مادہ اور صورت یا ذات اور صفت کی مثل ہیں۔ نہ اس کو اس کے بغیر استحکام ہے اور نہ اس کو اس کے بغیر ہمیشگی۔ نہ عقل عشق کے بغیر اور نہ عشق عقل کے

Marfat.com

بغیر تصور کیا جا سکتا ہے ؎

اے عقلِ کل اے عقلِ کل تو ہر چہ گفتی صادقی

حاکم توئی جانم توئی من گفتگو کمتر کنم

جواں مردا عشق معرفت کا نتیجہ ہے اور معرفت عقل کا نتیجہ ہے اور عقل سے اشیاء کا ادراک کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو مادہ لواحقات اور متعلقات سے مجرّد ہے۔ ذاتی طور پر اور نہ اعراض سے متحرک ہوتی ہے۔ بلکہ صرف شوق سے حرکت میں آتی ہے جس کی بنیاد محض سمجھ اور روحانی تحریک ہے۔

درست! عقل کا کمال عشق کے سوا ناممکن ہے۔ جب تک وہ عاشق نہ ہو کامل نہیں ہوتی۔ یہیں سے آپ کو یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (وہ انہیں پسند کرتا ہے اور وہ اسے پسند کرتے ہیں) کا راز معلوم ہوگا ؎

عشق آمد عقل خانہ آراست

زیرا کہ بعشق عقل شد راست

عقل است چو ذات وصفِ او عشق

بے وصف نہ ذات را قوامے برجاست

"عشق آیا اور عقل نے گھر کی آرائش کی کیونکہ عشق سے عقل درست ہوئی۔ عقل ذات اور اس کا وصف عشق ہے۔ بغیر وصف کے ذات کے لیے استحکام نہیں۔"

افسوس کہ کسی بے عقل کی صفت یہ نہیں ہوئی۔ کبھی بھی حق تعالیٰ نے دیوانہ کو اس صفت سے نہیں نوازا۔ نہ ہی دیوانہ کبھی معرفت پر مامور ہوا ہے کیونکہ بنیادی سبب ہی یہ ہے کہ عقل نہیں رکھتا اور جب کوئی شخص کسی کے جمالِ ذات کو کاملاً جانتا ہو اور حسن وجمال کی صفات کو پہچانتا ہو تو ضرور اس کی محبت اختیار کرتا ہے۔ کیونکہ ہر صاحب وصف شئے محبوب ہے اور ہر محبوب شئے مطلوب بھی ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ

Marfat.com

لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (بے شک اس میں نشانیاں ہیں سمجھنے والی قوم کے لیے)
اہل شریعت کے ہاں محبت یا دیکھنے سے ہوتی ہے کیونکہ آنکھ کی قوت برحق ہے اور نظر کی صلاحیت کامل ہے یا سننے سے وَالْاُذُنُ تَعْشَقُ قَبْلَ الْعَیْنِ اور کان آنکھوں سے پہلے عشق اختیار کرتے ہیں۔ مگر اہل طریقت کے ہاں محض دل کی نظر سے بھی ہو سکتی ہے۔ مشائخ اس کیفیت کو "بصیرت" کہتے ہیں۔ یہ صفت عقل کی ہے اور عقل تمام مخلوقات سے پہلے پیدا کی گئی جس طرح حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ وَاِنَّہٗ نُوْرٌ مَحْضٌ ظَھَرَ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَھُوَ نَبِیُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا قَالَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اَیْ رُوْحِیْ (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا اور بلاشبہ وہ نور محض ہے جو اللہ کے نور سے ظاہر ہوا اور اللہ کا نور ہمارے نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں جیسے کہ آپ کا ارشاد ہے۔ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور یعنی میری روح پیدا فرمائی) اور اسی لیے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ تَتَشَامُ کَمَا تَتَشَامُ الْخَیْلُ فَمَا تَعَارَفَ مِنْھَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْھَا اخْتَلَفَ (روحیں ایک جمع شدہ لشکر کی مانند سونگھ کر ایک دوسرے کو پہچان لیتی ہیں جیسے گھوڑے۔ جو ان میں سے ایک دوسرے سے متعارف ہو گئیں تو وہ مانوس ہو گئیں اور جو دور رہیں مختلف ہو گئیں)

سبحٰن اللہ کیا اسرار ہیں جو ارشاد میں مذکور ہوئے۔

البتہ جو تضاد عقل اور عشق کے بارے میں پرانے حضرات نے بیان فرمایا ہے۔ تو اس سے مراد عقلِ معاش اور تدبیر دنیا تلاش ہوگی۔ اور وہ بلاشبہ اس طرح ہی ہے مطلقاً اس سعادت سے محروم ہے بلکہ اسے اس دولتِ بے پایاں سے کیا نسبت ؎

مقلّد را دریں رہ جائگہ نیست
رہ پاکاں سر اندازان شیدا ست

(لکیر کے فقیر کو اس راستے میں کوئی دخل نہیں۔ پاک رگوں کا راستہ تو سر دینے والے عاشقوں کا ہے)

Marfat.com

افسوس صد افسوس! انسانی عقل کی بقاء حیات در استحکام و ثبات سوائے عشق کے نہیں بلکہ عشق ہی میں ہے اور اس کے بغیر زندگی زندگی نہیں ہے ع

ما زندہ بعشقیم دگر خلق بجانست

(ہم عشق سے زندہ ہیں دوسری مخلوق جان سے زندہ ہے)

ہاں ہاں حق تعالیٰ اس عقل انسانی کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ (ہم نے اپنی امانت آسمانوں، زمین، پہاڑوں کو پیش کی انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اجتناب کیا، انسان نے اسے اٹھالیا۔ بلاشبہ وہ ظالم بھی ہے ان جان بھی ہے)

ظاہری تاویل والے لوگ اس امانت سے مراد تعلیقاتِ شرعیہ لیتے ہیں۔ یہ ٹھیک بھی ہے۔ کیونکہ ان فرائضِ شرعیہ کا ذمہ دار صاحبِ عقل ہی ہوتا ہے۔ گویا ذمہ دار ٹھہرانے کا موجب یہی عقل ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ امانت کی پیشکش قبول کرنے کا سبب انسان کی صفاتِ "ظلومی و جہولی" ہے۔ ورنہ جب آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے یہ امانت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا تو یہ کیوں مان گیا۔ یہ ان لوگوں کا مبلغ علم ہے۔ ان کے پاس علم نہیں۔ ظن و گمان کے بندے ہیں۔

جواں مردانہ تحقیق یہ ہے کہ انسان تین قوتوں کا مرکب ہے

۱۔ قوت سبعی

۲۔ قوت حیوانی

۳۔ قوت ملکی

انسان قبول امانت سے قبل یعنی قوت حصول عقلی سے پہلے سوائے ظلوم و جہول کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ ظلوم قوت سبعیت (درندگی) اور جہول قوتِ حیوانیت کی وجہ سے۔ ہاں ہاں جب اُسے

Marfat.com

نعمتِ عقل سے نوازا گیا تھا تروہ ورندہ وچوپایہ تھا جب اسے آگاہی کی امانت اور یہ نہ ختم ہونے والا خزانہ ندائے حکیم وکریم کی جانب سے عطا ہوا تو انسان ہو گیا۔ بلاشبہ معرفت حاصل کی اور مجبوراً عاشق ہوا کیونکہ معشوق حسن وکمال اور لطافت وجمال کی انتہا پر تھا کس طرح عاشق نہ ہوتا بے اختیار ہو کر اختیار کا طالب ہوا۔ جب طلب غالب ہوئی تو اسی غلبہ میں صاحب کشف ہو گیا۔ کشف میں مشاہدہ کا فیضان اور مشاہدہ ہی کے عالم وجود سے عدم ہو گیا اور اس عدم میں وجود پا گیا۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں جس نے اللہ کو پہچان لیا، اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا اور جو گرفتار ہو گیا اسے طلب کرنے لگ گیا۔

میرے دوست جس کو تو جانتا نہیں، پہچانتا نہیں اس سے دوستی ودشمنی کیا کرے گا۔ ہاں جب معروف محبوب حسن وکرم رکھتا ہے۔ بلاشبہ محبت تقاضا کرتی ہے اور اگر معروف برا اور بخیل ہے تو مخالفت ضرور ہوتی ہے۔ کاش! اگر کوئی ذات حسن وجمال اور لطف وکمال بھی رکھتی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ کرم واحسان اور تربیت ونوازش بھی فرمائی ہو۔ تو ایسی ذات میں کیا کمی رہ جاتی ہے کہ انسان اس سے محبت نہ کرے۔ حسن واحسان ہر دو کامل ہیں اور عام وخاص اس سے اپنا نصیب پا رہے ہیں۔ بلاشبہ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا (دل اس کی محبت پر مجبور ہے جو اس سے احسان کرے)

اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور سب چاہنے والوں کو محبت کی دولت عطا فرمائے)

واستغفر اللہ العظیم۔ وصلی اللہ علیہ خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین

Marfat.com

برادرِ عزیز الرحیدِ معدنِ الجود، خیر الدین اللہ تعالیٰ کی رضا میں زندگی، درازیٔ آسائش و آرام میں گزاریں۔

مجھے معلوم ہے کہ ایک بات جو میں نے آپ کے گوش گزار کی تھی کہ اِنَّہٗ مَعَ کُلِّ شَیْئٍ لَا بِالْمُقَارَنَۃِ (بے شک وہ ہر چیز کے ساتھ ہے اور یہ ساتھ مقارنت کا نہیں) یہ بات آپ کے دل میں اشکال پیدا کر رہی ہے۔ میرے بھائی اللہ آپ کی عمر دراز کرے اور تقویٰ کی صلاحیت عطا فرمائے یہ جان لیجئے کہ جب تک آپ نسبت و اضافت کی دنیا میں ہیں اس معاملہ کے رموز سے آگاہی حاصل نہ کر سکیں گے۔ میں کچھ روز آپ کے سمجھانے میں لگاؤں گا۔ خدا کے لیے اپنے آپ کو ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا (انسان پر زمانے کا ایسا وقت بھی آیا جبکہ وہ کوئی قابلِ ذکر شے نہ تھا) کے بے کنار اسمندر میں کچھ عرصہ کے لیے غرق کریں تاکہ تیری انا نفاذ میں جذب ہو جائے۔ پھر عروسِ وحدت جلوہ نما ہو۔ اور حقیقت کا محبوب نقاب اٹھائے بلاشبہ اس مقام پر تمام نسبتیں۔ اضافتیں۔ عبارتیں۔ اشارے مضمحل ہو جاتے ہیں۔ وہ معیت نصیب ہوتی ہے مقارنت نہیں۔ پھر معلوم ہوتا ہے فی الحقیقت وجود صرف اسی کا وجود ہے

Marfat.com

میرے دوست اس کا "ساتھ" ہر چیز کے ساتھ ذاتی ہوتا تنزہ کی صورت میں ہے۔ جس میں تجرّد اور تفرّد دونوں شامل ہیں۔ یہ معیت کی صورت میں تجزیہ و تبعّض کی ذیل میں نہیں آتی۔ نہ اسے اتحاد و حلول تصوّر کرنا چاہیئے۔ بالکل ایسے ہی جیسے روح کو کچھ اوصاف اس وجود کے دیئے گئے ہیں وہ جسم میں ہر صورت سے ذات کی طرح موجود ہے صفات سے نہیں۔ اسی لیے حضورؐ نے فرمایا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ اگرچہ روح کا تعلق عالم امر سے ہے عالم حقیقت وحدت سے نہیں۔ معرفتِ روح سے معرفتِ ربّ حاصل ہوتی ہے اے بھائی! یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچی ہوئی ہے کہ "عرض" کا وجود "جوہر" کے بغیر ناممکن ہے اور اس لحاظ سے کہ سب کا قیام "اُسی" سے ہے جو کہ قائم بذات ہے۔ تو وہ ان سب "اعراض" کا جوہر ہے۔ چنانچہ "حجتہ الاسلام" نے اس بارے میں بیان فرمایا کہ اس لحاظ سے خداوند تعالیٰ کو جوہر کہا جا سکتا ہے۔

تین قسم کے عالم ہیں جن کے بارے میں میں آپ کو باخبر کرتا ہوں۔

۱۔ عالمِ ربوبیت

۲۔ عالمِ الوہیت

۳۔ عالمِ وحدت

جو کہ حقیقتِ ذات ہے۔ جب تک ان دو جہانوں سے گزریں گے نہیں اور ان دو دریاؤں کو عبور نہ کریں گے تو اس عالم یعنی عالمِ وحدت کے بارے میں کچھ نہ جان پائیں گے۔ خدا آپ کی مدد کرے تو سمجھ لیجئے کہ عالمِ ربوبیت عالمِ ملک یعنی شہادت، عالمِ الوہیت عالمِ ملکوت یعنی غیب، اور عالمِ وحدت حقیقتِ ذات ہے۔ پس عالمِ ربوبیت فعل، عالمِ الوہیت امر یعنی صفت، اور عالمِ وحدت "ہویت" کی حقیقت یعنی ذاتِ مجرد جل و علا ہے۔ جب حقیقت پر نظر ڈالیں گے تو آپ دیکھیں گے حقیقتِ ربوبیت اور الوہیت ذات وحدت ہے۔ اس لیے تینوں دراصل ایک ہیں اور غیریت کا وجود ناپید ہے۔ کیونکہ تینوں کا بال آخر

Marfat.com

مرجع وہی ہے۔ کُلُّ شَیْئٍ مِنْہُ مَبْدَأُہٗ وَاِلَیْہِ یَعُوْدُ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ (ہر چیز کی ابتدا اُسی سے ہے اُسی کی طرف لوٹ جانا ہے اور ہر امر کا رجوع اسی کی جانب ہے) ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

تو باہمہ در جمال و چشم ہمہ کور
تو باہمہ در حدیث و گوشش ہمہ کر

(تو ہمہ تن حسن و جمال لیکن سب کی آنکھیں نابینا ہیں تو سب سے کلام کر رہا ہے لیکن سب بہرے ہیں)

اے عزیز۔ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ (آج کے دن بادشاہ کون ہے) کی آواز ہر ساعت آ رہی ہے اور عالمِ وحدت میں "ہویت" سے آ رہی ہے اور جبکہ دوسرا وجود قطعاً قابلِ تصوّر ہی نہیں، تو سوائے لِلّٰہِ الْوَاحِدُ الْقَھَّار کسی اور امکان ہی نہیں۔ ربوبیت اور الوہیت دونوں ایک ہیں۔ مگر ایک محسوس ہے دوسرا غیر محسوس (معقول) اور ذات جل شانہٗ باطن ہے یہی سے آپ کو الظاہر والباطن کے اشارات سمجھنے چاہئیں۔ تو معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک اوّل اور دوسرا آخر۔ ایک ازل ہے دوسرا ابد ایک ظلمت ہے۔ دوسرا نور اور یہ دراصل ہوالاوّل و الآخر والظاہر والباطن والظلمت والنور والازل والابد۔ اور وہ "وہی" ہے یہ مختلف صورتیں اور شکلیں جو کہ عالمِ محسوسات یا معقولات (غیر محسوسات) میں آپ فرض کر رہے ہیں عالمِ ربوبیت میں ان کی حیثیت "مجاز" کی ہے اور حقیقت سب خدا ہے تُسْقٰی بِمَاءٍ وَّاحِدٍ (ایک ہی پانی سے پلائے جاتے ہیں) وَنُفَضِّلُ بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُکُلِ تمام موجودات کا مبداء و بقاء وہ ذات ہے اور اس کے بغیر وہم ہی وہم ہے۔ یہ تمام وجود کثرتیں ہیں جن کا ظہور ہوا۔ اور تیرے وجود کی قسم تو ہی تو ہے تیرے سوا کوئی بھی نہیں۔ یہ سب وہم و خیال ہیں اور بالآخر خوابِ پریشان کے سوا کچھ نہیں۔ ان وجودوں میں سے کسی کا وجود ذاتی نہیں کالعدم بلکہ عدم محض عالم عقول میں "لاشیئی" کی طرح ہے۔ یہ سب عالم نسبت ہے

Marfat.com

اضافت میں ہیں۔ چنانچہ عالم عقول بھی عالم وحدت کی نسبت سے " لاشئے " ہے۔ بلکہ حقیقتاً کچھ بھی نہیں۔ تمام ممکنات (وجود) کی علتِ (وجہ تخلیق) ایک ہے۔ ان تمام کا سبب یہی ایک حدیث ہے کُنتُ کَنزاً مُخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ اور سب نے یہیں سے ظہور کی راہ پائی یہیں سے اشارات، عبارت، نسبت اور اضافت پیدا ہوئیں اور اگر ایسا نہ کرتے تو اس جہان کا انتظام ممکن نہ ہوتا سُنَّۃَ اللّٰہِ الَّتِی قَدخَلَت مِن قَبلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبدِیلاً (اللہ کا طریقہ جو اس سے قبل ہوا اور اللہ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں) اور کسی طریقے سے اس حکمت کے بغیر قیام عالم نہ ہوتا اِنَّہٗ ھُوَ الحَکِیمُ العَلِیمُ

پس اے عزیز جان لیں کہ ان صورتوں اور شکلوں کو خدا نہیں کہتے۔ نہ ہی یہ خدا ہیں۔ خدا تعالیٰ شکل، صورت، محسوس، معقول کی حدود میں نہیں آتا۔ ہر دو حقیقتوں کے ادراک سے باہر ہے۔ میرے دوست جب آپ ربوبیت اور الوہیت کے جہانوں سے گزر جائیں گے تو معلوم ہوگا کہ "ہمہ خدا" ہے اور یہ سب کچھ ایک "خدا" ہے اور سوائے خدا کے کوئی چیز نہیں ہے۔ وجود اُسی کا ہے۔ موجود وہی ہے اور حقیقت میں "ہمہ اوست" نہیں بلکہ "وہی" ہے" اور کوئی نہیں۔ یہیں میرے شیخ کی بات درست آتی ہے۔ "اللہ" وَلَا سِوَاہُ برادر عزیز۔ اب مجھے امید ہے کہ علمی طور پر یہ اشکال آپ پر واضح ہو گیا ہوگا۔

Marfat.com

اکیانونواں صحیفہ

عزیز دوست۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو نورِ توحید سے منور فرمائے۔ سیاق کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ میری سابقہ تحریر سے ایک اور شبے میں پڑ گئے ہیں اور وہ شبہ یہ ہے کہ اگر ایسا ہو (یعنی "وہی" ہے اس کے سوا کوئی نہیں) جیسا کہ تحریر کیا گیا ہے تو پھر جو کوئی شخص کھانا پینا ضروریات انسانی پورا کرتا ہے۔ یہ کیسے ہے کیونکہ اس قسم کے افعال کی حق تعالیٰ شانہٗ سے کیا نسبت۔

خداوند تعالیٰ آپ کو نیک بختی دے یہ جان لیجئے کہ افعال و احوال کا تعلق عالم ظاہر سے ہے۔ اور میں نے عرض کیا کہ عالم صورت "خواب پریشان" کی مانند ہے۔ جیسا کہ عالم خواب میں تو ہر شکل دیکھتا ہے لیکن جب بیدار ہوتا ہے تو کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح آج آپ کی روح جو کہ عالم امر میں ہے اس عالم خلق میں مدفون ہے اور خواب میں ہے اور یہ سب خواب پریشان ہے۔ جب فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ کی ندا اس کی آنکھ کھولے گی اور نیند سے بیدار کرے گی تو اسے معلوم ہوگا کہ یہ سب کچھ کوئی حقیقت نہ رکھتا تھا اور کچھ نہ تھا۔ اسی لیے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا (لوگ خواب میں ہیں جب مریں گے تو خبردار ہوں گے) عالم معنی

فی الحقیقت ان افعال و احوال سے برتر اور ماوراء ہے۔

یا مثلاً آپ اگر تھوڑی دیر کے لیے آنکھیں بند کر لیں اور آنکھوں پر انگلیاں رکھ لیں تو آپ نہ دیکھیں گے کہ مختلف رنگوں کی چیزیں اور صورتیں آپ کے چشم خیال کے سامنے آتی ہیں اور جب آنکھیں کھولیں گے تو ان میں سے کچھ بھی سامنے نہ ہوگا۔ صرف ان کا اثر قوت خیالیہ میں ہوگا اور وہ اثر آپ کے دل پر اثر کرے گا۔ بلا شبہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے دل میں یہ خیال آئے گا کہ یہ احوال و افعال "خواب پریشان" ہیں تو ثواب عذاب بہشت و دوزخ کس طریقے پر ہوگا۔

جواں مرد! آپ نے نہیں سنا کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا۔ عالم صورت میں نیک خواب نبوّت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ چنانچہ جیسے خوابوں کا اثر عالم صورت میں آپ پر ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح روح کو ان خوابوں کا اثر عالم خلق میں مشاہدہ ہوتا ہے اور یہ سب اثرات عالم ربوبیت اور عالم ملکوت ہی میں مرتّب ہوتے ہیں۔ عالم وحدت میں ان کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ وہاں وحدت ہی وحدت ہے۔ محض "احدیت" ہے۔ دوئی بالکل نہیں۔ جو کچھ ہے وہی "ایک" ہے۔ اس کے سوا "سب" کچھ نہیں۔ یہ تو آپ کو اس وقت پتہ چلے گا جب عالم ربوبیت و الوہیت سے گزر گئے ہوں گے۔ کہ دولت وحدیت و احدیت کیا ہے۔

آفتابے در ہزاراں آبگینہ تافتہ

پس برنگے ہر یکے تابے عیاں انداختہ

(سورج نے ہزاروں آئینوں پر روشنی ڈالی ہوئی۔ پھر ہر رنگ سے روشنی ظاہر کی ہے)

واستغفر اللہ العظیم۔ وصلی اللہ علی محمد وآلہ اجمعین

ہے جسے صرف اصحاب بصیرت ہی مشاہدہ کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ جوگی اس مضمون ہی کو بیان کرتے ہیں جو ظاہر الفاظ سے واضح ہے۔ اگر ایسا ہو تو ہم ان کے غلام ہیں۔

ایک عرصہ تک " سُون " کا معاملہ مجھ پر سخت مشکل تھا۔ بلکہ میں اس کا منکر تھا میرا دل اسے قبول نہ کر رہا تھا ایک دن خواجہ صدر الدین مرحوم جو مولانا حمید الدین مخلص کے پوتے ہیں ان کے باغ میں نماز چاشت میں مشغول تھا۔ مراقبہ کے وقت حق اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ نے مجھ پر منکشف فرمایا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نَعْمَائِہٖ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ رُسُلِہٖ وَاَنْبِیَائِہٖ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْم

اے دوست! دو نقطے ہیں۔ ایک وجود دوسرا عدم۔ خدا کی قسم دونوں ایک ہیں۔ چنانچہ ہر دو سے اشارات و عبارات نہ عدم سے ممکن ہیں نہ وجود سے۔ دونوں سے اشارات و عبارات محال ہیں۔ پس آپ ایک کو نقطۂ ابتدا اور دوسرے کو نقطۂ انتہا سمجھئے اور دونوں ایک ہیں۔ یہ کیسا عجیب راز ہے کہ وجود و عدم ہر دو ایک ہیں۔ افسوس آپ کو معلوم ہوتا کہ وجود حقیقی بجز عدم محض جلوہ نہیں کرسکتا اور عدم کا محبوب وجود کے بغیر نقاب کُشا نہیں ہوتا یہاں ابتدا، انتہا، وجود اور عدم ایک ہی ہوتا ہے۔ لفظ و معنی ظاہر و باطن، حقیقت اور مجاز، کل اور جزو، جسم اور جوہر، ملک و ملکوت، غیب و شہادت سب ایک ہوتے ہیں۔ دائرہ کے نقطہ کی مانند۔

فوائد اضافی، اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ (البتہ تمہیں ضرور ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچنا ہے) اس آیہ کریمہ میں آپ کو اپنی طرف عروج اور عالم قدس کی جانب ترقی کا امیدوار بنایا ہے۔ جب انسان کا دل حجاب میں اور چشم بینا نظر سے محروم ہوتی ہے تو کہاں دیکھتا ہے۔ عزیز من دو ظاہری عالموں میں ایک حسی دوسرا عقلی ہے اور ایک عالم جسے جبروت کہتے ہیں ظہور میں ہے۔ اُسے اسماء و صفات کا مظہر قرار دیا ہے اور عالم حقیقت کا راز اس مظہر کے سپرد کیا ہے پس لازم ہے کہ انسان عروج کرے اور ترقی دکھائے

Marfat.com

باونواں صحیفہ

میرے دینی بھائی۔ آپ کی دینی و دنیاوی مرادیں رضائے حق کے لیے پوری ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ حق و باطل کیا ہیں؟ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (فرما دیجیے حق آیا اور باطل گیا اور بلا شک باطل جانے ہی والا ہے) اور قرآن سے ذرا اور واضح سنیں۔ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ۔

افسوس آپ کو معلوم ہوا کہ کیا فرمایا ہے۔ کاش آپ سمجھتے۔ میرے عزیز۔ باطل کا کوئی وجود نہیں۔ نہ ہی اُسے موجود شمار کیا جا رہا ہے اور وجود محض عدم ہیں۔ عدم کے لیے کس وجود کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ وہم و خیال کا کوئی اعتبار ہوتا ہے۔ وجود "وہی" ایک وجود ہے۔ جملہ ظواہر اسی "ایک" کا ظہور اور سارے بواطن اسی ایک "باطن" کا پرتو ہیں۔ یعنی هُوَ الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ لَيْسَ فِي الْوُجُودِ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا مَوْجُودَ سِوَاهُ

احول (بھینگا) بے چارہ ایک کے دو دو تین تین دیکھتا ہے۔ حقیقت میں وہی ایک ہے۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُولُونَ الظَّالِمُونَ۔

دیکھو پانی وہی پانی ہے۔ مگر آپ کبھی اسے بخارات کہتے ہیں، کبھی بادل، کبھی بجلی کبھی اولے کبھی شبنم، کبھی آنسو، کبھی ندی، کبھی کنواں کبھی حوض کبھی دریا وغیرہ وغیرہ ہر

Marfat.com

موقع پر تقاضائے حال کے مطابق نام لیتے ہیں۔ مگر وہ وہی پانی ہے جو آپ جانتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ جوگی کمال کے اس مقام کو "سُون" کہتے ہیں۔ یہ مقام فناء الفناء ہے جو کہ تمام مقامات کی انتہا ہے۔ اس کے بعد کوئی مقام نہیں۔ ترقیاں اور تجلیاں یہاں ختم ہو جاتی ہیں۔ "سون" کا مفہوم کیا ہے؟ جب فنائے مطلق کہ اسے فناء الفناء کہتے ہیں حاصل ہوتی ہے۔ تو لازماً غیر کے وجود سے علم اٹھ جاتا ہے۔ موجودات حقیقتاً عدم ہو جاتی ہیں۔ شعور دفعۃً غائب ہو جاتا ہے۔ تمام ہستیاں مضمحل اور معقول و محسوس اشیاء ناپید اور بلاشبہ باطل ہو جاتی ہیں۔ حق اپنی حقیقت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ہے "سُون" اس اسرار کو وہی جانتا ہے جو اَلَّذِیْ یَاْخُذُ الْعِلْمَ مِنَ اللّٰہِ بِلَا وَاسِطَۃٍ (جو اللہ سے براہِ راست علم حاصل کرتا ہے)

بے چارہ فلسفی کہتا ہے کہ وجود تین ہیں ممتنع، ممکن، واجب۔ ان کے ہاں ممتنع معدوم ہے۔ اشارات اور مرادات کو وہاں کوئی دخل نہیں۔ ممکن دو عدموں کے درمیان ہے اور علماء کہتے ہیں اَلْوُجُوْدُ بَیْنَ الْعَدَمَیْنِ کَالطُّھْرِ الْمُتَخَلَّلِ بَیْنَ الدَّمَیْنِ (وجود دو عدموں کے درمیان یوں ہے جیسے دو حیضوں کے درمیان طہر متخلل) چنانچہ طہر متخلل کا کوئی اعتبار نہیں۔ وہ حیض ہی کے حکم میں ہے۔ یہ وجود عدم محض ہوگا۔ کیونکہ وجود خیالی یا وہمی کو موجود نہیں کہتے۔ لَا عِنْدَ الْحِسِّ وَلَا عِنْدَ الْعَقْلِ۔ اشارات و مرادات بھی ان سے بے زار ہیں۔ یعنی دکھائی تو دیتا ہے کہ "ہے" لیکن درحقیقت "نہیں" ہے کَسَرَابٍ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰٓی اِذَا جَآءَہٗ لَمْ یَجِدْہُ شَیْئًا (صحرا کی ریت کی مانند ہے جسے دور سے دیکھنے والا پیاسا پانی سمجھتا ہے اور جب قریب جاتا ہے تو وہ کچھ بھی نہیں ہوتا) یہ حقیقت علم سیمیا سے بخوبی واضح ہوتی ہے کیونکہ یہ علم بڑے عجیب و غریب مناظر دکھاتا ہے۔ حالانکہ کچھ بھی نہیں ہوتا فَلَا وُجُوْدَ اِلَّا وَاجِبُ الْوُجُوْدِ جَلَّ جَلَالُہٗ۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ۔ جوگی مجبور ہو جاتا ہے یہ کہنے کے لیے۔ "دھندا لوک نہ جانے اندھا" یہ ایسا معاملہ

Marfat.com

قرآنِ حکیم میں فرمان ہے۔ فَلْیَتَرَقَّوْا فِی الْاَسْبَابِ۔ وَالْاِرْتِقَاءُ مِنَ الْاَخَسِّ اِلَی الْاَشْرَفِ ارتقاء نچلی منزل سے اوپر کی جانب ترقی ہے۔ یہاں تک کہ وہ حقیقی نعمت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ وہ انسان کے معراج کی انتہا ہے وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی

آپ صرف یہ نہ سمجھ لیں کہ صرف یہی تین جہان ہیں۔ یہ تو جہانوں کی اصل ہیں۔ ان جہانوں سے ہزاروں جہان آگے پیدا ہوتے ہیں اور انسان کو ان سب میں سے ترقی کرنا ہوتی ہے۔ یہ ترقی و عروج سوائے کامل پاکیزگی ظاہر و باطن ممکن نہیں۔ ارشاد ہوا۔ وَذَرُوْا ظَاہِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہٗ ظاہری و باطنی اعمال کی درستی فَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا کے بغیر میسر نہیں آتی۔ اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ (اسی کی جانب پاکیزہ کلمات اوپر جاتے ہیں اور عمل صالح اسے بلند کرتا ہے) اور کلمہ طیبہ کیا ہے لَا ھُوَ اِلَّا ھُوَ کلمۃ الخواص (خاص لوگوں کا کلمہ) یہ ہے لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا ھُوَ اور عمل صالح کیا ہے۔ دنیا کی حسی اور عقلی ظاہری اور باطنی اشیاء میں سے کوئی شے آپ کے دل میں کوئی وسوسہ نہ ڈال سکے۔ اپنے وجود اور موجود ہونے کا شعور ساقط ہو جائے۔ اس طرح سے کہ یہ حقیقت پالے کہ لا موجود سوی اللّٰہ فی الوجود اس مقام پر نظر آئے اور اَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی جلوہ فرما ہو۔ افسوس اس سے زیادہ کھل کر میں نہیں لکھ سکتا۔ استغفر اللّٰہ العظیم وصلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم

Marfat.com

ترپنواں صحیفہ

دینی بھائی خواجہ سدید الدین سلمہ اللہ تعالیٰ اس بات کو یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

اِنَّ اللّٰہَ مُبْتَلِیْکُمْ بِنَھَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْہُ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَمَنْ لَّمْ یَطْعَمْہُ فَاِنَّہٗ مِنِّیْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَۃً بِیَدِہٖ (بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک ندی کے حوالے سے آزمائے گا جس نے اس میں سے پی لیا تو وہ مجھ سے نہیں اور جس نے نہ چکھا وہ مجھ سے ہے۔ سوائے ایک گھونٹ پی لینے کے)

اے دوست اس دنیا کو نہر کی مثال بنایا ہے۔ یعنی آبِ رواں کی نہر ہے۔ دنیا جاری پانی کی مانند ہے۔ پس جو شخص دنیا کو تصرّف میں لاتا ہے اور اس کی جانب راغب ہوتا ہے اس کا تعلق حق تعالیٰ سے کٹ جاتا ہے جو اس سے پرہیز اور اجتناب کرتا ہے۔ مگر بقدرِ ضرورت وہ خاصانِ حق میں سے ہوتا ہے کیونکہ ضرورتیں پُرخطر چیزوں کو بھی جائز قرار دیتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ضرورت کی مقدار کیا ہوتی ہے۔

سوائے بھوک کی روک تھام اور ستر پوشی کے کچھ روا نہیں۔ اس مقدار سے زیادہ دنیا کا کچھ مال و متاع نہ رکھنا چاہیئے اور اس معاملے میں بھی خدا کے عفو کا امیدوار رہنا ضروری ہے۔

Marfat.com

فوائد اضافی: ارشاد ہوا یَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ۔ (اے یعقوبؑ کی اولاد۔ میری نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں عطا کی)

عزیز من! اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا نام ہے اُن کی اولاد کو خطاب ہے۔ میری نعمت کو یاد کرو۔ کیا عنایتیں ہیں۔ حضرت مصطفےٰ اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی امت پر کرم ان کو خطاب یوں ہوا۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں) اور یہ بھی فرمایا اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (میں اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے) اُن (بنی اسرائیل) کو نعمت کی طرف بلاتا ہے اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ کا جذبہ اجازت نہیں دیتا کہ اُسکے بغیر کسی اور کی جانب گوشۂ چشم کیا جائے۔ یا دل میں کسی جانب کا خیال بھی گزرے۔ وہ بھی اس مقام پر کسی اور جانب نہیں دیکھتا اور نہ کسی کی خواہش رکھتا ہے۔ کیونکہ اَذْکُرْکُمْ فرما دیا۔ تیرے سوا یہاں کسی کا دخل نہیں کیا شعر ہے۔

در چشم در آرمت بپوشم دیدہ
نے من نگرم بغیر نے ترا بگذرم

(میں تمہیں اپنی آنکھ میں سنبھالوں اور آنکھ بند کر لوں۔ نہ میں کسی کو دیکھوں اور نہ تجھے جانے دوں)

ایک ہندو کیا خوب کہا ہے۔ دوہڑہ

نینن بھیتر باہ کر انکھیں بیچ دھریوں
نا نہوں دیکھوں اور دھر نا تجھ دیکھن دیوں

یہاں خود نگری حرام ہے۔ جب تک تمہیں اپنی خبر ہے اس سے بے خبر رہو گے۔

کہ گفت من خبرے دارم از حقیقت عشق
دروغ گفت گر از خویشتن خبر دارد

(کون کہتا ہے کہ میں عشق کی حقیقت کی خبر رکھتا ہوں۔ اگر وہ اپنی خبر رکھتا ہے تو جھوٹ کہتا ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ (اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین مارنا اور قیامت کے دن مسکینوں کے گروہ میں اٹھانا)

عزیزمن۔ مسکین مسکنت سے لیا گیا ہے اس کا مادہ سکون ہے۔ آپ کو معلوم ہوا کہ کیا فرما رہے ہیں اور کیا طلب کر رہے ہیں۔ کاش آپ کو معلوم ہوتا میرے عزیز سکون و قرار طلب فرمایا جا رہا ہے۔ کسی چیز کو اپنے مرکز کے سوا قرار نہیں۔ ملاحظہ نہیں فرماتے جب پانی اپنے مرکز سے جدا ہوتا ہے تو بے قرار گزرتا ہے۔ یہاں تک کہ مرکز پر پہنچ کر اسے آرام آتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرکز یہاں ہے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پھر قریب ہوا یس پہنچا حتیٰ کہ دو قوس کا فاصلہ رہا بلکہ قریب تر) بلاشبہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ لازماً اپنی آرام گاہ جو عالم الوہیت ہے کو طلب فرماتے ہیں لامحالہ اپنے اسی اصلی مرکز کے سوا قرار و سکون نہیں پاتے بیت

تا از تو جدا شوم دمے نیا سودم
ہرگز بمراد دل شبے نغنودم

(جب سے تجھ سے جدا ہوا ہوں ایک دم کے لیے آرام نہیں ایک رات اپنی مراد کے مطابق نہیں سویا) وصلی اللہ علی محمد وآلہ اجمعین۔

Marfat.com

ہمارا اسلام

Marfat.com